

THE  
High School  
HISTORY OF INDIA

تواریخ ہندی  
مکتبہ نالہہ، راجے

188484





THE  
High School  
HISTORY OF INDIA

( From the Earliest Times to 1926 A. D. )

قواربض هندي

زمانه قديم سے سنہ ۱۹۲۶ تک

BY

Manmatha Nath Ray M. A., L. T. (All.)

---

PART II.

FIRST EDITION.

**Nand Kishor & Bros.,**

**PUBLISHERS & BOOKSELLERS,**

Chowk, Benares City.

1927.

THE  
High School  
**HISTORY OF INDIA**

by

MANMATHA NATH RAY M. A., L. T.

Prescribed by the Calcutta and the Hindu Universities and  
the Text-book Committee of Behar & Orissa;

Approved by text-book Committees of the Punjab, U. P.  
& C. P.

Completely covers the syllabus prescribed for  
the High School Examinations of U. P.  
& C. P. and the Matriculation  
Examinations of the Punjab,  
the Patna, & the Calcutta  
Universities.

Hindi Edition Rs. 2/- }  
Urdu Edition: Part I  
(Ancient & Mediaeval) Rs 1/4  
Part II (Modern) Ans. -/12/-

# دیباچہ

میں بہت خوشی کے ساتھ آج اس ہائی اسکول تواریخ ہند کو اردو زبان میں پیش کرتا ہوں اس زبان میں تالیف کی ایک ضرورت تھی کہ طالب علموں کے لئے مدرسے کی تعلیم میں اپنی مادری زبان کا استعمال بہت رائج ہو گیا ہے۔ میرا پورا خیال ہے کہ تواریخ ہندوستان کا مکمل بڑھانا جتنا مادری زبان کی وساطت سے ہو سکتا ہے اتنا غیر ملک کی زبان سے کہی ممکن نہیں اسکا باعث یہ ہے کہ تواریخ کی سچی تعلیم صرف گذشتہ زمانے کے غیر متعلق باتوں کا بتانا نہیں ہے بلکہ خاص بنش اسکی تعلیم کا یہ ہے کہ گذشتہ حالات کو جو علاقہ بالفعل کے حالات سے ہے وہ سمجھایا جائے۔

مجھ پر یقین ہے کہ جب تک اسکو کئی روزانہ زندگی سے تواریخی تعلیم کو علاقہ ہند کا اسوقت تک نہ تو شہروں میں بودو باش کا طریقہ انھیں معلوم ہوگا اور نہ طریقہ تعلیم قابل اطمینان اور فائدہ بخش ہوگا فی الواقع روزانہ زندگی میں ملکی معاملات سے بہت بڑھکر مذہبی جماعتی معاملات کا ریکری تجارت ادبیات و طریقہ تعلیم اور ایسی ایسی اکثر ضروری باتوں کے جاننے کی احتیاج ہے یہ کتاب اس مقصود کو پیش نظر رکھ کر مرتب ہوئی ہے۔ اسلئے ذیل کی باتوں پر خیال کر کے یہ تالیف شائع کی گئی ہے۔

(۱) بشرط امکان جغرافیہ و تواریخ اور سبب و نتیجے کا باہمی علاقہ صاف صاف دکھایا گیا ہے۔  
(۲) ہر خاص زمانے کے بیان کے آخر میں اسوقت کے مذہب جماعت کا ریکری تجارت ادبیات اور ایسے ایسے امور کا مفصل بیان ہے۔ اس تفصیل میں ہم ہندو بودو دھرمین اور دوسرے مذہبوں کے بیان کے ساتھ ہی دین اسلام کے احوال بھی ظاہر کرتے گئے ہیں اور ہر زمانے کے گذشتہ اور مابعد کے وقت کا علاقہ بھی ان امور میں لکھا گیا ہے۔

(۳) ہند کے واقعات جدید کے ساتھ قدیم اور درمیانی حالات کا نزدیک علاقہ بھی تحریر کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا یہ دوسرا حصہ بھی بہت نامل اور اقتلا سے لکھا گیا ہے۔ اسلئے ترمیم کرنے میں سلی گناے

ذی علم جماعتوں کے رسالوں کی تقریریں اور معتبر تصنیفات کے علاوہ پوران - سہمراہی متنسرت اور پالی کتابوں سے بھی استنباط کیا گیا۔ پس میں متوقع ہوں کہ اس میں بہت سی نئی باتیں مندرج ہوئی ہیں۔ درمیانی زمانے کے بیان میں ہی بہت سی ایسی باتیں درج کی گئیں ہیں جنکا تذکرہ خاطر خواہ ابھی تک نہیں ہوا تھا۔

یہاں میں بہت مسرت کیساتھ اظہار کرتا ہوں کہ اس کتاب کے تابعیت میں جھکو بنارس سنسکرت کالج کے شہرہ آفاق پرنسپل معظم پنڈت گوپال ناتھ صاحب کیرج سے بہت امداد ملی ہے۔ پنڈت صاحب موصوف کے علم کا بیدار خزانہ میرے لئے ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔ شاکر و استاد کے تعلق میں انکے احسانات کا حق کبھی ادا نہیں کر سکتا۔

اس تواریخ کو اردو میں مرتب کرنے کے وقت جھکو ادیب نامی و شاعر گرامی مولوی مرزا محمد حسن پروفیسر علی فارسی اردو - ہندو کالج سے بہت مدد ملی۔ میں ان کا بھی مزون احسان ہوں۔ میں باپو نیا پک پرشاد صاحب - سی۔ ٹی۔ ٹیچر انگریزی مسٹن ہائی اسکول رام نگر بنارس اسٹیفٹ کا بھی تہہ دل سے شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ جنھوں نے بذریعہ نظر ثانی اس کتاب کی زبان کو نہایت ہی عام فہم اور با محاورہ بنا دیا ہے اور خلی توجہ سے الطبع کی نگرانی بوجہ احسن ظہور میں آئی۔

میں متوقع ہوں کہ یہ کتاب مقبول اور باب علم و دانش ہوگی۔ ناظرین سے اتنا س ہے کہ اگر کوئی امر اس کتاب کو زیادہ تر مفید بنانے کا خیال میں آئے تو ازراہ بہرمانی جھکو آگاہ فرمادیں میں بہت شکر گذاری کے ساتھ اس پر نظر کرونگا۔

بنارس  
ستمبر ۱۹۲۷ء

مصنف

# فہرست مضامین

انگریزوں کا تسلط

تیسرا حصہ

صفحہ

نمبر شمار

۱

۱- انگریزوں اور فرانسیسی کمپنیاں

۵

۲- کرناٹک کی ریویاں

۱۷

۳- بنگال کی جیت

۲۲

۴- میر جعفر اور میر قاسم

۲۶

۵- تبدیلی کے وقت بنگال حالت

۳۰

۶- حیدر علی اور مینور کی پہلی ریویاں

۳۳

۷- بنگال کے گورنروں اور ایسٹنٹس

۳۹

۸- دارن ایسٹنٹس - پہلا گورنر جنرل

۵۰

۹- لائڈ کارنوالس اور سر جان شور

۵۷

۱۰- لارڈ ویلی

۶۷

۱۱- سر جارج بارلو اور لارڈ منٹو اول

۷۳

۱۲- لارڈ ایسٹنٹس اور لارڈ آرمسٹرونگ

۸۲

۱۳- لارڈ ایسٹنٹس

۸۹

۱۴- لارڈ اکلینڈ اور لارڈ ایسٹنٹس

صفحہ

نمبر

۹۵

۱۵- لارڈ ہارڈنج

۹۸

۱۶- لارڈ دلہوسی

۱۰۷

۱۷- ایسٹ انڈیا کمپنی کا خاتمہ - ارل کینگ

چوتھا حصہ..... سلطنت برطانیہ

۱۲۰

۱۸- ملکہ معظمہ و کثوریہ (نصف ابتدائی)

۱۲۶

۱۹- ایضاً (نصف انتہائی)

۱۳۵

۲۰- شہنشاہ اڈورڈ ہفتم اور جارج پنجم

۱۵۹

۲۱- سرکار انگریزی کے تسلط کیس ملک حالت

# تیسرا حصہ

## انگریزوں کا تسلط

(۱) انگریزی اور فرانسیسی کمپنیاں (۱۶۰۰ء سے ۱۷۵۷ء)

انگریزی کمپنی - (ایسٹ انڈیا کمپنی) پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ۱۵۸۸ء میں جب انگریزوں نے اسپین والوں اور پرتگال والوں کو ایک بڑی بحری جنگ میں ہنایت سخت شکست دی اور جب ۱۵۹۹ء میں ڈچ لوگ انگریزوں سے مرج کا دام دو گنا لینے لگے (پہلے ایک پونڈ مرچ کا دام تین شلنگ تھا اب چھ اور آٹھ شلنگ دینے ہوتے تھے) اس وقت سے انگریزی سودا گروں نے ہند کے ساتھ بوساطت سوداگری نفع پانے کی اُمید پر سنہ ۱۶۰۰ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی نام رکھ کر ایک انگریزی کمپنی قائم کی۔

اس کمپنی نے پوربلی سمندر میں پرتگالیوں اور ڈچ لوگوں سے لڑا اور مغل بادشاہوں کی اجازت لیکر ہند میں ساحل پر کی کوٹھیاں کھولیں۔

ایس سے سورت (۱۶۱۳ء) بمبئی (۱۶۱۳ء) مدراس (۱۶۱۳ء) بمبئی (۱۶۲۸ء) کلکتہ (۱۶۹۰ء) مشہور ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی کئی کوٹھیاں تھیں۔ اسکے ساتھ ہی شاہجہاں اور فرخ سیر نے انگریزی کمپنی کو بمبئی میں بغیر محصول کے تجارت کرنے اور کوٹھیاں کھولنے کی اجازت دی تھی۔

اب تجارت میں اس کمپنی کو بہت منفعت اٹھاتے دیکھ کر وکٹا کی پوری کرنے کو  
 ۱۶۹۸ء میں انگریزی سرکار نے ایک الگ کمپنی بنائی۔ مگر پرائی کمپنی نے  
 اندر اور باہر اس سے بہت برخلافی کی پس ۱۷۰۲ء میں دونوں کمپنیوں کو ایک ساتھ  
 ملا کر ایک مجموعہ کمپنی بنائی گئی۔ اس کا نام یہ ہوا۔ ہند میں تجارت کرنے والی  
 سوداگروں کی متحدہ کمپنی۔ اس کمپنی نے ۱۷۰۷ء اور ۱۷۵۷ء کے درمیانی  
 زمانہ میں تمام ہند پر انگریزی فحمندی کا جھنڈا بلند کر دیا۔

پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ شروع میں انگریز تجارت کے خیال سے اس ملک  
 میں آئے تھے سلطنت قائم کرنے یا آبادی بسانے کے لئے نہیں۔ ان باتوں  
 کے لئے ان کا خیال امریکہ پر بہت تھا۔ پھر ایسے ماجرے واقع ہوئے کہ گویا مجبوراً  
 انھیں اس ملک میں سلطنت قائم کرنی پڑی۔

فرانسیسی کمپنی۔ ۱۶۶۴ء میں فرانسیسی ایسٹ انڈیا کمپنی پہلے دو اور فرانسیسی  
 بنی تھیں جنھوں نے افریقہ، ڈکاسکر، جزیرہ فرانس اور ماریشس وغیرہ پر اپنا  
 قبضہ چالیا تھا۔ اور بہت دنوں تک وہ مقام انکے جہازی بیٹروں کے خاص مقام  
 تھے کیونکہ یہ جزیرے یورپ سے ہندوستان آنے والے جہازوں کے بچوں پنج  
 راستے پر ہیں۔

فرانسیسی کوٹھیاں۔ اس کمپنی کے ظہور کے تین برس بعد سورت میں  
 پہلی کوٹھی کھولی گئی۔ اسکے بعد فرانسیسیوں نے ۱۷۷۳ء میں بنگال میں چندرنگر  
 اور مدراس کے دکن پانڈ پجری کو خریدنا اور وہاں پر قلعے بنوائے۔ قلعہ کی

نگہبانی کے لئے دیسی سپاہیوں کو یورپ کے قاعدوں کے مطابق تعلیم دینے لگی۔  
 گورنر ڈوم (۱۷۲۵ء - ۱۷۳۶ء) ڈوم نے پہلے پہل دیسی سیاست میں  
 شریک ہو کر دیکھن میں فرانسیسیوں کا زور بڑھایا۔ اور اپنے فوج کی مدد سے  
 پنجاب کی حکومت پر ایک اپنا طرہ دار راجہ مقرر کیا۔ راجہ نے خوش ہو کر فرانسسی  
 کمپنی کو کاربکل بخش دیا۔ پھر جب رگھوجی بھوسلے نے آرکٹ کے نواب کو مار ڈالا  
 تب گورنر ڈوم نے اوس کے رشتہ داروں کو مرہٹوں کے ہاتھوں سے بچایا  
 اور انھیں اپنی پناہ دی۔ مرہٹے یہ دیکھ کر بہت بگڑے اور پانڈیچری پر حملہ کرنا  
 چاہا۔ اسپر ڈوم اتنے ان بچاروں کو اون کے ہاتھ میں نہیں دیکھتا اس  
 نیکی کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام مسلمان طاقتیں فرانسیسیوں کے ماتحت ہو گئیں۔  
 نظام نے ڈوم کی بہت تعریف کی اور بادشاہ محمد شاہ نے اسے منصبدار  
 اور نواب بھی بنا دیا۔ جس کا رروالی کی بنیاد ڈوم نے ڈالی تھی اسے  
 اوس کے مددگار اور شاگرد ڈوم نے اپنے سر اٹھالیا۔

ڈوم نے - ڈوم نے کا باپ فرانسسی ایٹ انڈیا کمپنی کے ڈائریکٹر وینس سے  
 ایک تھا۔ ڈوم نے ۱۶۹۷ء میں پیدا ہوا۔ جب اس کی عمر ۲۳ سال کی  
 تھی اس وقت اس نے اس سرزمین پر قدم رکھا۔ کچھ دنوں تک پانڈیچری  
 کا وٹسل کا ایک ممبر رہنے کے بعد ۱۷۳۰ء میں وہ چندرنگر کا گورنر منتخب  
 ہوا۔ ڈوم نے گورنر بن کر دو دور کے ملکوں کے ساتھ تجارت شروع  
 کر دی۔ پہاننگ کہ تبت میں بھی فرانسسی مال جانے لگا۔ دس برس کے

جو وقت وہ بانڈ پھری کا گورنر ہوا اس وقت چند رنگر بہت رونق پر آگیا۔ دریا کے کنارے روز دس بارہ جہاز مال سے لدے دکھلا دیتے تھے۔

جو وقت ڈوہیلے بانڈ پھری کا انسر نیا یا گیا اُس وقت اس مقام کی مٹکی سیاست کی کچھ اور ہی کیفیت تھی۔ جسکی تیغ اوس کی دیگ کا زمانہ تھا۔ ڈوہیلے نے بنگال میں رہتے رہتے الہ وردی خاں کو صرف تلوار کی زور سے بنگالے کا نواب بننے دیکھا تھا۔ نادر شاہ کو دلی لوٹتے سنا تھا۔ دکن میں آکر اوسنے الیز الدین کو نیا نواب بننے دیکھا تھا۔ انھیں تجربوں سے اوس کے دل میں یہ حرکت پیدا ہوئی تھی کہ اپنی تلوار کے زور سے دکن میں ایک حکم زور دست ریاست قائم کروں۔ اس وقت وہاں اور کمپنیوں کی پبنت فرانسسی الپینی کی زیادہ عزت و قدر تھی۔ انکے پاس انگریزی قاعدوں کی تعلیم یافتہ بڑی فوج بھی موجود تھی۔ اس کے مقابلہ میں ہندوستانی طریقوں سے لڑنے والی کوئی فوج بھی ٹھہر نہیں سکتی تھی۔ یہ دیکھ کر اوس نے دل میں دو باتیں ٹھہرائیں ایک یہ کہ دیسی سلطنتوں پر تلوار کے زور سے اپنا سکہ جانا دوسرے یہ کہ دکن سے انگریزوں کو ہٹا دینا۔ ان میں سے پہلی بات تو آسان تھی لیکن دوسری بڑھی کھیر تھی۔ ان باتوں سے تم کو ضرور یقین ہو گیا ہو گا کہ فرانسس پولہ کی نظر پہلے ہی سے تجارت پر نہ تھی بلکہ ایک سلطنت قائم کرنے کی طرف تھی۔

## خلاصہ

|       |                |                              |
|-------|----------------|------------------------------|
| ..... | ۱۶۰۰ء          | انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی بنی |
| ..... | ۱۶۶۴ء          | فرانسیسی کمپنی بنی           |
| ..... | ۱۶۰۲ء          | متحدہ انگریزی کمپنی بنی      |
| ..... | ۱۶۳۵ء سے ۱۶۴۱ء | گورنر ڈو ما۔                 |
| ..... | ۱۶۴۱ء سے ۱۶۵۴ء | گورنر ڈو پلے                 |

### (۲) کرناٹک کی لڑائیاں (۱۶۴۴ء - ۱۶۶۳ء)

ڈو پلے کے پانڈیچری کے گورنر بننے کے بعد حیب انگریزی اور فرانسیسی کمپنیوں کی حالت ایسی تھی تب اس نے یہ سمجھا کہ میری دلی خواہش پوری کرنے ہی کے لئے یورپ میں انگریز اور فرانسیسی ۱۶۴۴ء میں باہم لڑ گئے۔ اس خبر کے پھیلنے ہی جہاں جہاں انگریز اور فرانسیسی تھے آپس میں لڑنے لگے۔ ڈو پلے نے بھی موقع پا کر انگریزوں پر حملہ کر دیا۔ لڑائی کے چھڑتے ہی ڈو پلے نے آرکٹ کے نواب انور الدین سے دوستی کر لی۔

### کرناٹک کی پہلی لڑائی (۱۶۴۴ء سے ۱۶۴۸ء)

جب انگریزوں نے پانڈیچری پر چڑھائی کرنا چاہا تب انور الدین نے

ادھیس روکا۔ ۱۷۶۳ء میں جزیرہ ماریشش سے کئی فرانسیسی جنگی جہاز بھی اونچے ڈوپلے نے اونکی مدد سے مدراس پر حملہ کر دیا۔ انگریزوں نے نواب سے مدد مانگی لیکن ڈوپلے نے انور الدین کو پہلے ہی سے اپنے پھندے میں پھنسا رکھا تھا۔ اس نے یہ وعدہ کیا کہ انگریزوں سے مدراس چھین کر میں تمہیں کو دوں گا۔ نواب نے مدد دینے سے انکار کیا۔ فرانسیسیوں نے مدراس لے لیا۔ انگریزوں نے وہاں سے بھاگ کر سینٹ ڈیوڈ کے قلعہ میں پناہ لی۔ مدراس لینے کے بعد ڈوپلے اسے دبا بیٹھا۔ اس سے نواب نے برا مانا اور اس کے مقابلے کو ایک زبردست فوج روانہ کی۔ لیکن ڈوپلے نے اسے شکست دی۔ پہلے تو فرانسیسی نواب کے رعایا تھے لیکن اس فتح کے بعد یہ علاقہ بالکل جاتا رہا۔ ڈوپلے کی ہمت دن دونی رات چو گئی ہوئے لگی۔ اس کے بعد ڈوپلے نے سینٹ ڈیوڈ کے قلعہ لینے کی بڑی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا۔ اسکی ناکامیابی سے انگریزوں کے دلوں میں جوش آنے لگا۔ اونھوں نے بھی پانڈیچری پر حملہ کیا لیکن قابض نہ ہو سکے۔ بات زیادہ نہ بڑھنے پائی تھی کہ اس وقت ۱۷۶۸ء میں انگریزوں اور فرانسیسیوں میں صلح ہو گئی۔ اس صلح کے مطابق ڈوپلے کو لازم ہوا کہ انگریزوں کو مدراس واپس کر دے۔

لڑائی کا نتیجہ۔ انگریزوں اور نواب کو شکست دینے کی وجہ سے ڈوپلے کی شان بہت بڑھ گئی۔ وہ بھی دیسی سبستوں میں دخل اندازی

کرنے لگا۔ ڈوہلے میں ایک عیب یہ تھا کہ وہ اہلکِ خشکی کی فوج پر زیادہ  
بھروسہ رکھتا تھا۔ شاید اوسے یہ نہیں معلوم تھا کہ ایک یورپ کی طاقت  
کو بحری قوت پر زیادہ اطمینان ہونا چاہئے۔ اخیر میں اس جنگ کا  
نتیجہ یہ ہوا کہ یورپ میں فرانسیسیوں کے تمام جنگی جہاز برباد ہو گئے۔  
اور انگریزوں کی بحری طاقت اور بھی زیادہ ہو گئی۔

کرناٹک کی دوسری لڑائی (۱۷۵۷ء سے ۱۷۶۱ء) فرانسیسیوں  
میں ۱۷۵۷ء کی صلح ہو جانے کے بعد بھی ہندوستان میں ان کے درمیان  
دو بارہ ۱۷۵۷ء میں لڑائی چھڑ گئی۔ اس کی ایک خاص وجہ یہ تھی۔  
ان دنوں انگلستان یا فرانس سے ہندوستان آنے والے میں سال  
ڈیڑھ سال کا عرصہ لگ جاتا تھا۔ اسلئے ہندوستان کے گورنروں کو  
تمام معاملوں میں یورپ کے سرکار کی رائے نہیں لینی پڑتی تھی۔ وہ  
بہت سے کام اپنی طبیعت کے مطابق بھی کر لیا کرتے تھے۔ ۱۷۵۷ء میں  
موقع پاکر ڈوہلے نے پورا ارادہ کر لیا کہ اس دفعہ دکن میں نہ صرف  
فرانسیسی ریاست قائم کروں گا بلکہ انگریزوں کو یہاں سے نکال دوں گا۔  
لڑائی کی وجہ۔ شروع میں چاند صاحب کے مورث کرناٹک  
کے نواب تھے۔ کچھ دن کے بعد نظام آصف جاہ نے چاند صاحب کو  
نواب نہ بنا کر انور الدین کو نواب بنا لیا۔ انور الدین اور ڈوہلے میں  
بنتی نہ تھی اور ڈوہلے نے اسے ایک بار شکست بھی دی تھی۔ ڈوہلے

ایک ایسے آدمی کی تلاش میں تھا جسے نواب بنا کر مقصد پورا کرے  
 اس کے لئے اس نے چاند صاحب کو متحرک کیا۔ اور اوس کا طرفدار بن کر  
 انور الدین کے خلاف لڑنے کا ارادہ کیا۔ لیکن ۱۷۴۸ء میں نظام آصف  
 جاہ نے انتقال کیا اور اوس کا دوسرا بیٹا ناصر جنگ نظام بنا۔ لیکن آصف جاہ  
 کے نواسے مظفر جنگ نے مخالفت کی اور کہا کہ دلی کے بادشاہ نے مجھے  
 نظام بنایا ہے۔ اسلئے حیدرآباد کے مسند کا میں مستحق ہوں۔ اوس نے  
 بھی دو پلے سے مدد چاہی۔ اسوقت لڑنے والوں کی یہ کیفیت تھی۔

فرانسیسی

چاند صاحب (کرناٹک) انور الدین (کرناٹک کے نواب)  
 مظفر جنگ (حیدرآباد) ناصر جنگ (حیدرآباد کے نظام)  
 ۱۷۵۷ء میں چاند صاحب اور مظفر جنگ نے فرانسیسی سپہ سالار بوسے کی  
 مدد سے نواب انور الدین کو قتل کر ڈالا۔ اسکا بیٹا محمد علی ترچنا پلی کے قلعہ میں  
 جا چھپا اسی موقع پر بوسے نے جنجی وغیرہ کے قلعے لئے اور چاند صاحب  
 کرناٹک کا نواب بنایا گیا۔

کرناٹک کا نواب نظام کے ماتحت تھا۔ اسلئے ناصر جنگ نے  
 چاند صاحب کو نواب ماننے سے انکار کیا اور کرناٹک میں جا کر اسے  
 شکست دی۔ چاند صاحب پانڈی پجری کو فرار ہوا۔ ناصر جنگ نے  
 محمد علی کو نواب بنایا۔ اسی اثنا میں اس نے مظفر جنگ کو بھی گرفتار کیا

لیکن تو دورباہیوں نے بندش کر کے نامرخبگ کو مار ڈالا۔ مظفر نظام بنا۔ اور اوس نے چاند صاحب کو لڑائی دی۔ اب ان دوستوں کی ترقی کے ساتھ فرانسیزیوں کا بھی ستارہ بلند ہونے لگا۔ محمد علی ترخان بھی بھاگا اور اور انگریزوں کی مدد چاہی۔ پہلے کہا جا چکا ہے کہ انگریز صرف صلح پسند تجارتی تھے۔ تلوار کی زور سے ابھی تک سلطنت قائم کرنے کی خواہش بالکل نہ تھی۔ لیکن جب انھوں نے اپنے دشمن یعنی فرانسیزیوں کی اتنی ترقی اور عزت دیکھی تب انھوں نے بھی اپنی جان و مال کی محافظت کیلئے تلوار اٹھانے کا مصمم ارادہ کیا۔ ادھر جسے مظفر جنگ مارا گیا ویسے فرانسیزی سپہ سالار بوسنی نے فوراً آصف جاہ کے بیٹے صلاحیت جنگ کو نظام بنا کر فرانسیزیوں کے رعب کو بدستور قائم رکھا۔ ناچار ہو کر انگریزوں نے محمد علی کو مدد دینے کا وعدہ کیا اس وقت جس شخص کی بہادری اور جلال کی وجہ سے انگریزوں کے حالت کی ترقی ہوئی اور ہندوستان میں ان کا قدم جا اوس کا نام رابرٹ کلايو تھا۔

رابرٹ کلايو - انگلستان کے سر اپ سائر کے ضلع میں ۱۷۲۵ء میں رابرٹ کلايو کی پیدائش ہوئی۔ لڑکپن میں کلايو نہایت شوخ و شریک تھا لیکن پڑھنے کی طرف بالکل رجحان نہ تھا۔ چھوٹے چھوٹے لڑکوں کا گروہ بنا کر خود ان کا سردار بنتا تھا۔ اس گروہ کی مدد سے وہ ڈھیلے مارنے کا ڈر دکھا کر دوکانداروں سے کھانے کی چیزیں یا پیسے وصول کیا کرتا تھا۔

اگرچہ کے اونچے ٹیلے اور اونچی سے اونچی دیواریں اوسکی بیٹھک تھیں وہ ہمیشہ مار پیٹ میں لگا رہتا تھا۔ اوس کے باپ نے اوسکی تعلیم کے لئے بہت کچھ کوششیں کیں لیکن بالکل فضول ہوئیں۔ ناچار اوس کے اٹھارہ برس کی عمر میں کلایو کو ایسٹ انڈیا کمپنی کا ایک محرز بنا کر ہندوستان میں بھیجا کہ اسی جاں چلن میں تبدیلی ہو جاوے۔ جب پہلے ۱۸۳۳ء میں کلایو مدراس میں آیا اُسوقت اوسے بہت معتبوں کا سامنا ہوا۔ پھر بھی اوس کے اطوار درست نہوے۔ وہ اکثر اپنے افسروں سے لڑ جاتا تھا۔ فرانسیسی لڑائی کے وقت ان انگریزی محزروں کو بجائے قلم کے تلوار یعنی پڑیں۔ پس کلایو نے بھی تلوار اٹھائی اور انگریزی سپہ سالار میجر لارنس کے ساتھ پانڈیچری پر حملہ کر دیا اور سینٹ ڈیوڈ کے قلعہ کی محافظت میں نہایت دلیری دکھائی۔ چیخوٹ ہو کر یہ سب نے اوسے باقاعدہ فوج میں داخل کر لیا۔ اُسوقت سے بیشک کلایو دوسری راہ پر چلنے لگا اور اوسکی حالت بدل گئی۔ جو وقت انگریزوں نے محمد علی کو مدد دینی قبول کی اوسوقت صف بندیاں اسطرح تھیں۔

فرانسیسی  
چاند صاحب

انگریز  
محمد علی

لڑائی کے واقعات۔ ادھر چاند صاحب اور فرانسیسی محمد علی کو ترچاپالی میں گھیر پڑے رہے ڈوہلے کے بار بار کہنے پر بھی فرانسیسی سپہ سالار نے قلعہ پر چڑھائی نہ کی اور یہ وقت فضول برباد گیا۔ دوسری طرف

کلا یونے انگریزوں کو یہ صلاح دی کہ اس وقت محمد علی کے پاس ترچاپلی میں فوج بھجنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا اور ناحق سپاہیوں کا خون ہوگا۔ اس سے بہتر ہوگا کہ ہم لوگ چاند صاحب کے پائے تخت یعنی آرکٹ کو قبضہ میں کر لیں۔ ایسی حالت میں چاند صاحب کو یا تو آرکٹ سے ہاتھ دھونا پڑے گا یا وہ ترچاپلی چھوڑ کر یہاں دوڑ آئیگا۔ مدراس کا وٹسل نے بھی اس رائے کی تائید کی اور اسی کو سپہ سالار بنا کر اس طرف روانہ کیا۔

آرکٹ کا محاصرہ۔ ۱۸۵۷ء میں کل دؤنوں گورے اور چھ سو ہندوستانی سپاہی بیکر کلا یو آرکٹ کے سامنے آکر موجود ہوا۔ زیادہ تر سپاہی چاند صاحب کے ساتھ ترچاپلی چلے گئے تھے اسلئے یہاں کی محافظت اسکے لئے کوئی نہ تھا۔ جو یہاں تھے وہ بھی فرار ہوئے۔ اسلئے کلا یونے نہایت آسانی سے آرکٹ لے لیا۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں میں چاند صاحب نے اپنے بیٹے راجہ صاحب کو آٹھ سو سپاہیوں کے ساتھ آرکٹ پھر فتح کرنے کے لئے روانہ کیا وہ پچاس دن تک آرکٹ کو گھیرے رہے۔ کلا یونے بھی نہایت بہادری کے ساتھ اتنے دنوں تک اپنی جھوٹی فوج کے ساتھ قلعہ کی محافظت کی۔ آخر ناچار ہو کر راجہ صاحب نے قلعہ پر حملہ کیا۔ لیکن کلا یونے مرہٹوں کی مدد لیکر اسے بڑی بڑی طرح شکست دی۔ راجہ صاحب کی فوج بھاگ چلی۔ کلا یونے آرکٹ سے نکل کر اون کا پیچھا کیا اور انھیں پھر سخت ہزیمت دی۔ ادھر تو یہ حالت تھی ادھر مرہٹوں نے چاند صاحب کو گرفتار کر لیا۔ اور اسے

قتل کر ڈالا۔ ان سب واردات کا یہ نتیجہ ہوا کہ انگریزوں کے دوست محمد علی کو آرکٹ کی لڑائی ملی۔ اس کے بعد بھی اور دو سال تک لڑائی جاری رہی۔ فرانسیسی سپہ سالار بوٹسی نے کارر دہلی کر کے نظام صلابت جنگ سے فرانسیسی کمپنی کے رفاه کے لئے کوشش ناندی کے مہانے سے اڑیسہ تک لمبی چوڑی زمین دہلی جگانام شمالی سرکار تھا۔ بہہ جگہ بہاڑ اور جٹکوں سے گھری ہوئی تھی اور فقط ایک قلعہ کے برابر تھی۔ بوٹسی کبھی کبھی ڈو پلے کو مالی مدد دیتا تھا فرانسیسی کئی جگہ ناکامیاب ہوئے اور ترچنا پٹی بھی نہ لے سکے۔ فرانسیسیوں کی ہزیمت سے دکن میں انگریزوں کی دھاک جم گئی۔

**ڈو پلے کی آخری حالت**۔ ڈو پلے نے حتی الوسع جیسا دستور ہے کہ لڑائی میں روپیے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بہت سنبھالا۔ اس نے اپنی جائیداد دوستوں کی دولت سب کچھ اس لڑائی میں ختم کر دیا۔ آخر کار اوسے قرض لینے کی ضرورت پڑی۔ فرانسیسی سرکار نے ڈو پلے کی ان کارروائیوں کو بالکل فضول سمجھا اس لئے روپیے پیسے کا معاملہ سامنے آیا تو پیچھے ہٹنے لگی اور ڈو پلے کو ناقابل سمجھ کر نوکری سے برخاست کر دیا۔ اس سے ڈو پلے کی بڑی دل شکنی ہوئی اور وہ گھر پھر گیا۔ اس کے بعد فرانسیسی گورنر نے انگریزوں کو رائے کے مطابق صلح کرنی اور محمد علی کو کرناٹک کا گورنر مان لیا۔ اس سے دکن میں انگریزوں کا دبدبہ اور زیادہ ہو گیا۔ کاربندی اور حکمت علی میں ڈو پلے کے مقابلہ کا وہاں دوسرا کوئی نہ تھا۔

ڈوپے کو شکست کیوں ہوئی۔ اس میں کام کرنے کی طاقت زیادہ  
 نہ تھی۔ اسلئے اسے اذیت طبیعت کے لوگوں پر زیادہ اعما دکرنا پڑتا تھا۔ کلا یو  
 اور لارنس کے برابر زبردست مددگار بھی اسکے پاس نہ تھے جو تھے بھی وہ خود  
 غرض تھے اور ان میں بھی نا اتر فانی پھیلی ہوئی تھی۔ فرانس والوں نے بھی اسکی  
 حمایت نہ کی۔ انھیں دجھوں سے اسکی بار ہوئی۔

کرناٹک کی تیسری لڑائی۔ ۱۷۵۶ء میں انگریزوں اور فرانس  
 والوں کے درمیان پھر یورپ میں لڑائی چھڑ گئی یہ لڑائی برسر اسات برس تک  
 جاری رہی۔ اسلئے جہاں جہاں انگریز اور فرانسسی تھے آپس میں لڑنے لگے  
 لیکن ہندوستان میں ۱۷۵۸ء میں لڑائی شروع ہوئی۔ جو وقت یہ لڑائی  
 شروع ہوئی اوس وقت انگریزوں کی اور ہی حالت تھی۔ ان لوگوں نے  
 بنگال پر اپنا پورا قبضہ کر لیا تھا۔ اس ملک کی دولت بھی انھیں کے ہاتھ میں  
 تھی۔ کرناٹک میں بھی ان کا رعب غالب تھا۔ ایسی حالت میں ان کا  
 کون مقابلہ کر سکتا تھا۔

واقعات۔ لڑائی کی خبر ملتے ہی ۱۷۵۷ء میں کلا یو نے چندر نگر لیلیا  
 ۱۷۵۸ء کے پچوں یزح میں فرانس سے کاونٹ لالی آپہونجا۔ اسکے مزاج  
 میں رُو دکھاپن بہت تھا۔ پھر اسوقت پانڈ پجری کے فرانسسی نہایت آرام  
 طلب نکلے تھے۔ اور سب طرح کے بد افعال لوگ ان میں بل جل گئے  
 تھے۔ لالی کو یہ محکم تھا کہ وہ ان تمام خرابیوں کو دُور کرے۔ ایک تو اسکا مزاج

ردکھا تھا ہی اس نے آتے ہی سختی کے برتاؤ شروع کئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ لوگ اس سے بگڑ کھڑے ہوئے اور اسے بالکل مدد نہ دی۔ لالی نے آتے ہی شمالی سرکار کے فرانسیسی افسر کو اور چیدرا آباد سے سپہ سالار بوسی کو اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ بلا لیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان دو جگہوں سے فرانسیسیوں کو ہاتھ دھونا پڑا۔ لالی نے قلعہ سینٹ ڈیوڈ اور کئی مقاموں کو دخل کر لیا۔ نئی آفت یہ آئی کہ پانڈی پجری والوں نے اوس کی فوج کی رسد بند کر دی۔ لالی کی فوج باغی ہو گئی ناچار ہو کر لالی نے مدد اس پر حملہ کیا۔ لیکن انگریزوں نے بہادری کے ساتھ قلعہ کی محافظت کی اور اوسے ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

اس وقت کئی انگریز جنگی جہاز لے آئے ہونے لگے۔ انگریزوں کا زور دیکھ کر لالی کو وہاں سے چلے جانا پڑا۔ ٹھکی ماندی اور بھومی فوج لیکر وہ پانڈی پجری کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں سر آئر کوٹ کا مقابلہ کرنا پڑا۔ سر آئر کے ساتھ ایک بڑی فوج تھی اس نے سلاٹھاء میں لالی کو داندھی و اسٹن نہایت بڑی طرح شکست دی۔ لالی بھاگا اور پانڈی پجری میں پناہ لی۔ انگریزوں نے اس مقام کو بھی گھیر لیا۔ بیچارہ لالی قریب نو مہینے تک برابر بھوکھا رہتا رہا۔ آخر کار سلاٹھاء میں لالی کو انگریزوں کے ہاتھ بغیر کسی شرط کے اپنے کو سپرد کرنا پڑا۔ انگریزوں نے اسے قید کر کے انگلستان بھیج دیا۔ اسکے بعد فرانس بھیج دیا گیا۔ وہاں کے بادشاہ نے اوسے قتل کر ڈالا۔

روائی چھڑتے ہی کرنل فورڈ نے فرانسیزیوں سے تمام شمالی سرکار  
 ۱۷۵۹ء میں چھین لیا۔ پانڈیچری فتح کرنے کے بعد انگریزوں نے وہاں کے  
 قلعہ کو ہمارا کر ڈالا۔ ادھر مالا بار کے کنارے ماہی کو بھی لے لیا (۱۷۶۱ء)۔  
 انجام۔ آخر کار ۱۷۶۳ء میں انگلستان اور فرانس کے درمیان صلح ہو گئی۔  
 تجارت کے لئے پانڈیچری۔ چندر نگر اور ماہی فرانسیزیوں کو پھر سے واپس  
 کر دیئے گئے۔ جنگ کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرانسیزیوں کا دبدبہ ہندوستان  
 سے ہمیشہ کے لئے بالکل جاتا رہا۔ انگریزوں کا سکہ پوری طرح  
 جھلیا۔

فرانسیزیوں کی شکست کا سبب۔ ان کی نگاہ ہمیشہ سلطنت قائم  
 کرنے پر تھی۔ انگریزی کمپنی ابتدا سے تجارت پر متوجہ تھی۔ پس وہ جلد بالدار  
 بن گئی۔ اور اس طرف تجارت پر توجہ نہ کرنے سے فرانسیزی کمپنی کا دوالہ نکل گیا۔  
 یہ کمپنی سرکاری تھی اسلئے فرانسیزی سرکار کو اس کا نقصان اٹھانا پڑتا تھا۔  
 انگریزی سرکار حتیٰ الوسع فوج اور درہمیں سے اپنی دیسی کمپنی کو مدد و ہر طرف  
 سے پہنچاتی رہی۔ لیکن فرانسیزی سرکار نقصان کی طرف سے اس طرح کی  
 مدد پہنچانے میں پہلو ہتی کرتی رہی۔ علاوہ اسکے انگریزوں کی بحری قوت  
 بہت زیادہ تھی۔ ۱۷۵۷ء کے قریب انگریزوں کی جہازی طاقت تمام  
 یورپ میں سب سے بڑھ چڑھ کر تھی۔ اس سبب سے تری کا راستہ بالکل  
 انھیں کے قبضے میں تھا۔ اس سے فرانسیزیوں کے لئے اس ملک میں

فوج اور آلات حرب بھیجنے کی دشواری پڑ گئی۔

ہندوستان میں انگریزوں کے کئی اچھے سپہ سالار ہو گئے تھے۔ مثلاً  
 میجر لارنس کلاپو فورڈ وغیرہ۔ انکے مقابلے نے افسر فرانسیزیوں کے پاس  
 نہ تھے۔ اور جو تھے بھی وہ خود غرض تھے۔ اور علاوہ اسکے ان میں اتفاق  
 بالکل نہ تھا۔ اخراجات یہ ہے کہ ان دنوں فرانسسی سرکار نہایت مضمحل ہو گئی  
 تھی۔ اور ایس وقت انگلستان میں سب سے بڑے مدبر وزیر برٹ صاحب  
 کار و بار سلطنت کرتے تھے۔ انکی سیاسی عقل کا مقابلہ فرانس کا کمزور بادشاہ  
 یعنی لوئس پینجم کیونکر کر سکتا تھا۔

## خلاصہ جنگہائے کرناٹک

|       |       |       |       |                            |
|-------|-------|-------|-------|----------------------------|
| ۱۶۴۸ء | ..... | ۱۶۴۴ء | ..... | پہلی لڑائی                 |
| ۱۶۴۶ء | ..... | ..... | ..... | فرانسیزیوں نے مدراس لے لیا |
| ۱۶۴۸ء | ..... | ..... | ..... | صلح                        |
| ۱۶۵۴ء | ..... | ۱۶۵۰ء | ..... | دوسری لڑائی                |
| ۱۶۴۸ء | ..... | ..... | ..... | نظام آصف جاہ کی وفات       |
| ۱۶۵۱ء | ..... | ..... | ..... | آرکٹ کا محاصرہ             |
| ۱۶۵۴ء | ..... | ..... | ..... | ڈوبے کی شکست               |
| ۱۶۶۳ء | ..... | ۱۶۵۶ء | ..... | تیسری لڑائی                |

|       |                               |
|-------|-------------------------------|
| ۱۷۵۸ء | لالی نے قلعہ ڈیوڈے لیا        |
| ۱۷۵۸ء | نورڈے شمالی سرکار کو فتح کیا  |
| ۱۷۶۰ء | داندیا بوالشس کی لڑائی        |
| ۱۷۶۱ء | انگریزوں نے پانڈی پھری لے لیا |
| ۱۷۶۳ء | مط                            |

## (۳) بنگال کی جیت

نادر شاہ کی جرحہ حال کے بعد ۱۷۳۹ء میں بنگال کے نواب بالکل آزاد ہو گئے اور انھوں نے دہلی کو مالگڈاری بھیجنا بالکل بند کر دیا۔ مرشد قلی خاں کے نواسے کو ہرا کر ۱۷۴۷ء میں علی وردی خاں بنگال کا نواب بنا۔ کچھ دنوں کے بعد اس نے اڑیسہ بھی اپنے قبضہ میں کر لیا لیکن رگھو جی بھوسلا نے علی وردی خاں کو شکست دیکر اڑیسہ اس سے لے لیا۔ ۱۷۵۶ء میں علی وردی خاں کی وفات کے بعد اس کا نواسہ سراج الدولہ بنگال کا نواب بنا۔

سراج الدولہ - اس وقت سراج کی عمر ۲۴ برس کی تھی اس کے نانا علی وردی کے لاڈ پیارے اوس کا مزاج بالکل بگاڑ رکھا تھا۔ نواب ہوتے ہی دربار کے چند خود غرض لوگوں سے رنجش ہو گئی ان ور پاروں میں ایک شخص کشن داس اپنی تمام دولت لیکر وہاں سے بھاگا اور کلکتے کی انگریزی کوٹھی میں آکر پناہ گیر ہوا۔ سراج نے خبر پاتے ہی کہیں حکم دیا کہ فوراً اس کو میرے

اختیار میں بھجود رکھنی والوں نے کوشش کی کہ نواب کا حکم ٹال دیں۔ یہ حرکت دیکھ کر سراج بگڑا اور انھیں دونوں یورپ میں انگریزوں اور فرانسیسیوں درمیان ہفت سالہ جنگ جاری تھی اسلئے انگریز اپنے کپنی کی حفاظت کے لئے قلعہ کی مرمت کر رہے تھے مگر اس مرمت کے لئے نواب سے اجازت نہیں لی تھی۔ سراج نے اسے اپنی خلاف شان سمجھ کر فوراً حکم دیا کہ انگریزی قلعہ ڈھلایا جائے۔ انگریزوں نے اسپر بھی اپنے کان بہرے کر لئے اس سے ناراض ہو کر سراج نے انگریزوں کو ہنگال کھال دینے کا ارادہ کیا اور مرشد آباد کے قریب قاسم بازار میں جو انگریزوں کی کوچھی تھی اوس پر نہایت آسانی کے ساتھ قبضہ کر لیا اور کلکتہ لینے کی غرض سے آگے بڑھا۔

کلکتہ کی چڑھائی ہوتے ہی قلعہ کی رہنے والی عورتوں اور بال بچوں کے ساتھ گورنر ڈرائیگ جہاز پر چڑھ کر فرار ہوئے۔ جو لوگ بھاگ نہ سکے ہالوں ایک انگریز ادین کا افسر بنا اور نہایت بہادری کے ساتھ دو روز تک سراج سے لڑتا رہا۔ مگر آخر کاشکت قہلم کر کے قلعہ کو نواب کے ہاتھ سپرد کرنا پڑا۔ نواب بہت خوبی کے ساتھ انگریزی قیدیوں کے ساتھ پیش آیا۔ لیکن کپنی کے خزانے کے پچاس ہزار روپے اوس نے لئے لئے۔ جب رات ہوئی تو قیدیوں کو ایک افسر کے ہونے کے لئے نواب اپنے خیمہ میں چلا گیا۔

شام ہونے ہی چند گورے شراب پیکر چل کر نے لگے۔ اسپر ایک افسر نے تمام گورونکو ایک چھوٹی سی کوٹھری میں بند کر دیا جب صبح کو دروازہ کھولا گیا تو ۱۲۶ آدمیوں میں سے کل ۲۳۔ آدمی بیہوشی کی حالت میں زندہ نکلے۔ تاریخی

اصطلاح میں اس واقعہ کو کالی کوٹھری کا حادثہ لکھا ہے۔ اگرچہ چند عالموں کی رائے میں یہ حادثہ ہالول کا ایجاد کردہ مضمون سمجھا جاتا ہے۔ مگر بالفعل کی تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ آرمینی تاجر کے خط میں اس کا ذکر ہے پس اس سے کچھ صداقت اس احوال میں ضرور ہے۔

**کلا یو کی کلکتے کی چڑھاہالی**۔ اس شکست کی خبر جب مدر اس میں پہنچی تو انگریزوں نے کلا یو کو سپہ سالار اور دانشمن کو جہازی سپرٹے کا کمانڈر بنا کر بھیجا انھوں نے نہایت آسانی کے ساتھ بیج اور کلکتے لے لیا اور یہی شہر کو بھی ۱۷۵۷ء میں جیت لیا۔ نواب سراج الدولہ پھر کلکتے پہنچا۔ اس دفعہ اس نے بغیر کسی جنگ کے انگریزوں کے ساتھ صلح کر لی۔ اسکے مطابق انگریزی کمپنی کو پہلے کی طرح بنگال میں بغیر محصول کے تجارت کرنے کی اجازت مل گئی اور نقصان کا معاوضہ بھی ملا۔

اتنے میں ہندوستان میں بھی انگریزوں اور فرانسیزیوں کے درمیان لڑائی چھڑ گئی۔ اسلئے کلا یو اور دانشمن نے ۱۷۵۷ء میں چند رنکر لے لیا۔ نواب ناراض ہو کر کہلا بھیجا کہ اپنی حرکت سے انگریزوں سے صلح کو ٹوٹ دیا اور فرانسیزیوں کا طرفدار ہو کر انکے ساتھ لڑنے کی تیاری کی۔

نواب کے خلاف سازش۔ اسوقت نواب کے خلاف چند خود غرض درباری اس کے برخلاف بندیشیں کرنے لگے۔ یہ لوگ اس منصوبہ میں تھے کہ سراج کو تخت سے اوتار کر اس کے رشتہ دار اور

سپہ سالار میر جعفر کو نواب بنا دیں۔ کلابو بھی انکے ساتھ ملیا۔ کلابو کو یہ لالچ دلائی گئی کہ اگر سراج کو تخت سے اتار کر میر جعفر کو نواب بنا دے تو زکیر بطور انعام دیا جائیگا۔

پلاسی کی لڑائی۔ بات پکی ہو جانے پر کلابو ۱۰۰۰ گورے ۲۱۰۰ سپاہی کے ساتھ کلکتہ سے مرشد آباد کی طرف روانہ ہوا۔ نواب نے پچاس ہزار پیدل اور اٹھارہ ہزار سوار لیکر دارالسلطنت کے دکن پلاسی میں چھاؤنی ڈالی۔ کلابو نے نہایت تامل کے بعد پلاسی کے آم کے باغ میں آکر پناہ لی۔ ۲۷ جولائی ۱۷۵۷ء کی صبح کو لڑائی شروع ہوئی۔ نواب کلابو کی فوج کو گھیرنا چاہتا تھا۔ پس اس نے اس قاعدے سے اپنے فوج کی مورچہ بندی کی کہ میدان جنگ میں میر جعفر اور راجہ رائے درلہ کی سرداری میں فوج کو رکھا اور کچھ فوج اور فرانسسی گولڈازن کو سپہ سالار میرمدن کے ماتحت کر کے انگریزوں کے مقابلے کے لئے بھیجا۔ میرمدن بہادری کے ساتھ لڑنے لگا۔ لیکن تھوڑے ہی دبر میں مارا گیا۔ اس کی جگہ موہن لال سپہ سالار قائم ہوا۔ اس نے بھی نہایت دلیری کے ساتھ لڑائی کی لیکن میر جعفر اور راجہ رائے درلہ نے اسکی بالکل مدد نہ کی۔ نواب کی فوج میں بارود بھیگ جانے کی وجہ سے توپیں فضول پڑی رہیں۔ مگر انگریزوں کی طرف سے آم کے باغ کے اندر سے برابر گولے مارنے لگے۔ میرمدن کے مرنے کے بعد نواب ناامید ہو گیا۔ اور میر جعفر اور راجہ رائے درلہ کی رائے پوچھی۔ اب تو انھیں پورا موقع ملا۔ انھوں نے رائے دی۔ فی الحال لڑائی ملتوی کر دی جائے

کل انڈسٹریوں پر تیاری کے ساتھ لڑائی ہوگی۔ انکے کہنے کے مطابق لڑا بنے لڑائی بند کرنے کی اجازت دیدی۔ اسوقت میر جعفر ذرا بائیں طرف کو ہٹا۔ موقع دیکھ کر کلا یو بارغ کے باہر آیا اور لڑا بنے کی فوج پر ایک بیک ٹوٹ پڑا۔ لڑائی چھڑاتے ہی لڑا بنے کی فوج نے بھاگنا شروع کیا۔ اسی طرح کلا یو نے پلاسی کی لڑائی میں بنگال کے لڑا بنے سراج الدولہ کو شکست دی۔ انگریزی فوج میں صرف ۲۴ گورے اور ۱۶ سپاہی مارے گئے۔

نتیجہ۔ درحقیقت پلاسی کی لڑائی کوئی لڑائی نہ تھی لیکن اس کا اثر تمام ہندوستان پر پڑا۔ لڑائی میں ہار ہونے کے بعد لڑا بنے مرشد آباد سے بھاگ نکلا۔ لیکن اسکے دشمنوں نے قلعہ کے باہر ہی اسے پکڑ لیا۔ اور اسکے بعد میر جعفر کے بیٹے میرن نے اسے قتل کر ڈالا۔ ادھر کلا یو نے لڑائی جیت کر مرشد آباد لے لیا اور میر جعفر کو لڑا بنے بنا لیا۔ میر جعفر خوش ہو گئے اور خزانے کا تمام روپیہ کلا یو اور اس کے افسروں کے درمیان لٹا دیا وہ کلکتے میں رہنے والے انگریز بھی نہیں بھولا۔ ہر ایک کو خوش کیا۔ لیکن اسوقت سے میر جعفر برائے نام کا لڑا بنے رہ گیا۔ کیونکہ اس کا سب کار و بار کلا یو نے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اسوقت میر جعفر نے کمپنی کو کلکتے کے آس پاس کی زمین دیدی جو آج چوبیس پرسگنے کے نام سے مشہور ہے۔ اس دن سے ہندوستان کے اور اور حصوں سے خاص کر مہار سے لڑنے کے لئے جعفر دولت کی ضرورت پڑتی تھی اسے بنگال مہیا کرنے لگا۔ اب تو فرانسس کمپنی کے لئے مقابلہ کرنا اور بھی دشوار

## خلاصہ

|       |       |       |       |                |
|-------|-------|-------|-------|----------------|
| ۱۷۴۰ء | ..... | ۱۷۵۴ء | ..... | الاور دی خاں   |
| ۱۷۵۶ء | ..... | ۱۷۵۶ء | ..... | سراج الدولہ    |
| ۱۷۵۷ء | ..... | ..... | ..... | پلاسی کی لڑائی |

## (۴) میر جعفر اور میر قاسم

میر جعفر ۱۷۵۷ء - ۱۷۶۶ء - میر جعفر نے نواب بنکر انگریز افسروں اور گورنروں کو انجام دے دیکر خزانہ خلی کر ڈالا۔ پھر بھی وہ صرف نام ہی کا نواب تھا۔ حقیقت میں انتظام بالکل کلاہوی کے ہاتھ میں تھا۔ ۱۷۵۷ء میں کلاہوی کپتانی کا گورنر بنا یا گیا۔ اسی سال دلی کے بادشاہ کے بیٹے شاہزادے عالی گوہر نے ہمارے چڑھالی کی۔ لیکن کلاہوی نے انھیں وہاں سے بھگا دیا۔ ایسوقت کلاہوی نے کرنل فورڈ کو بھیجا کہ فرانسیسیوں سے شمالی سرکار چین لیوے۔ چنانچہ اسی سال کے اگست میں بھی فتح ہوا۔ میر جعفر نے اب انگریزوں کے ہاتھ رہائی پانے کے لئے ڈچ لوگوں کی پناہ لی۔ ان لوگوں نے اسکی مدد کے لئے جاوا کے جزیرہ سے کئی جہاز اور ایک فوج روانہ کی۔ لیکن فوجی شکست ہوئی اور کلاہوی نے ڈچ لوگوں سے ان کا نجاساتی مقام یعنی چنبرہ بھی چھین لیا۔ اس جیت کا

یہ نتیجہ ہوا کہ اسکے بعد سے بنگلے میں کوئی بھی یورپ کی کمپنی اتنی خوشحال نہ رہی جو انگریزوں کی مخالفت کر سکتی۔ اسکے بعد کلاپو انکلستان چلا گیا۔

میر قاسم ۶۰ء - ۶۳ء - کلاپو کے چلے جانے پر میر جعفر نہایت مشکل میں پڑا۔ کلکتے کے کونسل داے مار بار اس سے روپیے کا تقاضا کرنے لگے۔ آخر کار جب وہ روپیہ نہ دے سکا تو کونسل والوں نے اسکے داماد میر قاسم کو نواب بنایا۔ قاعدے کے مطابق میر قاسم نے کمپنی کے نوکر چاکروں کو بیس لاکھ روپیے رشوت میں دیے اور کمپنی کی فوج کی رسد وغیرہ کے لئے بردوان - مدناپور - اور چنگاؤں کے ضلع بھی دے دیے۔ میر قاسم لالچ اور تدبیر نواب تھا۔ نوابی ملنے کے تھوڑے ہی دن بعد مالگذاری کا تقاضا اور کرنے کیلئے زمینداروں کو مجبور کیا۔ اسی طرح اس نے نوابی فوج کی باقی تنخواہ اور کمپنی کا فرض بھی ادا کر دیا۔ بعد اسکے بنگال اور بہار کا نیا بندوبست کر کے لنگان مقرر کر دی اور مالگزار بھی بہت بڑھا دی۔ لیکن انگریزی کمپنی والوں کے آگے اسکی بھی دال نہ گئی۔

میر قاسم کی بیجاوت - کلاپو کے جانے کے بعد کمپنی داے من مالی کارروائی کرنے لگے۔ ان کی تنخواہ بھی کم ملتی تھی۔ یہ لوگ اس ملک میں روپیہ کمانے کی غرض سے آئے تھے۔ اسلئے تجارت کر کے اور رشوت لے لیکر روپیہ اکٹھا کرتے تھے۔ بادشاہ فرخ سیرے کمپنی کی چیزوں کو بغیر محصول کے ہندوستان میں آنے جانے کی اجازت دیدی تھی۔ کمپنی کے نوکر اور اون کے وہی ملائے بھی اس حکم کا فائدہ اٹھاتے لگے۔ یعنی وہ بھی بغیر محصول دئے اپنا مال لاتے تھے اور

تجارت کر کے نفع اٹھاتے تھے۔ لیکن دیسی تاجروں کو محصول دینا ہوتا تھا۔ اسلئے وہ استفادہ منفعت نہیں اٹھا سکتے تھے۔ اب کمپنی کے نوکروں کو رشوت دیکر کچھ دیسی تاجروں نے بھی بغیر محصول کے تجارت کرنی شروع کر دی اور کمپنیوں اور انگریز سوداگروں کے علاوہ کچھ دیسی آدمی بھی انگریزی کمپنی کے سپاہی اور ادلی کا ہمیں بنا کر بیماری رعایا کی خوب دولت لوٹنے لگے۔ یہاں تک نوبت پہنچ گئی تھی کہ اگر کسی انگریز کے لئے کسی خبر ملی تھی تو لوگ گھر چھوڑ کر جنگلوں میں بھاگ جاتے تھے۔ دوکانیں بند ہو جاتی تھیں اور بازار ٹوٹ جاتے تھے۔ محقر یہ کہ ان دنوں بنگال میں بہت تلامطم پھیلا ہوا تھا۔

میر قاسم خود سرنواب بنا چاہتا تھا۔ میر جعفر کی طرح کسی کا تابع رہنا پسند نہ کرتا تھا۔ انگریزوں کے ہاتھ سے چھٹکارا پانے کی کوشش میں لگا رہا۔ اسوجہ سے اس نے اپنا دارالسلطنت وہاں سے دور بجا کر منگیر میں قائم کیا اور وہاں انگریزی قاعدے کے مطابق اپنی فوج کو تعلیم دینی شروع کی۔ جب اسکو اپنی طاقت پر پورا اعتماد ہو گیا۔ تب اس نے انگریزوں کا مقابلہ کرنے کے لئے کمر باندھی۔

اسباب کافی موجود تھے۔ میر قاسم نے اس ناجائز محصول کی نسبت کلکتہ کاؤنسل کو لکھ بھیجا اور کیا دیسی اور کیا انگریزی سبھی سوداگروں سے محصول لینا بند کر دیا۔ اسپر کاؤنسل کے خود غرض ممبروں نے دیکھا کہ اب ایسی حالت میں دیسی سوداگروں کا مقابلہ کرنا مشکل ہو جائے گا۔ اور اون کو ہر طرف نقصان اٹھانا پڑے گا۔ اسلئے ان لوگوں نے نواب کا حکم نہ مانا۔

نواب اور کونسل والوں میں خط کتابت ہو ہی رہی تھی کہ پٹنہ کے کوچھی وال  
 ایلس صاحب یکا ایک شہر کے اوپر رات کے وقت ٹوٹ پڑے اور  
 خوب ٹوٹ پاش کی نواب نے اس حرکت سے ناراض ہو کر پٹنہ قاسم بازار  
 وغیرہ کی کوچھیوں میں جتنے انگریز تھے سب کو قید کر لیا۔ کلکتہ کا وائسل والوں نے  
 پھر میر جعفر کو نواب بنا کر میر قاسم سے لڑنا ٹے کیا۔ رٹالی چھڑ گئی اور کئی مقاموں  
 نواب کی ہار ہوئی۔ اس سے بگڑ کر پٹنہ میں انگریزوں کو قتل کر ڈالا (۱۷۶۳ء)  
 جب انگریزوں نے پٹنہ اور نواب کے دارالسلطنت پر پورا قبضہ کر لیا تب  
 وہاں سے بھاگ کر شجاع الدولہ سے جا ملا۔ میر قاسم کے کہنے سے برائے نام  
 بادشاہ شاہ عالم اور اودھ کے نواب شجاع الدولہ نے بہار پر ۱۷۶۴ء میں  
 حملہ کر دیا۔ لیکن فوجی سردار منرو نے انھیں بکسر کی رٹالی میں بُری طرح سے  
 شکست دی۔ اور دوسرے سال نواب سے چنار اور الہ آباد کے قلعے لے لیا۔  
 نتیجہ۔ پلاسی کی رٹالی ہی کے وقت انگریزی سلطنت کی بنیاد بنگال میں  
 پڑی تھی۔ جو کچھ کی باقی رہی وہ بکسر کی رٹالی میں پوری ہو گئی۔ دلی کے بادشاہ  
 شاہ عالم نے اس وقت سے اپنے کو انگریزوں کے ہاتھ سپرد کر دیا۔ انگریزوں کی  
 دور دورا اودھ کی ریاست تک پھیل گیا۔

## خلاصہ

۱۷۵۷ء ..... ۱۷۶۰ء ..... میر جعفر

|       |       |       |                  |
|-------|-------|-------|------------------|
| ..... | ۱۷۵۹ء | ..... | ڈپج لوگوں کی ہار |
| ..... | ۱۷۶۳ء | ..... | میر قاسم         |
| ..... | ۱۷۶۲ء | ..... | بٹننے کا معرکہ   |
| ..... | ۱۷۶۲ء | ..... | بکسر کی لڑائی    |

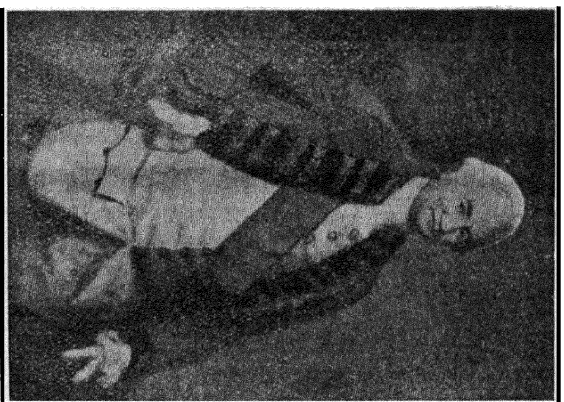
### (۵) تبدیلی کے وقت بنگال کی حالت ۱۷۶۵ء تا ۱۷۶۷ء

لارڈ کلایو ۱۷۶۵ء تا ۱۷۶۶ء۔ اس لڑائی کے بعد ہی لارڈ کلایو دوسری بار گورنر ہو کر ہندوستان میں آیا اس نے اس ملک میں انگریزوں کا سکہ چھپا دیا تھا۔ اس لئے اس خبر خواہی کے انعام میں انگلستان کے بادشاہ نے اسے لارڈ کا خطاب عطا فرمایا۔ میر قاسم کی لڑائی کی خبر بھی وہاں پہنچ گئی تھی۔ اور انھیں یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ کمپنی کے لوگوں نے ظلم کرنا شروع کیا۔ پس اس لڑائی کی مدد کے لئے اوسان لوگوں کی درستی کے لئے ان لوگوں نے پھر لارڈ کلایو کو یہاں بھیجا۔

الہ آباد کا صلح نامہ۔ (۱۷۶۵ء) کلکتہ پہنچتے ہی لارڈ کلایو خبر ملی کہ کونسل نے میر جعفر کے ایک بیٹے نجم الدولہ سے جس لاکھ روپیہ کی رقم بطور رشوت لیکر اسے نواب بنا دیا ہے۔ رشوت لینے کی منہا ہی کمپنی نے پہلی ہی کر دی تھی۔ کلایو کے پہنچتے ہی کونسل وائے لارڈ نے جھگڑنے لگے۔ انھیں دبا کر کلایو فوراً الہ آباد پہنچا۔ وہاں پہنچ کر اس نے شاہ عالم اور شجاع الدولہ



( Chap. 7. )  
Warren Hastings.



( Chap. 5. )  
Lord Clive.



کے ساتھ ۱۷۶۵ء میں صلح کر لی۔

اس صلح کے مطابق شجاع الدولہ کو پچاس لاکھ روپیہ رٹوالی کے ہر جانے میں کمپنی کو دینا پڑا۔ الہ آباد اور کرناٹک کے پرگنہ شاہ عالم کو دئے گئے اور سالانہ چھبیس لاکھ روپیہ مالگڈاری کے بدلے پاگربادشاہ نے کمپنی کو بنگال بہار اور اڑیسہ کی دیوالنی لکھ دی۔ اور شمالی سرکار کو کمپنی کی ماتحتی میں کر دیا اور کرناٹک کے نواب کو خود سر بنا دیا۔

نتیجہ۔ دہلی کے بادشاہ اگرچہ برائے نام بادشاہ رہے تھے تاہم اس ملک کی تمام رعایا بہت دنوں تک انکو ماننی رہی۔ اس صلح کے بعد دہلی کے بادشاہ کمپنی کے پیشن یافتہ اور ماتحت ہو گئے تھے۔ بلکہ جب سے بادشاہ نے بنگال بہار اور اڑیسہ کی دیوالنی کمپنی کو عنایت فرمائی اور شمالی سرکار کو دیدیارتب سے کمپنی کو یہاں والے ایک دیسی قوت ماننے لگے۔ اور ہر کی ریاست بھی تب ہی سے کمپنی کے اختیار میں آگئی۔ کرناٹک کا نواب نظام سے چٹکارا پائے ہی کمپنی کا نایع ہو گیا۔ قصہ کوتاہ انگریزوں کا دبدبہ تھوڑے ہی دنوں میں ہند کے پورے حصوں میں باقی طرح سے نمایاں ہو گیا۔ ڈبل گورنمنٹ۔ اسی وقت سے بنگال اور بہار میں ڈبل گورنمنٹ شروع ہوئی اس بندوبست کے مطابق بنگال اور بہار کی سیاست دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ فوجداری اور پولیس کا انتظام نواب کی طرف سے ہوتا تھا۔ اس کے بدلے کمپنی اسے تین لاکھ روپیے سالانہ دیتی تھی کمپنی فوج رکھتی تھی

اور مالگزار می وصول کرتی تھی۔ لیکن کئی برس تک پہلے کی طرح ویسی افسر مالگزار می وصول کرتے رہے۔ ان افسروں کا نام ”نائب ناظم“ تھا۔ ایک مرشد آبا دیں دوسرا بیٹے میں رہتا تھا۔

پہلے۔ یورپ کی اور قوموں سے اور خود انگریزی سرکار سے بھی اس بات کے چھپانے کو کہ کمپنی کو ریاست ملٹی کلا یونے یہ انتظام قائم کیا تھا۔ نواب صوبہ دار تھا اور کمپنی اس کی دیوانی کا کام انجام دیتی تھی۔ مگر چونکہ افواج کمپنی کے ہاتھ میں تھی اسلئے بنگال میں کمپنی کا اختیار بخوبی قائم ہو گیا۔ لیکن رعایا پر ڈول کوؤنٹ کاہت بر اثر بڑا کمپنی کا سب کچھ اختیار تھا لیکن ذمہ داری کچھ بھی نہ تھی۔ اس لئے کمپنی کے نوکر آزادی کے ساتھ اپنی اپنی طبیعت کے مطابق کام کرنے لگے اور نواب کے افسروں کو بالکل نہ مانکر اپنا اپنا مطلب حاصل کرنے لگے پھر جب عام لوگوں نے بھی دیکھا کہ اصل اختیار ات کمپنی کے ہاتھ میں ہے تو وہ نوابی سرکار کو نہ مانکر اپنی خواہش کے مطابق کام کرنے لگے اس کا نتیجہ ہوا کہ پلاسی کی لڑائی سے لیکر وادی ہٹنگس کے وقت تک بنگال کے وقت تک بنگال میں ایک طرح کی بد نظمی پھیلی رہی۔

کلا یو کا انتظام کو درست کرنا۔ کلا یو مرٹ سپہ سالار نہیں بلکہ وہ ملک کا عمدہ منظم بھی تھا۔ اس دفعہ اس نے آکر کمپنی کے تمام افسروں کو رشوت لینے سے منع کر دیا اور خود بھی اس سے دست بردار رہا۔ ایک سو داگری کمپنی کھول کر اسی کے منافع سے افسر دنلی آمدنی بڑھانے کی کوششیں کیں اس لئے

ادس نے مرشد آباد اور پٹنہ کے ریزیدنٹوں کو مالگذاری جمع کرنے کا پٹیشن ڈرافٹ بنا دیا۔ فوج میں بھی اس نے کئی درستیاں کیں۔ سپاہی جب لڑتے رہتے ہیں اسوقت انھیں علاوہ تنخواہ کے بھتا بھی ملتا ہے فرخ جنگ بلاسی کے بعد میر جعفر نے انگریز افسروں کا بھتا دونا کر دیا۔ اس کا نام ڈبل بھتا ہوا۔ کلاہو نے افسروں کا ڈبل بھتا بند کر دیا۔ اور انھیں پہلے کی طرح صرف ایک ہی بھتا دینے کا انتظام کیا۔ افسر لوگ اسپر بہت بگڑے اور بلوہ کرنے پر تیار ہوئے لیکن کلاہو نے اڈنھیں دبا دیا۔

کلاہو کے جلنے کے بعد بنگال کی حالت۔ جب تک کلاہو اس ملک میں رہا تب تک اس نے نہایت احتیاط کے ساتھ کپسی کے نوکروں کو رکھا اس نے رشوت ستانی بند کر دی۔ اور اونکی ذاتی تجارت کی بھی منہاں کر دی۔ لیکن اس کے جاتے ہی وہ پہلے کی طرح آزاد بن بیٹھے۔ ذاتی تجارت پر زیادہ خیال رکھتے تھے۔ رشوت بھی خوب لینے لگے۔ اور لوگوں پر طرح طرح کے ظلم کرنے لگے۔ نواب کے افسروں کو پہنچ سمجھنے لگے۔ رعایا کو نہ کہنیں اپنا سمجھتی تھی اور نہ نواب۔ چکی میں دانے کی طرح پیچارے دونوں طرف سے پستے رہے۔ ناچار لوگ کھیتی کا کام چھوڑ چھوڑ کر جنگلوں میں بھاگنے لگے۔ گاؤں بالکل اُجاڑ ہو گئے اور جہاں زراعت ہوتی تھی وہاں جنگلی جانور چرنے لگے۔

سشہ میں پانی نہ ہونے کے سبب سے بنگال میں سخت قحط پڑا کھیتوئیں پودے جل گئے۔ تالاب اور کونیس کا پانی سوکھ گیا۔ ایسی حالت پر بھی کپنی کے

نوکروں نے اپنی تجارت کی روش بند دیکھا۔ ان لوگوں نے پہلے ہی بالکل غلہ خرید لیا۔ اس کے بعد خوب منفعت ادا ٹھاکر اوسی کو بیچنے لگے۔ امیروں نے تو کسی طرح خرید کر دن کاٹے۔ لیکن بچارے غریب کسان جنگلوں میں بھاگ گئے۔ کتنے لوگ تڑپ تڑپ کر مر گئے۔ کتنے تالاب کا سڑا پانی پیکر اور درخت کی پتیاں کھا کر بیماری سے مرے۔ جب کھلنے کی یہ نوبت پہنچی تھی تو مالگڈاری کون ادا کرتا۔ تجارت تو پہلے ہی سے بند ہو گئی تھی اسلئے کپنی کو نقصان ادا ٹھانا پڑا۔ یہاں تک کہ خرچ چلانے کے لئے اوسے اپنی انگریزی سرکار سے ۱۷۷۲ء میں قرض لینا پڑا۔ ادھر رہا یا کی یہ حالت کہ کھلنے بغیر مرتے والی ادھر مالگڈاری کی وصولی بند ہونے سے خزانہ خالی پڑا تھا۔ اوسی وقت ۱۷۷۲ء میں کمپنی نے وارن ہسٹنکس کو بنگال کا گورنر بنا کر بھیجا۔

### خلاصہ

|  |            |                              |
|--|------------|------------------------------|
| ۱۷۶۵ء.....   | ۱۷۶۷ء..... | کلیاوی کی گورنری (دوسری بار) |
| ۱۷۶۵ء.....   | .....      | الہ آباد کا صلنامہ           |
| ۱۷۷۰ء.....   | .....      | بنگلے کا قحط                 |
| ۱۷۷۲ء.....   | .....      | وارن ہسٹنکس گورنر ہوئے       |
| (۶) چندر علی اور میسور کی پہلی لڑائی                                     |            |                              |
| ابتدائی زندگی۔ ۱۷۷۲ء میں چندر علی پیدا ہوا۔ اسکا باپ میسور کے دیوی نرائڈ |            |                              |

کے راجہ کا نوکر تھا۔ اس نے اپنی بہادری اور عقلمندی کی وجہ سے چھوٹے  
 عہدے سے دکن میں لڑاکا پناہ بدیہ جمالیاتھا۔ آہستہ آہستہ اس نے  
 خاص سپہ سالار کا مرتبہ حاصل کر لیا۔ ۱۷۶۱ء میں راج ماتا کی ہدایت سے  
 حیدر علی نے نابالغ راجہ چکا کرشن راج کو وزیر کے ہاتھ سے چھڑا کر خود راجہ  
 کی طرف سے انتظام کرنے لگا۔ اور اوس کے بعد سلطان بھی بن گیا۔ اور  
 رفتہ رفتہ پہلے مرہٹوں پھر نظام سے بھی ایک کے بعد دوسرا پر گنہ چھینے لگا۔  
 اس کے سبب ۱۷۶۴ء اور ۱۷۶۵ء میں پینوا مادھوراؤ نے  
 اسکی ریاست پر دو دفعہ حملہ کیا اور اوسے سخت شکست دیکر اس کے بہت سے  
 مقبوضات پر قبضہ کر لیا۔ حیدر علی نے مجبور ہو کر چھبیس لاکھ روپیے اور کچھ  
 پر گننے دیکر مرہٹوں سے صلح کر لی۔

یسو کی پہلی لڑائی ۱۷۶۶ء - ۱۷۶۹ء - الہ آباد کے صلنامہ  
 (۱۷۶۵ء) کے مطابق جب کرناٹک اور شمالی سرکار انگریزوں کے ہاتھ  
 لگے تب نظام اُن سے بدلہ لینے کا موقع ڈھونڈھتا رہا۔ جب دکن میں  
 حیدر علی نے اپنا دور دورہ پوری طرح سے جمالیاتب اوس کی مدد لیکر  
 نظام نے انگریزوں سے لڑنے کا قصد کیا اور اپنی فوج حیدر کی فوج  
 کے ساتھ ملا دی۔

واقعات۔ انگریز سپہ سالار کرنل سمیٹھ نے جب نظام اور حیدر کی  
 ملی ہوئی فوج کو چاندگانا مارا اور تیرناٹلی کی لڑائی میں ہرا دیا تب نظام

حیدر علی کو چھوڑ کر انگریزوں سے آملہ۔ تب ہی سے حیدر علی انگریزوں کے ساتھ اکیلا مقابلہ کرتا رہا۔ لیکن جب کئی مقاموں پر ہار ہوئی تب اسے صلح کا مسودہ پیش کیا۔ لیکن مدراس کونسل نے صلح کرنے سے انکار کیا۔ اس پر حیدر علی نے اپنے بیٹے ٹیپو کے ساتھ کرناٹک پر حملہ کر دیا اور وہ مدراس کے سامنے آکھڑا ہوا۔ اوس وقت مدراس کونسل نے ۱۷۶۹ء میں اس سے فوراً صلح کر لی۔ اس صلح کے مطابق تمام جیتے ہوئے شہر اور قصبے حیدر کو واپس کر دیئے گئے۔ اور بات طے پائی کہ لڑائی کے وقت انگریز حیدر کی مدد کریں گے۔ حیدر نے مدراس کونسل کی بات مان لی لیکن فوراً ہی اسے نا اُمید ہونا پڑا۔

انگریزوں سے مدد ملنے کی اُمید پر مرہٹوں کی قدیم عداوت کا بدلہ لینے کے خیال میں حیدر نے مرہٹوں پر حملہ کر دیا۔ پیشوا مادھور او جب مقابلہ کرنے کو آگے بڑھا تو حیدر نے انگریزوں سے مدد مانگی مگر انہوں نے انکار کیا۔ پس اکیلا ہی لڑتا رہا۔ مادھور او اور اون کے سپہ سالار ترمبک نے پیٹھے سے اوسکو کئی شکستیں دیکر شرنکاٹم میں گھیر بھی لیا۔ مجبور ہو کر حیدر نے کئی صوبے اور ہر جانے کے علاوہ ایک سالانہ محصول دینے کا وعدہ کر کے صلح کر لی۔ حیدر علی کو انگریزوں کی پوفالی نقش دل ہو گئی۔ پس بدلہ لینے کے لئے دل ہی دل میں منصوبے باندھتا رہا۔

## خلاصہ

|       |       |
|-------|-------|
| ..... | ۱۶۲۲ء |
| ..... | ۱۶۶۶ء |
| ..... | ۱۶۶۶ء |
| ..... | ۱۶۶۹ء |

(۷) بنگال کے گورنر وارن ہسٹنگس (۱۶۶۲ء سے ۱۶۶۷ء تک)

ابتدائی زندگی - وارن ہسٹنگس کی پیدائش ۱۶۳۲ء میں ہوئی۔ اٹھارہ برس کی عمر میں ہسٹنگس کمپنی کا محرابنگر کلکتہ میں آیا۔ اسکے بعد وہ قاسم بازار کا کوچھی وال بنا یا گیا اور مرشد آباد کے دربار میں بہت دنوں کمپنی کا وکیل بھی رہا۔ ۱۶۶۱ء میں وہ کلکتہ کونسل کا ایک ممبر بنا۔ پھر ۱۶۶۲ء میں وہ بنگال کا گورنر بنکر اس ملک میں آیا۔

دقتیں - ہسٹنگس بنگال کا گورنر تو بنا یا گیا لیکن اس وقت جن دقتوں کا سامنا کرنا پڑا اسکا حال سنکر تعجب ہوگا۔ کلایو کی اصلاحوں کا اثر کچھ بھی نہ ہوا۔ اسکے جاتے ہی برائیوں کے دوئی طاقت پالی۔ کلایو کے ڈبل گورنمنٹ کی وجہ سے بنگال میں بہت بد انتظامیاں پھیل گئی تھیں۔ دو دو مالک ہونے سے ملک میں ہل چل بڑھ گئی تھی۔ کمپنی کے نوکر اپنی

مرضی پر سب کام کیا کرتے تھے۔ انھیں روکنے والا کوئی نہ تھا۔ خزانہ بھی خالی ہو رہا تھا۔ کچھری کے نام سنسی اڑائی جاتی تھی۔ ڈاکوؤں کے گروہ بھی بڑھ گئے تھے۔ یہ سب تو محض کھلی ہوئی بُرائیاں تھیں۔ اسکے علاوہ اور بہت سی خرابیاں تھیں۔ ان سب کو دُور کر کے ہسٹننگس نے ٹھیک قاعدے پر انتظام کرنے کا راستہ ڈھونڈا۔ غرضیکہ کلابو نے ہندوستان میں انگریزی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اور ہسٹننگس نے اس پر حکومت کرنے کی راہ دکھائی۔

ہسٹننگس کی اصلاً جیس۔ ہسٹننگس نے شروع ہی میں نواب سے تمام اختیارات چھین لئے۔ بنگال اور بہار کے ہر ضلع میں ایک انگریز ضلعدار یا کلکٹر مقرر کئے گئے۔ ہر ضلع میں ایک ایک دیوانی اور فوجداری کچھری قائم ہوئی۔ اپیل سُننے کے لئے کلکتے میں دو بڑی کچھریاں کھولی گئیں۔ صدر دیوانی عدالت میں دیوانی کے معاملے سُنے جاتے تھے۔ اور صدر نظامت عدالت میں فوجداری کے معاملے سموع ہوتے تھے۔ مالگذاری وصول ہونے کا بڑا دفتر بھی کلکتے میں چلا آیا۔ ہسٹننگس کو خالی خزانہ بھرنے تھا۔ اسلئے پہلے اس نے تمام فنڈوں خرچیوں کو نکال باہر کیا۔ مرشد آباد کے نواب کی پنشن کم کر دی۔ بادشاہ شاہ عالم سدھیا کے پھندے میں آکر دلی چلے گئے تھے۔ ہسٹننگس نے انکو مالگذاری بھیجنا بھی بند کر دیا تھا۔ اس سے سالانہ ۲۶ لاکھ کی بچت ہوئی۔ اس کے علاوہ الہ آباد اور کڑے کی زمینداری ۵۰ لاکھ پر ادوہ کے نواب کے ہاتھ فروخت کر دی۔ کمپنی کے نوکروں کی

ذاتی تجارت روک کر اوس نے کمپنی کی تجارت بڑھادی۔ بنگال اور بہار کے زمینداروں کی سالانہ مالگذاری بڑھادی گئی۔ انکے ساتھ پچھالہ بندوبست کیا گیا۔ زمینداروں کو ذمہ دار بنا کر اور پولیس کا انتظام بخوبی کر کے اوس نے ڈاکوؤں کی آمد کم کی۔ پنڈتوں اور مولویوں کی مدد سے اس نے قانون کی ہو کتابیں مرتب کیں۔

اودھ کی نسبت ہسٹینگس کا عمل در آمد۔ اودھ کی ریاست بنگال سے بالکل علی ہولی تھی۔ اسکے دکن اور پچھم میں مراہٹی ریاستیں تھیں۔ اسلئے بنگال کو مرہٹوں کے شہسواروں کے حملوں سے بچانے کے لئے ہسٹینگس اودھ کو درمیانی طاقت بنانا چاہتا تھا اسلئے اوس کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہوئی اور اوس نے اودھ کے اندر دنی اور پیر دنی دشمنوں کے دہانے کے لئے بہت کچھ کارروائیاں کیں۔ کلایو نے جو وقت شاہ عالم کو الہ آباد اور کڑاکو اودھ سے نکال دیا اس وقت اس نے نہایت غلطی کی۔ یہ دونوں ضلع گنگا اور جمننا کے دواب میں بسے ہوئے ہیں اور نہایت زرخیز ہیں۔ ان دونوں بنگال پر پچھم کی طرف سے چڑھائی یا تجارت کرنے کی یہی خاص سڑک تھی پھر ان دونوں زرخیز ضلعوں کے اودھ سے نکل جانے کے سبب نواب بھی کمپنی سے ناخوش تھا۔ اسلئے جب شاہ عالم نے اپنے کو مرہٹوں کے ہاتھ میں سپرد کر دیا اسی وقت دارن ہسٹینگس نے کلایو کی غلطی کو درست کر دیا۔ اور نواب کو وہ ضلع واپس کر دیئے۔ اودھ کو مضبوط کرنے ہی کے ارادے

سے اس نے روہیلوں سے لڑائی کی۔ اور نواب کا دیوالہ نہ نکلے اس خیال سے  
 اوس نے بیگموں سے زبردستی روپیہ وصول کیا۔  
 روہیلوں سے لڑائی۔ (تسلیم ۱۶) اودھ کے پچھ اور اوتر کے کوٹے  
 میں روہیلوں کی آبادی تھی۔ جس سے اس جگہ کا نام روہیلکنڈ ہوا۔ یہ لوگ  
 نہایت فتنہ انگیز تھے۔ اسلئے اودھ کا نواب ان سے ہمیشہ خطرہ میں رہتا تھا۔  
 اسکے علاوہ ان دنوں مرہٹے روہیلکنڈ تک تاخت و تاراج کرتے تھے۔  
 اور دلی میں بھی ان کا رعب خوب غالب ہو رہا تھا۔ نواب کو یہ خیال آیا  
 کہ روہیلوں سے ملکر مجھے نقصان نہ پہنچائیں اسلئے جاہا کہ روہیلکنڈ اپنی  
 ریاست میں ملائے۔

ایک بار مرہٹوں نے روہیلکنڈ پر حملہ کر کے بڑی ہل چل مچادی تھی۔ اسی  
 ڈر سے روہیلوں کے سردار حافظ رحمت خاں نے نواب سے شرط کر لی  
 تھی کہ اگر آئندہ مرہٹے روہیلکنڈ پر حملہ کریں گے تو نواب اون کو بھگا دیگا۔  
 اسکی عوض میں حافظ نے چالیس لاکھ روپیہ نذر کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ دوسرے  
 ہی سال مرہٹے روہیلکنڈ تک آئے۔ لیکن مادھو راؤ پیشوا کے انتقال  
 کی وجہ سے انہیں واپس جانا پڑا۔ روہیلکنڈ بالکل محفوظ رہا۔ نواب کو  
 کچھ بھی نہ کرنا پڑا۔ لیکن پھر بھی اس نے روہیلوں سے وعدے کے چالیس  
 لاکھ مانگے۔ حافظ نے دینا نامنظور کیا۔ نواب کے لئے یہ ایک جملہ ملیا۔  
 روہیلکنڈ جینے کی خواہش تھی ہی اسلئے اس نے لڑنے کے لئے

کمر باندھی۔

اب نواب نے کمپنی کو وہی چالیس لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کر کے ہسٹینگس سے فوج مانگی۔ اس وقت ہسٹینگس نے یہ تین قاعدے دیکھے۔  
 (۱) کمپنی کی آمدنی بڑھ جائیگی۔ (۲) کمپنی کے دوست یعنی نواب کی سلطنت کی سرحد گنگا تک پہنچ جائیگی۔ اس سے اس کی طاقت اور بڑھ جائیگی۔ اسکے علاوہ ایک قدرتی سرحد کی وجہ سے وہ مراہٹوں کو نزدیک نہ آئے دیگا۔ لیکن اگر وہ ہیلکنڈ آزاد رہتا اور مراہٹے اسے جیت لیتے تو اودھ کی ریاست پر بھی آسانی سے قبضہ کر لیتے اور یہ کمپنی کے حق میں مضر ہوتا۔ (۳) اودھ کی سرحد جب مراہٹوں کی سرحد سے مل جائیگی اس وقت اون سے محفوظ رکھنے کے لئے نواب کو ہمیشہ انگریزوں کی محتاجی ہی رہیگی۔

۱۷۷۴ء میں ایک انگریزی فوج ساتھ لیکر نواب نے روہیلکنڈ پر حملہ کر دیا اور فتح بھی ہوئی۔ لڑائی میں حافظ خاں مارا گیا۔ تمام روہیلے مجبور ہوئے کہ گنگا پار چلے جائیں۔ ایک روہیلے سردار نے نواب کو بہت سی دولت نذر کی اس پر خوش ہو کر نواب نے اسے روہیلکنڈ میں رہنے کی اجازت دی اور اسی دور کے نواب اسی خاندان سے ہیں۔  
 انتظام کنندہ والون۔ پہلے کہا جا چکا ہے کہ کمپنی کی آمدنی گھٹنے کے خاص سبب یہ تھے کہ نوکروں اور عملوں کی ذاتی تجارت۔ بد انتظامی اور بنگال کا قحط۔ پھر کمپنی کو ہر سال سرکار انگریزی کو ایک محصول دینا پڑتا تھا

۱۹۷۲ء میں کپینی کو آنا خسارہ ادا کرنا پڑا کہ خرچ کے لئے اسے سرکار انگریزی سے قرض لینا پڑا۔ اپنا قبضہ کپینی پر جانے کے لئے اور مفتوح مقابوگی حکومت کے ارادے سے پارلیمنٹ نے ۱۹۷۳ء میں انتظام کنندہ قانون جاری کیا اس قانون کے مطابق بنکال کے گورنر کپینی کے تمام علاقوں کے جو ہندوستان میں تھے گورنر جنرل قرار دئے گئے۔ اہلی مقررہ پارلیمنٹ سے ہوئی۔ پارلیمنٹ نے وارن ہینٹنکس کو پہلا گورنر جنرل انتخاب کیا۔ گورنر جنرل کے لئے ایک مجلس قائم کی گئی جس میں چار ممبر رہتے تھے۔ ان میں بھی پارلیمنٹ ہی مقرر کرتا تھا۔ پہلی بار کلیورنگ۔ مانس اور فلیپ والنس ولایت سے جبری کے لئے بھیجے گئے۔ اور چونکہ ممبرانوں میں پہلے ہی سے کپینی کا ملازم تھا۔ گورنر جنرل کو اس مجلس کی رائے کے مطابق کام کرنا پڑتا تھا۔ کلکتہ میں ایک عدالت عالیہ قائم ہوئی۔ اس کے جج ولایت سے مقرر ہو کر بھیجے جاتے تھے۔ جج اور عدالت گورنر جنرل کے ماتحت نہ تھے۔ یہ ایک خود سر محکمہ مانا گیا۔ مقدم جج سر ایجا۔ پی۔ پی۔ جی۔ ہینٹنکس کے ہینٹنکس تھے۔

عیوب قانون۔ قانون کے بنانے والے اس ملک کے سیاسی قاعدوں سے بالکل بے بہرہ تھے۔ اسلئے یہ قانون بالکل ولایتی ڈھلچنے پر بنا تھا۔ اس کے علاوہ گورنر جنرل اپنے کاؤنسل اور عدالت عالیہ کے اختیارات ٹھیک ٹھیک بیان نہیں کئے گئے تھے اسلئے گورنر جنرل کے اختیارات

بالکل گھٹ گئے تھے اور دستور العمل کے قائم کرنے کے لئے ابھیں اپنی مجلس اور عدالت عالیہ کے خلاف بہت دلوں تک لڑتا پڑا۔

### خلاصہ

|                        |       |
|------------------------|-------|
| دارن ہسٹینگس گورنر بنا | ۱۷۷۲ء |
| انتظام کنندہ قانون     | ۱۷۷۳ء |
| روہیلوول کی لڑائی      | ۱۷۷۴ء |

(۸۱) دارن ہسٹینگس پہلا گورنر جنرل ۱۷۷۴ء - ۱۷۸۵ء

کاؤنسل کے جھگڑے - ولایتی سرکار کے چنے ہوئے کاؤنسل کے تین ممبر اور عدالت عالیہ کے جج ۱۷۷۴ء میں ہندوستان میں آئے۔ ان کے پہنچنے ہی سے قانون کے مطابق کارروائیاں شروع ہوئیں۔ کاؤنسل کے تینوں ممبر متفق رائے تھے۔ یہہ لوگ اس ملک کے سیاسی قاعدوں سے بالکل ناواقف تھے۔ ان لوگوں کا خیال یہی تھا کہ گورنر جنرل کی خود سری کی طاقت کو محدود رکھیں اور کمپنی کے عملوں کی بُرائیوں کو دور کریں۔ اسلئے پہنچتے ہی یہ لوگ ہسٹینگس کے کاموں کی جانچ کرنے لگے۔ اور بجائے مدد کے گورنر جنرل کے کاموں میں مغل ہونے لگے۔ ہسٹینگس کو ناچاؤ کی زیادتیاں خاموشی کے ساتھ برداشت کرنی پڑیں۔ کیونکہ کاؤنسل کی

مجلس میں یہ تین ممبر ایک رائے تھے۔ ووٹ میں ہسٹنگس اور اون کا طرفدار بارہول دونوں ہار جاتے تھے۔ اسی وقت اودھ کے نواب شجاع الدولہ نے انتقال کیا۔ کاؤنسل نے اون کے نئے ولی عہد نواب آصف ملکہ کے ساتھ نئے انتظام کئے۔ اس کے مطابق بنارس کے راجہ کمپنی کے تابع ہو گئے اور شجاع الدولہ کی بیگم کو نواب کا تمام سرمایہ دید یا گیا۔ ہسٹنگس کے دشمنوں کو اچھا موقع ہاتھ لگا۔ کاؤنسل کی طاقت پوری تھی۔ اور وہ ہسٹنگس کے بالکل خلاف تھی۔ یہ دیکھ کر ان لوگوں نے گورنر جنرل کی شکایتیں کو نسل تک خوب پہنچائیں اور اسپر جوری اور بیروت خوری وغیرہ کے الزام لگائے۔ گورنر جنرل سے صفائی مانگی گئی۔ لیکن ہسٹنگس نے بالکل انکار کیا۔

مہاراجہ مندکار۔ مہاراج مندکار ہسٹنگس کا سب سے بڑا دشمن تھا وہ میر جعفر کا دیوان تھا۔ ہسٹنگس کے خلاف بیروت خوری کی شکایت پیش کی۔ لیکن اوسی درمیان یہ خود ایک جال کے مقدمے میں پھنس گیا۔ جیمس ڈلایبی قانون کے مطابق ۱۷۷۷ء میں انھیں پھانسی کی سزا ہوئی دوسرے سال کاؤنسل کے دو ممبر کلیورنگ اور مائسن مر گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہسٹنگس کی راہ کے کانٹے صاف ہو گئے۔

عدالت سے لغات۔ عدالت عالیہ کے جج اور بھی بڑھ کر نکلے۔ ان لوگوں نے کو نسل اور کمپنی کے عملوں پر اپنا رعب غالب کرنا چاہا اس تمام ملک میں بد انتظامی پھیل گئی۔ ہسٹنگس نے ان کے سکون کی یہ ترکیب

کی کہ ابن کے سرگروہ اسپے کو کمپنی کی عدالتوں کا بھی خاص شخص بنا دیا لیکن برٹش سرکار نے ہسٹنگس کی اس کارروائی کو ناپسند کیا اور فوراً اسے کو بلالیا۔  
مرہٹے۔ بالاجی باجی راؤ کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا مادھو راؤ

پیشوا ہوا اس وقت اسکی عمر صرف سترہ سال کی تھی۔ اسلئے ریاست کا کام بالکل اوس کے چچا رگھوناتھ راؤ کیا کرتے تھے۔ مادھو راؤ نہایت عقلمند اور ہوشیار تھا۔ بلخ ہونے پر بھی جب رگھوناتھ راؤ انتظام ریاست سے علمدہ نہ ہوئے تو پیشوائے انھیں قید کر لیا۔ اور تمام کام خود انجام دینے لگا۔ اس نے حیدر علی اور نظام کو کئی بار ہرا کر دکن میں پورا رعب جما لیا۔ شمالی ہند میں اس کا سپہ سالار کیسیاجی کرشن تگوجی ہلکر اور مادھو راؤ سندھیا سے ملکر راجو تانہ سے ہوتا ہوا دو آب پہنچا۔ ان سب نے شاہ عالم کو انگریزوں کے ہاتھ سے چھڑا لیا اور سندھیا کے قبضے میں کر دیا۔ تب ہی سے دریائے پونا میں سندھیا کا اقتدار بہت بڑھ گیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں پیشوا مادھو راؤ نے بھی دنیا سے کوچ کیا (۱۷۶۱ء)

مادھو راؤ کے انتقال کے بعد اوس کے بھائی نرائن راؤ کو پیشوا کی مسند ملی لیکن اسکے چچا رگھوناتھ راؤ کی نظر بھی اس مسند پر تھی۔ پس تین مہینہ کے بعد رگھوناتھ راؤ کی زوجہ انڈی ہالی نے پیشوا کو قتل کر ڈالا اور اپنے شوہر کو مسند دلوائی۔ اور پیشوا بنکر رگھوناتھ نے نظام اور حیدر علی سے دوستانہ سلوک کیا اور اون کے ملک جو فتح کئے تھے ان میں سے کچھ

واپس کر دیئے۔

مرہٹوں سے پہلی لڑائی (۱۷۷۵ء - ۱۷۸۲ء) جب اتفاق سے  
 نرائن راؤ کی وفات کے بعد جوڑا کا پیدا ہوا تھا وہ تخت کا حقدار بنایا گیا تو نانا فرانس  
 اور دوسرے بارہ بھائیوں نے بہت سے سرداروں کو اپنا طرفدار بنالیا اور  
 اس بچے کا حامی بنکر نانا فرانس انتظام ریاست کرنے لگا۔ رگھوناتھ نے  
 اس بچے کو پیشوا ماننے سے انکار کیا۔ لیکن جب اُس کی وال نہ گئی تو  
 انگریزوں سے ملکر ان سرداروں کو دباننا چاہا۔ بس پونا سے بھاگ کر بمبئی  
 سرکار کے ساتھ تعلق پیدا کیا۔ ۱۷۸۷ء میں سورت میں یہ بات طے  
 ہوئی کہ بمبئی سرکار سے مسند دلاوگی۔ لیکن اس کے عوض میں جزیرہ ساسٹ  
 ادبیس بندرگاہ رگھوناتھ کو نذر دیدینا ہوگا۔ شرطیں طے ہو جانے کے بعد  
 بمبئی سرکار نے رگھوناتھ کی مدد کے لئے ایک فوج روانہ کی۔ اس فوج نے  
 مراٹھے سرداروں کو شکست دیکر ساسٹ ادبیسین پر قبضہ کر لیا۔ یہ کہا جا چکا  
 ہے کہ پہلے پہل کمپنی کے ایک مقام سے دوسرے مقام کو کسی قسم کا تعلق نہ تھا۔  
 بمبئی سرکار بھی مدر اس سرکار اور کلکتہ سرکار کی طرح آزاد تھی۔ لیکن انتظام  
 کنندہ قانون کے مطابق ۱۷۸۷ء سے یہ دوسرے سرکاروں کی کلکتہ کے گورنر جنرل کے  
 ماتحت ہو گئیں۔ ان باتوں کی واقفیت رکھ کر بھی بمبئی سرکار نے۔ مدر اس  
 اور کلکتہ کی طرح ریاست بڑھانے کی کوششیں کیں اور مرہٹوں سے  
 لڑ گئی۔ جب اس لڑائی کی خبر گورنر جنرل کو ملی تو اُس نے اور اسکی کاؤٹنس نے

بمبئی سرکار کی قائم کی ہوئی سورت کی ۱۷۷۷ء میں صلح کو رد کر دیا۔ اور نانا فرانسس کے ساتھ دوسری صلح کی۔ لیکن کمپنی نے دوسری صلح کے شرط نامہ کو منظور نہیں کیا اور سورت ہی کی صلح برقرار رہی اسلئے ۱۷۷۸ء میں پھر راولی چھڑ گئی۔

واقعات۔ ادھر نانا فرانسس نے فرانسیسیوں کے ساتھ کارروائی شروع کر دی تھی۔ اور نظام اور جیدر علی کو بھی انگریزوں کے خلاف اُبھارنے لگا۔ ان دنوں کاؤنسل میں ہسٹنگس جو چاہتا تھا کرتا تھا۔ پس اس نے بمبئی سرکار کی مدد کے لئے کرنل گلڈارڈ کیساتھ بھی ایک فوج بھیجی اسلئے پونچے کے پہلے ہی بمبئی کے سالار نے راولی شروع کر دی تھی لیکن ۱۷۷۸ء میں نانا فرانسس نے سخت شکست دی۔ گلڈارڈ مرٹھوں کو ہرا کر گجرات میں داخل ہوا پہاڑوں پر بڑے بڑے گانگوار سے دوستی کر لی۔ لیکن سندھیا اور ہلکر نے گلڈارڈ کو شکست

دی۔ ہسٹنگس نے دیکھا کہ جب تک سندھیا کو اس راولی سے ہٹا نہ لیا جائے تب تک فتح کی بالکل امید نظر نہیں آتی۔ اس لئے اس نے کپتان سپہام کو کو مالوہ بھیجا۔ اس نے فوراً وہاں پہنچ کر گوایر کا قلعہ لے لیا۔ (۱۷۷۸ء میں سندھیا مجبوراً بمبئی کو چھوڑ کر اپنی ریاست بچانے کے لئے چلا گیا۔ ادھر نانا فرانسس کی باتوں میں اگر جیدر انگریزوں سے دوبارہ لڑنے لگا۔ اسی لئے انگریزوں نے مرٹھوں سے ۱۷۸۲ء میں سالباہی کی صلح کر لی۔ اس کے مطابق سالٹ کا جزیرہ انگریزوں کو ملا اور رگھوناتھ راؤ کو پنشن دیدی گئی۔ اور ایک دوسرے کے جیتے ہوئے مقاموں کو واپس کر دینا پڑا۔

مادھوراؤ سندھیا۔ ان دنوں مرہٹے سرداروں میں مادھوراؤ

سندھیوں سے بڑھ کر کوئی دوسرا نہ تھا۔ پیشوا کا ولی نانا فرانسس اسی سے مدد لیا کرتا تھا اور اسی مدد سے انگریزوں کا مقابلہ کر رہا تھا۔ اور اسی کی مدد لیکر ہیٹنگس نے پیشوا کے ساتھ صلح کر لی۔ مادھوراؤ سندھیہ راجہ جی پٹیل کا بیٹا تھا۔ راجہ جی پٹیل پہلے پیشوا کا نعلین بردار تھا لیکن رفتہ رفتہ پیشوا باجی راؤ کے سرداروں میں مقرر ہوا آخر اس نے مالوہ کے شمالی حصے میں اپنی ریاست کی بنیاد ڈالی۔ مادھوراؤ شروع ہی سے دلیر اور ہوشیار سردار تھا۔ پانی پت کی تیسری لڑائی میں جب مراٹھے ہار گئے تب اس نے وہاں سے بھاگ کر اپنی جان بچائی اسی وقت سے وہ لنگڑا ہو گیا۔ ۱۸۱۷ء میں مادھوراؤ نے شاہ عالم کو انگریزوں کے ہاتھ سے نکال کر اپنے قبضے میں کر لیا اور دہلی تک اپنا رعب جمایا۔ انگریزوں کی طاقت دیکھ کر اس نے ان سے دوستی کر لی۔ مادھوراؤ نے درمیانی ہو کر پیشوا اور انگریزوں میں صلح کرادی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس وقت سے اس کا دبہ اور بھی زیادہ ہوا۔ اور سب اس کی قدر کرنے لگے اسی کے بعد وہ موقع پا کر خود سر ہو گیا۔ مادھوراؤ ڈی اڈمن چیف اہل فرنگ کو اپنی نوکری میں رکھ کر اپنی فوج کو تعلیم دلاتا تھا۔ اسلئے اوسلی فوج اس وقت باقاعدہ اور درست ہو گئی تھی اس کی مدد سے سندھیوں نے سارے راجہ جی پٹیل کے بند بلیکنڈ و آب اور دہلی پر اپنا رعب جمایا۔ اس کی باتوں میں آکر پیشوا کو شاہ عالم نے اپنا دکیل مطلق بنایا تھا اور سندھیوں کے مددگار بنائے گئے تھے اس طریقے سے سندھیوں نے دریائے پونا پر بھی اپنا اقتدار پیدا کر لیا اسکے سبب سے نانا فرانسس میں اور

اسیں رنجش ہو گئی اور سندھیانے ناناکے طرفدار ٹو گوجی ہلکر کو بالکل ہرا دیا اسی  
اٹنا میں مادھوجی نے انتقال کیا۔ (۱۷۹۵ء)

میسور کی دوسری لڑائی۔ ۱۷۹۲ء میں امریکہ کی نئی آبادی کے  
انگریزوں نے بلوہ کیا۔ اور اپنے اصلی وطن کو شکست دیکر آزاد بن بیٹھے۔ اوسوقت  
فرانسیسیوں نے امریکہ کے انگریزوں کی مدد کی تھی۔ اسلئے انگریزوں کو یورپ  
میں بھی فرانسیسیوں کے ساتھ ۱۷۹۸ء میں لڑنا پڑا۔ یورپ میں لڑائی چھڑنے  
ہی ہندوستان میں انگریزوں نے فرانسیسیوں سے چند رنگ۔ پانڈپھری۔ ماہی۔  
دیگر جگہوں کو چھین لیا۔ ماہی ملا بار کے کنارے ایک بڑا بندر ہے۔ حیدر علی کو  
اس بندر سے فرانس کے بے ہوئے لڑائی کے سامان ملتے تھے اور وہ مقام  
اسکی ریاست میں تھا۔ انگریزوں کے ماہی جیتے ہی وہ اون سے سخت ناراض  
ہوا۔ وہ تو پہلے ہی سے مدراس کے انگریزوں سے کدورت رکھتا تھا۔ اب  
نانا فرانسس کے ابھارنے سے اس نے ان سے لڑائی کے لئے پھر کمانڈھی۔  
واقعات۔ ۱۷۹۸ء کے ماہ جون میں حیدر ۸۰۰۰۰ سپاہیوں  
ایک فوج لیکر کرناٹک پر ٹوٹ پڑا اس ملک کو بالکل اُجاڑ ڈالا۔ اس نے  
پورٹو نو دو اور کانچی درم شہر دنگو ٹوٹا اور اچھی اچھی عارتوں کو پست کر دیا۔  
کرنل پیلے کو کانچی درم کے قریب ہرا کر ٹیپو نے اسے فوج کے ساتھ قید کر لیا  
اور ”فارخ جنگ بکسر“ منسرد کو بھی پچھے ہٹا دیا۔ اس خبر کو سنتے ہی ہینٹنس نے  
فوراً امراتوں سے صلح کرنی اور کرناٹک کے پچانے کا انتظام کرنے لگا اسے

سر آئر کوٹ کو بنگال سے سمندر کے کنارے کنارے روانہ کیا۔ کوٹ اگرچہ بڑھا ہوا چلا تھا لیکن طاقت میں کمی نہ تھی۔ اس نے پور ٹوٹو دو اور سالن گڈھ کی روائی میں جدر کو سٹائم میں شکست دی۔ اسی وقت فرانسسی کپتان سفیرس کئی جنگی جہاز اور سالار بوسی ایک فرانسسی فوج لیکر جدر سے آئے لیکن انکی دال نہ گئی ۱۸۳۳ء میں جدر نے اس دینا سے کوچ کیا۔ اسکے بعد بھی اس کا بیٹا ٹیپو رواتا ہی رہا۔ ۱۸۳۳ء میں فرانسسیوں کے ساتھ انگریزوں نے صلح کر لی اس پر بھی ٹیپو نے لڑنے سے منہ نہ پھرا اور دو ایک لڑائی میں اسکی فتح بھی ہوئی۔ آخر کار ایک انگریزی فوج نے میسور پر حملہ کیا اور منگلور تک پہنچ گئی۔ اب مجبوراً ٹیپو کو صلح کرنی پڑی۔ ۱۸۴۲ء کی صلح کے مطابق تمام جیتے ہوئے مقام ایک دوسرے کو واپس کر دینے پڑے۔

مہاراجہ تیارس چیت سنگھ اور اودھ کی بیگمیں۔ مراہٹوں اور انگریزوں کے ساتھ روائی کے انتظام کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت تھی علاوہ اسکے ولایت سے کمپنی کے مالکوں کی مانگ دن دن بڑھتی ہی جاتی تھی۔ تقاضے پر تقاضے آنے لگے۔ اپنے مالکوں کو خوش رکھنے کے لئے ہینڈلکس نے مرشد آباد کے نواب کی پیشن آدھی کر دی اور شاہ عالم کو مالکذاری دینا بند کر دیا۔ اللہ آباد اور کوٹے کے پرگنے اودھ کے نواب کے ہاتھ فروخت کر دیے۔ روہیلا جنگ میں شریک ہو گیا۔ اسکے علاوہ روپیے کے لئے اس نے اور بھی دو کام کئے جنکے لئے اسپر الزام آیا۔ نواب آصف الدولہ نے

پرگنہ بنارس کمپنی کو دیدیا۔ اسی وقت سے مہاراجہ بنارس یعنی چیت سنگھ کمپنی کو سالانہ بیس لاکھ روپیہ مالکذاری دیتے تھے۔ مراہٹوں اور چدر کے مقابلہ میں جب لڑائی چھڑی تو ہینٹنگس نے مہاراجہ صاحب کو مالکذاری کے علاوہ روپیہ دینے کے لئے مجبور کیا دو تین سال کے بعد انہوں نے اور روپیے دینے سے انکار کیا۔ اسپرہینٹنگس نے اپنے پنجاس لاکھ روپیہ جرمانہ کیا۔ مہاراجہ نے بیس لاکھ دینا چاہا لیکن ہینٹنگس نے اسے منظور نہ کیا۔ وہ خود بنارس آیا اور مہاراجہ کو قید کر لیا۔ اسپرہینٹنگس نے فیض آباد کی رہنے والی بیگمات اودھ سے حمایت طلب کی۔ ادھر بنارس میں اس خبر کے پہنچنے ہی عوام بگڑ کھڑے ہوئے اور گوروں کو مار کر مہاراجہ کو آزاد کر دیا۔ مہاراجہ بنارس سے چنار بھاگا۔ اتنے میں میجر بہام بنارس پہنچا۔ اس نے مہاراجہ کے قلعہ کو لے لیا اور ادنی فوج کو ہرا دیا۔ مہاراجہ بندیلکھنڈ کو بھاگ گئے اسلئے ادنی زمینداری انکے بھانجے کو سلسلہ ۱۸۶۷ء میں دیدی گئی۔ نواب آصف الدولہ کو ایک انگریزی فوج دی گئی تاکہ ان کا دبدبہ قائم رہے اس کا خرچ نواب کے ذمہ تھا۔ نواب سے یہ روپیہ نہ ادا ہو سکا۔ لڑائی کے وقت ہینٹنگس نے نئے تقاضہ کیا لیکن روپیہ مہیا نہ ہو سکا۔ نواب نے ایک تدبیر سوچی اور ہینٹنگس سے کہا کہ میرے والد کے پاس بہت بڑا سرمایہ تھا۔ وہ تمام دولت میری نانی اور والدہ (جنہیں تواریخ والے بیگمات اودھ کہتے ہیں) نے ضبط کر لیا ہے اگر آپ اجازت دیں تو جطر سے ہوا ان لوگوں سے تمام

دولت زبردستی لیں اور تباہی اور تباہی کے پے اوہو سکتے ہیں بیگموں نے راجہ جیت سنگھ کی مدد کی تھی اسوجہ سے ہیٹنگس ان بیگموں سے ناراض تھا۔ ۱۸۶۲ء میں ایک انگریزی فوج کی مدد سے اودھ کے نواب بہادر نے اپنی ماں کی دولت لوٹی اور بیگموں کی جاگیریں ضبط کر لیں۔

ادبیات کی ترقی۔ ہیٹنگس نے ان باتوں کی نہایت کوششیں کی کہ نظم و نسق میں آسانی ہو اور انگلستان کے عالم اور کمپنی کے غلے اس ملک کی تہذیب و تادیب سے واقفیت حاصل کریں۔ اسکی تحریک سے ہالینڈ صاحب نے بنگلہ زبان کی ایک قواعد صرف و نحو تصنیف کی بہندوں اور مسلمانوں کے قانون کی کتابیں تیار ہوئیں۔ اور ویسی زبان علم ادب اور ملکی رسم و رواج کی واقفیت بڑھانے کے لئے بنگال کی ایٹاٹلک سوسائٹی قائم کی گئی اور زبان کی تعلیم کے لئے کلکتہ میں مدرسہ کھولا گیا۔

ہیٹنگس کے کام۔ کمپنی کے ڈائریکٹروں نے ہیٹنگس کے کاموں کی شکایت کیا اسلئے ۱۸۵۵ء میں اسے استعفا دینا پڑا۔ ہیٹنگس کی درجہ ان لوگوں میں ہے جلی کار گذاریوں سے ہندوستان میں انگریزی سلطنت کی بیل ڈالی گئی۔ اس کی روش ان دنوں کے لوگوں سے کہیں بڑھ کر تھی۔ وہ خود عرض نہ تھا اور نہ خیانت کی بواہیں تھی۔ سچی بات کہنے سے ہرگز نہیں ڈرتا تھا۔ اس نے رشوت پلکرا اپنی نیک نیتی پر دھبہ نہیں لگایا۔ وہ وطن دوست بھی تھا۔ اپنے وطن کی خدمت میں اس نے اپنا نین من دھن سب کچھ لگا دیا۔ البتہ اس کے چند کاموں کو

ہم لوگ بھی پسند نہیں کرتے جیسے جنگ روہیلہ میں شریک ہو کر کاشی نریش (بنارس کے راجہ) اور بیگموں پر ظلم کرنا اور اسی طرح کئی اور ایک کام کئے لیکن وہ جن کاموں میں شریک ہوا محض کمپنی کے فائدے کی نظر سے اپنا ذاتی فائدہ مد نظر نہیں تھا۔ ہسٹنکس حاکم نیک تھا بنگالے کے فتنہ و فساد کو بالکل اس نے مٹا دیا۔ اس کے انتظام کا نتیجہ نلک کے لئے اچھا ہوا۔ ۱۷۷۹ء سے ۱۷۸۲ء تک انگریزوں پر اس ملک میں بڑی بڑی آفتوں کا سامنا تھا پچھم میں سندھیا اور پیشوا دکن میں حیدر علی۔ نظام الملک اور فرانسسی کمپنی کے سب دشمن ہو گئے تھے۔ ہسٹنکس نے بہادری سے سب آفتوں کا سامنا کیا اور کمپنی کے تسلط کو قائم کیا۔ ان عمدہ انتظاموں کو نظر انداز کر کے کمپنی نے ظلم کرنے کا مقدمہ اسپر قائم کیا اور سات برس زیرِ تجویز رکھا۔ اسکے بعد اس کی بریت ہوئی۔

پرت کا انڈیا بل۔ ۱۷۸۲ء میں پرت صاحب انگلستان کے وزیر نے ایک بنا قانون جاری کیا ”پرت کا انڈیا بل“ اسکے مطابق ہندوستان کے کاروبار کی نگرانی کے لئے پارلیمنٹ سے چھ ممبر منتخب ہوئے اور ایک مجلس قرار پائی اس کا نام بورڈ آف کنٹرول ہوا بالکل کاروبار کمپنی کو اسی کے حکم سے مطابق کرنا ہوا البتہ تجارت کے معاملے کو جدا کر کے گورنر جنرل بھی اسی کی نظر کی رائے سے مقرر ہونے لگے اور گورنر جنرل کو بغیر اسکی اجازت کے کسی جنگ میں شرکت جائز نہ رہی۔ ۱۷۸۴ء تک اسی

کیدی کی ماتحت سب کارروائی ہوئی۔

## خلاصہ

|                |  |
|----------------|--|
| ۱۹۴۴ء میں..... | ہسٹنگس گورنر جنرل ہوا                                  |
| ۱۹۴۵ء.....     | سورت کی صلح۔ مرہٹوں کی پہلی لڑائی کا شروع              |
| ۱۹۴۸ء.....     | فرانسیزیوں سے جنگ کی ابتدا                             |
| ۱۹۸۰ء.....     | گوایار کا قلعہ فتح ہوا۔ کرناٹک پر حیدر علی نے حملہ کیا |
| ۱۹۸۱ء.....     | جنگ پورٹونو دو۔  |
| ۱۹۸۲ء.....     | سالبا کی صلح۔ حیدر کا انتقال                           |
| ۱۹۸۴ء.....     | ٹیبو سے صلح۔ برٹ کا انڈیا مل                           |
| ۱۹۸۵ء.....     | ہسٹنگس کا رخصت ہونا                                    |

(۹) کارٹوالس اور سر جان شور ۱۹۸۶ء سے ۱۹۹۸ء تک

لارڈ کارٹوالس دلاہت کے بڑے زمیندار تھے۔ جب امریکہ والوں نے اپنے وطن اصلی کے برخلاف بلوہ کیا تھا۔ اس وقت یہ لارڈ صاحب وہاں پہنچے گئے تھے۔ لیکن وہاں انھوں نے شکست کھائی اس کے باوجود پارلیمنٹ نے انھیں گورنر جنرل اور سالار لشکر کر کے ہندوستان میں بھیجا ۱۹۸۶ء کو یہاں تک اختیار دیا گیا تھا کہ ضرورت کے وقت کونسل کے خلاف رائے بھی کام

کر سکتے ہیں۔

اصلاح۔ اس گورنر نے اونچے عہدہ والوں کی تنخواہیں بڑھا دیں۔  
 جیسے جج کلکٹر۔ رزیڈنٹ کی۔ اور انکو رشوت ستانی اور تجارت اختیار  
 کرنے سے بالکل روک دیا ضلع کی تقسیم پہلے پہل انھیں نے کیس۔ ہیٹنٹس کے  
 عہد میں کلکٹر جج کا کام بھی کرتے تھے۔ کارنوالس نے جج کا کام کلکٹر سے جدا  
 کر دیا اور ہر ضلع میں ایک جج مقرر ہوا۔ مراعات سُننے کے لئے اعلیٰ عدالتیں  
 بھی قائم ہوئیں۔ جج لوگ دورہ کر کے ضلع کے مقدمے سُنتے تھے۔ ان  
 دنوں ضلع کی پولیس کا تعلق بھی جج سے تھا۔ انکی مدد کو ہندوستانی داروغہ  
 ہوتے تھے۔ معزز عہدے یہ لارڈ صاحب ہندوستانیوں کو نہ دیتے تھے  
 یہ قاعدہ لارڈ بنٹنک کے وقت تک جاری رہا۔

یسور کی تیسری راولی ۱۸۹۰ء سے ۱۸۹۶ء کے قانون کے مطابق گورنر جنرل انگریزی سرکار کا جاز

بغیر کسی سے جنگ نہیں کر سکتے تھے لیکن ٹیپو سلطان انگریزوں کا جانی دشمن تھا اب خبر سنی گئی کہ  
 ٹیپو بادشاہ افغانستان اور فرانسیسوں سے ملکر انگریزوں کی مخالفت  
 کیا چاہتا ہے۔ اس اثنا میں انگریزوں کے دوست ٹراونگور کراچ پرنس نے ہلکا کر دیا  
 اب ٹیپو سے مقابلہ جنگ لازم ہو گیا۔ کارنوالس نے نظام اور مرہٹوں سے  
 مدد مانگی اور مدراس کو مرکز قرار دیکر آگے بڑھا۔ بمبئی کی فوج نے ملا بار  
 فتح کر لیا۔ کارنوالس خود میدان جنگ میں شریک ہوئے۔ ۱۸۹۰ء کے  
 آخر میں انھوں نے بنگلور فتح کر لیا اور سرنگ پٹن کے قریب ۱۸۹۱ء میں

ٹیپو کو شکست دی۔ دوسرے سال ٹیپو نے نہایت سخت شکست کھائی

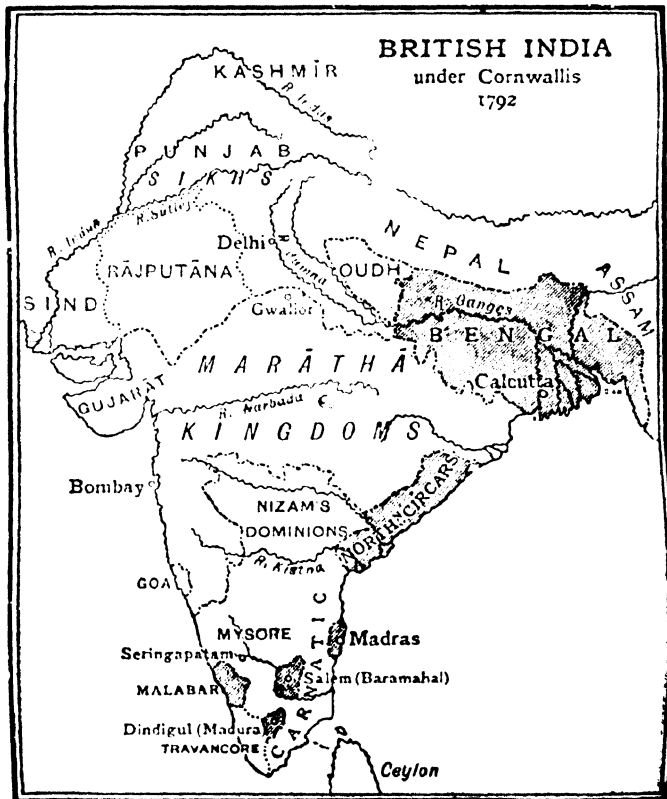
اور مجبور ہو کر صلح کر لی۔  
سریرنگ پٹن کی صلح ۱۷۹۲ء۔ ٹیپو کو اس صلح نامے میں اپنی فوج کا

آدھا حصہ دیدینا پڑا اور لڑائی کا خرچ تین سو تیس لاکھ ادا کرنا ہوا۔ اس صلح کے مطابق انگریزوں کو مغربی ساحل پر ملیبار اور کورگ۔ دکن میں دنڈیلنگ اور پوربہس بادہ محل اور وہ گھاٹیاں ملیں جنکے راستے سے حیدر علی کو ناکہ سب پر حملہ کیا کرتا تھا۔ مرہٹوں نے اور نظام الملک نے برابر جتنے حاصل کئے۔ اس لڑائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ٹیپو کسی قوت میرانی کے ساتھ سمندر کی راہ سے آمدورفت نہ کر سکتا تھا۔ پوربہس کی گھاٹیاں بننے کا فائدہ یہ ہوا کہ انگریز جب چاہیں ٹیپو کے ملک پر حملہ کر بیٹھیں۔

اسٹمراری بندوبست ۱۷۹۳ء۔ ۱۷۹۲ء میں ہینڈنگس نے

پنج سالہ بندوبست کیا اور ان زمینداروں کو سپرد کیا جن سے زیادہ روپیہ وصول ہوا۔ اسکی خرابی یہ ہوئی کہ پڑائے زمیندار اس کام سے ملحدہ کئے گئے اور نئے زمیندار بڑی سختی سے روپیہ زیادہ وصول کرتے تھے۔ کاشتکار بڑی مصیبت میں تھے۔ تاہم مالگذاری میں خسارہ ہونے دیکھ کر ہینڈنگس سالانہ بندوبست کرنا شروع کیا۔ پھر بھی مالگذاری وصول کرنے میں نقصان ہونے لگا۔ اب کارنوالس نے دیکھا کہ کاشتکاری اور تجارت کا خسارہ ہو رہا ہے رعایا اور زمیندار غریب ہو رہے ہیں صرف مہاجن امیر ہوتے





*Pt. III Chap. 9. )*

جاتے ہیں۔ آخر ۱۹۴۷ء میں پارلیمنٹ سبند و بست استمراری کر لے کر  
 اصلاح دی۔ ۱۹۶۶ء میں پکنی کے دس سال کی اجازت دی اور  
 وعدہ کیا کہ اگر اس کا نتیجہ اچھا نکلا تو استمراری بند و بست کر دیا جائے گا۔  
 ۱۹۸۶ء سے یہ بند و بست دہ سالہ شروع ہوا اور ۱۹۹۳ء میں وزیر  
 انگلستان پٹ صاحب اور پکنی کے افسر میر مجلس ڈنڈس کی رائے سے  
 یہی دس سال کا بند و بست استمراری کر دیا گیا۔ زمیندار اپنے اپنے  
 علاقے کے مالک بنے اور مالگداری بڑھنے کا اختیار نہ رہا۔ زمینداروں کو  
 کاشتکاروں کے ساتھ کیا کہ آپس میں سنوک رکھنا ہوگا۔ یہ بات پہلے نہیں  
 ہوئی تھی۔ اسلئے بہت دنوں تک اکثر زمینداروں سے اپنی مرضی کے  
 موافق برتاؤ کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ ۱۹۵۹ء اور ۱۹۸۵ء کے قانون  
 لگان میں اسکی تفصیل بخوبی کر دی گئی اور سب غلطیوں کی اصلاح کر دی گئی  
 بنارس کے ضلع کے لئے بھی ۱۹۹۵ء میں اور مدراس کے چند حصوں  
 کے واسطے ۱۹۸۲ء میں زمینداروں کے ساتھ بگا بند و بست ہو گیا۔  
 نفع اور نقصان۔ اس میں شک نہیں کہ اس بند و بست سے  
 زمیندار اور سرکار میں ایک اتحاد پیدا ہوا اور ہر طرح کی ترقی ہوئے لگی۔  
 اور سرکار کی آمدنی میں بھی کمی پیشی نہ ہوئے پائی۔ زمینداروں کی آمدنی  
 بڑھی ہوئی رہنے کے سبب سے انھوں نے جماعت علم اور ملک کی  
 ترقی ہر طرح سے کی ہے۔ مگر استمراری بند و بست میں بڑا ایساں بھی ہیں۔

ذرا خیال کرنا چاہئے کہ سرکار انگریزی کی بدولت جیسے امن و امان بہت زیادہ ہو گیا۔ اسی طرح زمین کی قیمت بھی زیادہ ہو گئی۔ لیکن اس سے سرکار کو کچھ فائدہ نہ ہوا۔ زمینداروں کو بہت نفع ہوا۔ ۱۷۹۳ء میں زمینداروں کے باپ دادا جو مالگذاری دیتے تھے وہی وہ اب بھی دیتے ہیں۔ اور سرکار کو خرچ انتظامی میں یہ وقت بڑاتی ہے کہ جہاں پکا بند و بست نہیں ہے وہاں مالگذاری بڑھا کر روپیہ وصول کرنا ہوتا ہے۔ اس پہلو سے اس بند و بست میں بے اٹھائی پیدا ہوتی ہے۔

کارنوالس کی رخصتی۔ کارنوالس نے ۱۷۹۳ء میں اپنے دوست سر جان شور کو اپنا جانشین بنا کر وطن شریف لجائے کا عزم کیا ان کے جانے کے پہلے ہی فرانسیسیوں اور انگریزوں کے درمیان یورپ میں ایک بڑی جنگ چھڑ گئی ۱۷۹۳ء اور اسی کے سبب سے ہندوستان میں انگریزوں نے فرانسیسیوں کے سب مقبوضات پر اپنا قبضہ کر لیا۔

سر جان شور ۱۷۹۳ء سے ۱۷۹۸ء تک۔ سر جان شور کمپنی کے قدیم ملازم تھے۔ بہت کارگزار اور دیانت دار شخص تھے مگر دبنے والے مزاج کے آدمی تھے۔ سب ہندوستانی ریاستوں سے انکی باتوں میں دخل اندازی یا اون سے لڑنا دونوں پسند نہ کرتے تھے۔ پٹ صاحب کے ۱۷۸۲ء کے قانون پر کار بند رہا کرتے تھے۔ ہندوستانی ریاستوں کے انتظامی کاروبار میں دخل دینا پسند نہ کرتے تھے۔ انکے انتظام کا نام اس وقت

کے بعد غیر مداخلتی قاعدہ رکھا گیا۔  
 نتیجہ - اس کا نتیجہ اول سے آخر تک انگریزوں کے واسطے اچھا نہ ہوا  
 کیونکہ دیسی ریاستوں کو جب اس بات کا پتہ لگا تو وہ آپس میں بھی اور  
 انگریزوں سے بھی لڑنے لگے۔ ٹیپو کا ایلچی کابل میں زماں شاہ کے پاس  
 جزیرہ مارشیش کے گورنر کے پاس یہاں تک کہ سلطان روم کے دربار  
 میں بھی روانہ کیا گیا کہ انگریزوں سے لڑنے کے لئے مدد ملے۔ ہینولین بوناپارٹ  
 جو وقت معر میں تھا اس کا نام بھی ٹیپو کے پاس آیا۔

مرہٹوں نے موقع پا کر ۱۷۹۵ء  
 میں نظام الملک کی ریاست پر حملہ کیا اور احمد نگر کے ضلع میں ٹھوڑا کی جنگ  
 میں شکست دیکر نظام سے بہت سارے روپیہ وصول کیا اور ادسلی عمارداری کا  
 ایک بڑا حصہ بھی چھین لیا۔ حاصل یہ ہوا کہ دکن میں ریاست داروں کی  
 قوت کا وزن برابر نہ گیا۔ مساوات باقی نہ رہی۔ مرہٹے قوت پانگے  
 اور ہندوستانی ریاستوں میں سرکار انگریزی کی وقعت کم ہو گئی۔ ٹیپو نے  
 پھر موقع پایا کہ انگریزوں کے ساتھ جنگ آزما کرے۔ نظام الملک نے  
 دیکھا کہ سرکار انگریزی سے مدد ملنے کی توقع جاتی رہی۔ اس نے ایک بڑی  
 فرائیسی فوج نوکر رکھی۔ اور انگریزی فوج کو برخاست کر دیا۔ ۱۷۹۷ء میں  
 آصف الدولہ کے انتقال کے بعد شور نے وزیر علی نامی ایک معمولی آدمی کو  
 سند سے اتار کر آصف الدولہ کے بھائی سعادت علی خاں کو تواب بنا دیا اور الہ آباد

حاصل کیا۔

مہارانی اہلیا بالی۔ جو وقت ہندوستان میں چاروں طرف سب کو اپنی اپنی پڑھی تھی اور بھالی بھالی میں بھی عداوت تھی اوس وقت میں ہلکے گھرانے کی اہلیا بالی اپنے نیک کاموں سے اور محنت سے رعایا کا دل پانچھ میں لے رہی تھی۔ اہلیا بالی کی شادی ملہراؤ ہلکے کے بیٹے سے ہوئی تھی۔ وہ تیس ہی برس کی عمر میں ۱۶۶۵ء میں انتقال کر گیا اولاد نہ ہونے کے سبب اہلیا بالی اپنے پہ سالار تلکو جی راؤ کی مدد سے انتظام ریاست خود کرتی تھی۔ وہ اپنی رعیت کی طرح جانوروں کی بھی پرورش کرتی تھی وہ دربار میں بے پردہ رعایا کی فریادیں سنتی تھی۔ اوس کے عہد میں کسی بیرونی طاقت نے اوس کی ریاست پر حملہ نہیں کیا۔ بنارس اور کئی زیارت گاہوں میں اوس کے بنائے ہوئے گھاٹ اور مندر اوس کی فیاضی کی گواہی دیتے ہیں۔ ۱۶۹۵ء میں اُس نے رحلت کی۔

شور کی رخصتی۔ سر جان شور کی حکومت کا انجام یہ ہے کہ ۱۶۹۵ء کے اخیر میں فوجی افسر بغاوت پر آمادہ ہوئے۔ یہ لوگ کارنوال اس کی فوجی انتظام کے برخلاف تھے۔ سر جان شور کی اس موقع پر کچھ کمزوری پائی گئی اور ۱۶۹۵ء میں ولایت بلا لے گئے۔

### خلاصہ

۱۶۸۶ء :..... لارڈ کارنوال اس گورنر جنرل ہوئے

|       |       |  |
|-------|-------|--|
| ..... | ۱۷۹۰ء | میور سے تیسری لڑائی                        |
| ..... | ۱۷۹۲ء | سری رنگ پٹن کی صلح                         |
| ..... | ۱۷۹۳ء | استراری بندوبست۔ سر جان شورگورنر جنرل ہوئے |
| ..... | ۱۷۹۵ء | کھڑوالی لڑائی                              |

## (۱۰) لارڈ ویلسلی ۱۷۹۸ء سے ۱۸۰۵ء تک

سر جان شور کے بعد لارڈ ویلسلی گورنر جنرل ہوئے یہ بورڈ آف کنٹرول کے ممبر کئی سال رہ چکے تھے اسی لئے یہاں بھیجے گئے۔

اسکا زمانہ - پہلے بیان ہو چکا ہے کہ انگریزوں اور فرانسیسیوں سے ۱۷۹۳ء میں لڑائی چھڑ گئی فرانسیسیوں نے اپنے بادشاہ اور ملکہ کو مار ڈالا اور جمہوری سلطنت قائم کی۔ انگریز لوگ انکے پڑوسی اور شخصی سلطنت رکھنے والے ہیں لڑائی کا سبب یہی ہوا۔ نپولین بونا پارٹ سپہ سالار تھا۔ رفتہ رفتہ وہی انکا سردار قرار پایا۔ اوس نے یورپ کے بہت ملک فتح کئے اور وہاں کے بادشاہوں کو شکستیں دیں۔ یہ شخص ملک گیری کا بہت لالچی تھا۔ اور قہر کبیرج ساری دنیا کو فتح کرنا چاہتا تھا۔ جب اس سے اور انگریزوں سے لڑائی ہوئی تو وہ یورپ کی سلطنتیں مثل معرہ ہندوستان فتح کر کے انھیں کمزور کیا چاہتا تھا اسلئے اوس نے مصر پر حملہ کیا اور اسپر تسلط کرنے کے بعد ہندوستان کی عزیمت کئے ہوئے تھا۔

ملک کی حالت۔ یہ سچ ہے کہ اس وقت ہندوستان میں فرانسیسیوں کی حکومت میں کوئی جگہ نہ تھی۔ کیونکہ جب لڑائی ہوئی تو کارنوالس نے فرانسیسیوں پانڈیچری چھین لی تھی مگر ہندوستانی رئیس فرانسیسیوں کی بہت شان و شوکت سمجھتے تھے وہ جانتے تھے کہ فرانسیسیوں اور انگریزوں سے عداوت ہے اور ان سے ناراض ہوئے فرانسیسی افسر اور سپاہی نوکر رکھ لیتے تھے۔ دوسری خود انگریزی شخصی سلطنت کا حامی بھی تھا اسلئے وہ فرانسیسیوں سے نفرت اور عداوت رکھتا تھا۔ اس نے فرانس والوں کو نکال کر انگریزوں کو سب سے بڑی طاقت بنا دیا۔ سر جان شور کی غیر مدافعتی انتظام کی خرابی ظاہر ہوتی جاتی تھی جب ۱۷۹۵ء میں انگریزوں نے نظام کو مدد نہ دی تو نظام نے بڑی فرانسیسی فوج اپنے ملک میں بھرتی کر لی۔ مرہٹے نظام کو لوٹ مار کر بڑے زبردست ہو گئے تھے۔ اونکے تاج فرانسیسی افسر اور کئی فرانسیسی پلٹن تھیں۔ ٹیپو سلطان انگریزوں سے بھر مقابلہ کیا چاہتا تھا۔ اور پوشیدہ فرانس والوں سے سازشیں کر رہا تھا۔ نظام کو انگریزوں سے مرہٹوں کے حملے کے وقت مدد جو نہ ملی اس سے یہاں کے سب رجاؤں نے انگریزوں پر کچھ بھروسہ نہ رکھے تھے۔ ہند کے گوشہ شمال و مغرب میں احمد آبادی کے پورے زمان شاہ نے حملہ آور ہو کر لاہور تک فتح کر لیا تھا۔ لارڈ ویلسلی ۱۷۹۶ء میں جب یہاں گورنر جنرل ہو کر آیا تو اس ملک کی اندرونی حالت یہی تھی جو ابھی بیان ہوئی ویلسلی نے ہندوستان اور یورپ کی ملکی حالتوں پر نگاہ کر کے دو خیال مد نظر رکھے (۱) ہندوستانی راجاؤں کے ظلم اور اندیشے سے

غریب رہا یا کونجات دینی (۲) فرانسیسوں کا رعب داب مٹا کر انگریزوں کا بول بالا کرنا پہلی بات میں کامیابی کے لئے اوس نے چاہا کہ غافل اندھیر کرنے والی ریاستوں کو کمپنی کے تسلط میں لے آئے دوسری بات کے حاصل کرنے کے لئے اُسے ایک نیا انتظام مقرر کرنا چاہا وہ ”مددگاروں کا دوستانہ تھا۔ اس قاعدے کے مطابق (۱) خود مختار راجاؤں کو نیا صلنامہ کرنا پڑا (۲) اونکو انگریزوں کی بالادستی ماننی پڑتی تھی (۳) انگریزوں کی اجازت بغیر پوربکے کسی شخص کو نوکر نہ رکھ سکتے تھے اور جو نوکر تھے ان کا چھڑا دینا ضرور تھا۔ (۴) انکے بغیر حکم کسی والے ملک سے کسی طرح کا سابقہ نہیں رکھ سکتے تھے (۵) راجاؤں کی ریاست کو دشمنوں سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک حمایتی فوج انگریزی اپنی عملداری میں رکھنی ضرور تھی اور اس فوج کا تمام خرچ راجہ کو دینا پڑتا تھا۔ ولسلی اپنا مطلب پورا کرنے کے لئے ذبردستی ہو یا ٹیل جو ک کہت ہی مستعد تھا۔

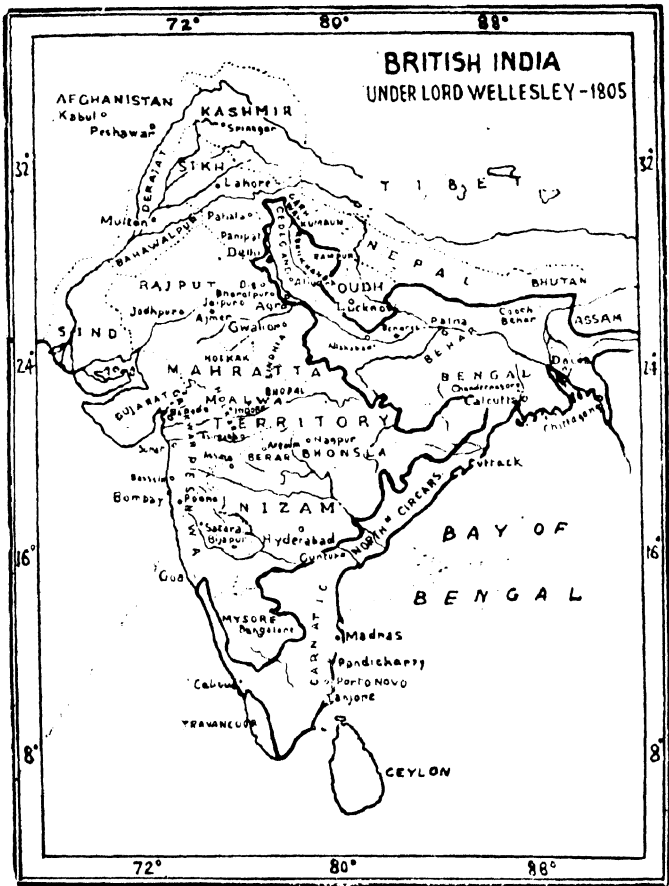
نظام کے ساتھ نئی صلح - پہلی ہی ذکر ہو چکا ہے کہ ان دنوں ہندوستانی ریاستوں کی خاص کر کے دکن کے ریسیوں کی حالت بہت خراب تھی۔ ٹیپو انگریزوں سے لڑنے کا سامان کر رہا تھا اور فرانسیسوں سے پوشیدہ رسم و راہ جاری کرتا تھا۔ نظام الملک نے انگریزوں سے برا فروختہ خاطر ہو کر بڑی بھاری فرانسسی فوج نوکر رکھ لی تھی ولسلی کو یہ خطرہ ہوا کہ کہیں نظام الملک فرانسسی لشکر گراں کو لیکر ٹیپو سلطان سے نہ جا ملے اور ہم سے مخالفت کا جھنڈا بلند کرے۔ اس واسطے پہلے نظام ہی کو راہ راست پر لانے کی کوشش لازم ہے۔ نظام

اس وقت بے طاقت ہو رہے تھے۔ بہت جلد مددگاری کے لئے دوستانہ لپے  
 مستعد ہو گئے۔ ۱۷۹۸ء۔ اسی شرط کے مطابق فرانسیسی سپاہ کو جواب دیدیا۔ انگریزی  
 فوج کو ریاست میں جگہ دی۔ نظام الملک میسور کی چوتھی لڑائی میں انگریزوں کے  
 شریک ہوئے تھے اس سے میسور کی ریاست کا ایک حصہ انکو بھی دیا۔ نظام نے  
 وہی حصہ مددگار فوج کے خرچ میں کپنی کے حوالے کر دیا۔

میسور کی چوتھی لڑائی ۱۷۹۹ء ٹیپو کی لڑائیوں میں انگریزوں سے ہار کر بدلا لینے  
 کی فکر میں رہتا تھا۔ اور موقع ملے اسی کا منتظر تھا اس وقت بنولین مصر تک  
 پہنچ گیا۔ مارشیلز کا فرانسیسی گورنر ٹیپو کی مدد کے لئے رنکر وٹ  
 بھرنے لگا ٹیپو نے دیکھا کہ اب انگریزوں سے لڑنے کا عمدہ موقع ہے  
 دسلی کو اوس کی خبر ہو گئی ٹیپو سے کہا کہ نظام کی طرح تم بھی فرانسیسی سپاہیوں کو  
 چھڑا دو اوس نے کچھ شنوائی نہ کی۔ اسی بات پر دسلی لڑنے پر مستعد  
 ہو گیا۔

واقعات۔ جب لڑائی چھڑ گئی تو بیٹی سے ایک انگریزی فوج  
 نے جا کر ٹیپو کی مملکت پر پھم سے چڑھائی کی اور پورب کیرٹ مدراس کی  
 فوج نے ٹھہر لیا۔ ٹیپو دو لڑائیوں میں ہار گیا۔ مجبور ہو کر سربرنگٹن کے  
 قلعے میں پناہ لی۔ انگریزوں نے محاصرہ کر کے قلعہ بھی لے لیا اور ٹیپو میدان  
 جنگ میں مارا گیا۔

نیا نظام۔ انگریزوں کی ماتحتی میں میسور کا ایک حصہ الگ کر کے



( Pt. III Chap. 10.)



ایک ریاست قائم کی گئی اور پڑانے خاندان کے ہندو وارث راجہ میسور بنائے گئے۔ کوئٹور کنارا۔ سری رنگ پٹن اور انکے پاس کے پرگنے خاص انگریزوں کے قبضے میں آئے اور نظام الملک کو اتر کے کونے کے مقامات ملے۔ پیپو کے بیٹوں کو سرکاری کمپنی نے موروثی پنشن عطا کی اس جنگ کے فتح ہونے کے صلے میں دسلی کو ناکوٹس کا خطاب عنایت ہوا۔ اب سوائے مرہٹوں کے کوئی دوسری حکومت انگریزوں کا سامنا کرنے کو نہ رہے۔ مرہٹوں کی لڑائی کا خرچ میسور جیتنے سے بل گیا۔ کرناٹک کے نواب بیگار محض تھے اور رعایا پر بہت ظلم اور مصیبت ڈھاتے تھے۔ ۱۷۹۹ء میں پیپو کو لڑائی میں مدد بھی دی تھی۔ اسلئے اسلئے وہیں انگریزوں نے اس سرزمین کو لیکر مدراس کے متعلق کر دیا۔ سورت اور تجور کی ریاستیں بھی کمپنی نے ضبط کر لیں یہ سب ملکر اعظم مدراس بن گیا۔

کمپنی کے ریاست کی توسیع۔ اودھ کے نواب بدظمی کے سبب مددگار فوج کا خرچ نہ دے سکتے تھے۔ کمپنی کو بڑی دقتیں اور ٹھالی پڑتی تھیں۔ اودھ پنجاب میں زماں شاہ نے ۱۷۹۹ء میں لاہور پر قبضہ کر لیا تھا۔ انکے چلے جانے کے بعد انکے صوبہ دار ریخت سنگھ نے ایک راج بنانے کا حوصلہ کیا۔ مرہٹوں نے اودھ کے گرد و نواح میں ٹوٹ مار شروع کر دی تھی۔ یہ سب ابھار دیکھ کر دسلی نے نواب اودھ سے ایک بنا صلح نامہ لکھوایا۔ اسکی وجہ سے جب نواب کو بہت بڑی مددگار فوج انگریزی رکھنی پڑی تو اسکے خرچ میں

گورکھپور۔ اعظم گڑھ۔ کرا۔ الہ آباد اور روہیلکھنڈ کمپنی کو دینا پڑا۔ ۱۸۰۱ء میں  
صوبہ آگرہ بھی اسی طور سے بن گیا۔

مددگاری کے دوستانے کی خرابیاں۔ لیکن مددگاری کے لئے

جو دلسلی نے قائم کیا تھا اسکی کچھ خرابیاں بھی رفتہ رفتہ معلوم ہوتی گئیں۔ نواب اودھ اسوقت سے  
۱۸۵۶ء تک اسی فراغت کی حالت میں رہے۔ مگر وریاستوں پر اس دوستانے  
کے انتظام سے زبردستوں کے خطرے تو نہ رہے مگر راجہ اور نواب جب  
لڑنے کے کام سے بیکر ہوتے تو بہت سست ہو گئے بہادری اور جنگ آزادی  
بھول گئے اور انگریزی مددگار فوجوں کے رکھنے کے سبب سے ہندوستانی  
سپاہی جو بے روزگار ہو گئے بھوکے مرنے لگے اور آخر ڈاکے مارنے لگے  
مددگار فوج کے خرچ کی رقم بڑی زبردست تھی۔ کمپنی کے قرضدار بنکر بعض  
راجاؤں کو ریاست سے محروم ہونا پڑتا تھا۔ کیونکہ کمپنی روپیہ نہ پانے  
سے اس ریاست کو ضبط کر لیتی تھی۔

مرہٹوں کی دوسری لڑائی ۱۸۰۲ء سے ۱۸۰۵ء۔ ۱۸۰۱ء میں

نانا فرانسس مرگئے۔ انکے مرنے سے مرہٹوں کی باہمی موافقت اور قومی شان  
شوکت میں بہت فرق آ گیا اس کا حاصل یہ ہوا کہ مرہٹے سردار آپس میں  
لڑ گئے ان سرداروں میں خاص دولت راؤ سندھیا اور جونت راؤ  
ہلکے تھے۔ اسوقت باجی راؤ دوم رکھو ناتھ راؤ کے بیٹے بیٹو اتھے یہ آدمی  
اچھے نہ تھے غافل اور بیکار تھے۔ تمام مرہٹوں پر رعب جمانے کے لئے

سندھیا اور ہلکر دونوں کا ارادہ تھا کہ اونکو اپنے قبضہ میں کر لیں ابھی سے دونوں سرداروں میں مخالفت پڑ گئی۔ ۲۰۲ء ہلکر نے سندھیا کو شکست دیدی۔ باجی راؤ ڈر کر انگریزوں کے پاس سپین میں گیا اور ہلکر نے پونا لیکر دوسرے کو پیشوا بنا دیا۔ سپین میں باجی راؤ کو دوستی نامہ لکھنا پڑا۔ ۲۰۳ء ہلکر نے جس سے انکے اختیارات بالکل نابود ہو گئے اس دوستی نامے میں انکو (۱) انگریزوں کی ماتحتی قبول کرنا پڑا۔ مددگار فوج اپنی ریاست میں رکھنی پڑی اس کا خرچ چھبیس لاکھ روپیہ دینا پڑا۔ (۲) انگریزوں سے جن ریاستوں سے دوستانہ تھا اون سے لڑنے اور چھڑ چھاڑ کرنے کے مجاز نہ رہے (۳) انگریزوں کے دشمنوں کو نوکری سے چھڑا دینا پڑا۔ جب یہ دوستی نامہ ہو گیا تو انگریزوں نے باجی راؤ کو پھر پیشوا قرار دیا اور وعدہ کیا کہ انکی پیشوائی کو بھولی قائم کر دیں گے۔ چنانچہ انگریزوں نے ایک پلٹن لیکر پونا پر حملہ کیا اور وہاں باجی راؤ کو پیشوا بنا کر بیٹھا دیا۔ لیکن پیشوا بنکر باجی راؤ کو آرام نصیب نہ ہوا انگریزوں کے اختیار سے اوس نے نکل جانا چاہا اور بھولنے سندھیا و ہلکر سے مدد مانگی۔

سندھیا اور بھولنے کے ساتھ لڑائی۔ ان سرداروں کو کبھی اپنے قوم کے اعلیٰ افسر کا غیر ملکی لوگوں کے ہاتھ میں رہنا پسند نہ تھا۔ سب تلوار لیکر حمایت پر آمادہ ہو گئے۔ پہلے بھولنے اور سندھیا باجی راؤ کے لئے انگریزوں سے لڑنے کے لئے سرگرم ہوئے۔ لیکن ہلکر اُس وقت کسی فریق کا

لڑائی میں شریک نہ ہوا۔ دہلی صاحب گورنر جنرل کے بھائی سر آر تھروڈ ہلی  
 ولایت سے آکر دکن کے سپہ سالار ہوئے اور اتر کے سالار لارڈ لیک ہوئے  
 ابتدائی جنگ یوں ہوئی کہ دفعۃً لارڈ لیک احمد نگر پر حملہ آور ہوئے اور شہر پر  
 قبضہ کر لیا۔ اس شہر کے ملنے میں یہ فائدے ہوئے کہ پچھم اتر کے کوئٹہ کی طرف  
 سے نظام کی ریاست کا بچاؤ ہو گیا اور پونا سے سیدھا تعلق قائم ہو گیا۔ بھونسلے  
 اور بلکرنے نظام پر حملہ کیا۔ لارڈ دہلی نے اپنے دوست کی طرف سے  
 اسالی کی لڑائی میں دونوں سرداروں کو سخت شکست دی (۱۸۰۳ء بعد  
 اگلے پھر بھونسلے اور گادوں (ضلع اکولا) کی لڑائی میں ہرا دیا جس سے بھونسلے  
 کو دیوگادوں کی صلح کرنی پڑی۔ اس صلح نامہ کا مضمون یہ تھا کہ بھونسلے بغیر انگریزوں کی  
 اجازت کے کسی فرنگی افسر کو نوکر نہ رکھے اور کمپنی کو کٹاک اور نظام کو برار  
 دیدے اسی وقت میں سندھیا کی فرانسیسی فوج علیگڑھ میں رہتی تھی۔  
 لارڈ لیک نے مردانہ دلادوری سے علیگڑھ کو تسخیر کر لیا۔ اور دلی اور آگرہ  
 بھی فتح کر لیا اب تمام دو آب انگریزوں کے قبضے میں آ گیا۔ شاہ عالم پھر  
 کمپنی کے پنشن خوار بن گئے۔ اور سرکار انگریز کی رعایت سے دلی انکو  
 ایک طرح سے دیدی گئی۔ ۱۸۰۳ء میں جنگ سواری (ریاست الود)  
 میں لارڈ لیک نے سندھیا کو پھر شکست دی۔ اس لڑائی میں سندھیا کے  
 پاس فقط دیسی سپاہی تھے لارڈ لیک لکھتے ہیں کہ ”یہ سپاہی صرف بہادروں  
 کی طرح نہیں بلکہ دیتوں کی طرح لڑتے تھے“ ۱۸۰۳ء میں سندھیا کو بھی

کپینی سے ارجن کا فنکلی صلح کرنی پڑی۔ اور بٹروچ۔ احمد آباد۔ دو آب۔ چمبل ندی کے پاس کی زمین سب کپینی کو نظر کر دینی پڑی۔ شاہ عالم کو بھی سرکار کپینی کے حوالے کر دیا۔ اسی زمانہ میں اور۔ جے پور۔ جو دھپور اور بہت سی ریاستیں سرکار کپینی کی زیر محکوم بن گئیں۔

ہلکر سے جنگ۔ ہولکر کو یا ہی انتظار دکھتا تھا کہ انگریز اور سندھیالہ لاکر دور ہو لیں تو جنگ پر کمر باندھے چنانچہ سن ۱۸۱۷ء میں سرگرم جنگ ہو گیا۔ ہولکر مرہٹوں کے پڑانے قاعدے سے لڑتا تھا کہ چھپ کر حملہ کرے کسی قاعدہ جنگ کا پابند نہ تھا انگریزوں کو اس سبب بہت دقتوں کا سامنا ہوا۔ کرنل مانسن نے ہولکر کی ریاست پر حملہ کیا۔ ہولکر نے اسکو بہت ستایا۔ کرنل کا خیمہ لوٹ لیا۔ یہاں تک کہ کھانے کا سامان نہ رہا۔ کرنل مانسن آگے میں پھر آئے ہولکر کی فوج نے بچھا کیا اور متھرا لے لیا۔ انگریزی پلٹن یہاں سے بھی ہٹ گئی۔ اس وقت لارڈ لیک اپہونے اور دیگر (علاقہ اور) کی رہائی میں ہلکر کو شکست دی (سن ۱۸۱۷ء) اس فتح کے بعد لارڈ لیک نے بھرتور کے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ مگر قلعہ نہ لے سکا۔ راجے بہت دنوں کی رہائی کے بعد صلح کرنی۔ لارڈ ویلسلی کے جانے کے بعد کپینی نے اسکے قاعدے کی پابندی نہ کی۔ ہلکر سے صلح کرنی گئی۔ اور اس کے مقبوضات جو جیت لئے گئے تھے۔ اسکو پھر دے دئے گئے۔ (سن ۱۸۱۷ء) کپینی کے ڈائرکٹروں سے اور ویلسلی سے موافقت نہ تھی۔ جو لڑائیاں ویلسلی کے حکم سے لڑی گئیں انکی وجہ سے کپینی کی آمدنی میں کمی ہو گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سن ۱۸۱۷ء میں

دلائی میں بلایا گیا۔

تعلیم - لارڈ ویلسلی صرت جنگجو حاکم نہ تھا۔ علمی قائد کے بھی اس لئے نہ ہو سکا۔  
ہندی - اُرکود۔ اور فارسی کتابیں بہت سی ایسی کی سرپرستی میں بنائی گئیں۔ پُرانی  
کتابیں قلمی غلطیوں سے پاک کر کے چھپوائی گئیں۔ ہندی اور سنسکرت کی جماعت  
میں پنڈتوں کی بڑی مدد کی۔ فارسی دالوں اور اُردو دالوں کی بھی پرورش کی۔  
ایک کالج اسلئے کھولا کہ دلائی سے تازہ دار دفتر لگی یہاں کی زبانیں سیکھیں۔  
اس نے دین مسیحی کو اس ملک کا شاہی دین بنایا۔ بائبل کا ترجمہ اکثر زبانوں میں  
انھیں کے حکم سے ہوا۔ انھیں دلوں سری رامپور کے مشتری لوگوں نے نکالیں  
راماین اور مہا بھارت کی کتابیں چھپوائیں۔

ویلسلی کے کام - ویلسلی جن کاموں کے پورا کرنے کو آیا تھا حد تک  
پورا کیا۔ اگر وہ لیکاریک بلانا لیا جاتا تو ممکن تھا کہ انگریزوں کا بہت کام جنگ و  
فساد کے بغیر ہمیشہ کے لئے بنجاتا۔ فرانسسیوں کا زور توڑ کر وہ ہندوستان سے  
رخصت ہوا۔ سمجھا بچھا کر لٹ بھڑا کر ہر طرح سے کوششیں کر کے انگریزوں کی  
سلطنت دونی کر دی۔ دشمنوں کے ہاتھ سے شاہ عالم بادشاہ کو رہائی دی۔  
نظام الملک چدر آباد کو - پیشوا کو - نواب اودھ کو میسور کے ہندو راجہ کو انگریزوں کا  
مجموع بنادیا۔ اور سندھیا۔ ہولکر۔ بھولکر۔ ایسے ایسے زور آور سرداروں کو  
زیر کیا۔ اس میں شبہ نہیں کہ جن عالی ہمتوروں کی عقلمندی اور سعی و کوشش سے  
انگریز یہاں کے مالک بن گئے انھیں میں ایک لارڈ ویلسلی بھی تھا۔

## خلاصہ

|             |                                       |
|-------------|---------------------------------------|
| ..... ۱۹۸۶ء | لارڈ ڈورسلی گورنر جنرل ہوا            |
| ..... ۱۹۹۶ء | میسور کی چوتھی لڑائی                  |
| ..... ۱۸۰۱ء | کرناٹک اور آگرہ کمپنی کے اختیارات آیا |
| ..... ۱۸۰۲ء | بیسین کی صلح                          |
| ..... ۱۸۰۳ء | مرہٹوں کی دوسری لڑائی۔                |

## (۱۱) سر جارج بارلو اور لارڈ مٹو اول

لارڈ کارنوالس اور سر جارج بارلو (۱۸۰۶ء سے ۱۸۳۳ء) لارڈ ڈورسلی نے اپنے دو شانہ قاعدہ کی پابندی کر کے تمام ملک میں تہلکہ ڈال دیا تھا اسی سبب ڈائریکٹروں نے ڈورسلی کو واپس بلا لیا۔ اور لارڈ کارنوالس کو اس عہدہ پر دوبارہ روانہ کیا۔ لیکن دو مہینہ کے بعد لارڈ کارنوالس مر گئے۔ غازی پور میں ان کا مقبرہ موجود ہے۔

کارنوالس کی رحلت کے بعد کونسل کے بڑے ممبر سر جارج بارلو ڈیڑھ برس تک گورنر جنرل رہے۔ بارلو کمپنی کا قدیم ملازم تھا اس کی گویا عادت ہو گئی تھی کہ جو حکم ملے اس کو فوراً تعمیل کرے اس کو کمپنی کے افسروں نے جب حکم دیا کہ غیر مداخلتی قاعدے سے کام کریں تو وہ بہت جلد متعجب ہو گیا کہ حکم بجالائے۔ جب بارلو

مقرر ہوا تو لارڈ لیک نے ہلکے زور شور کو بالکل مٹا دیا تھا مگر سر جان بارون نے اوسکی جو سرزمین چھین لی گئی تھیں سب اوس کو پھیر دی۔ یہاں تک کہ جن راجپوت راجاؤں کو دل سلی نے وعدہ کیا تھا کہ میں مرہٹوں کے ظلم سے آپلوگوں کو بچاؤں گا اون بچاؤں کو بھی ہولکر کے ہوائے کر دیا۔ اسی طرح لارڈ صاحب نے سندھیا کو بھی راضی کر دیا اس کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ درمیانی ہندوستان میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھی راجپوتانے کے راجاؤں کو مرہٹے خود بھی لوٹنے لگے اور اپنے دوست پٹاری ڈاکوؤں کو بھی لوٹنے دیا۔

لارڈ منٹو اول ۱۸۰۷ء سے ۱۸۱۳ء تک اسرارچ بارون کے بعد لارڈ منٹو گورنر جنرل ہو کر آیا۔ اس کے پہلے وہ پورڈ آف کنٹرول کا میر مجلس تھا اسے بھی ڈاکوؤں نے تاکید کر دی تھی کہ غیر مداخلتی قاعدے پر کار بند ہونا۔ اسی باعث سے اس وقت جو راجپوتوں اور مرہٹوں میں لڑائی ہو رہی تھی اس نے کچھ دخل نہیں دیا۔ یہ وہی وقت تھا کہ نپولین بونا پارٹ فرانسیزیوں کا سردار بگڑ فرانسینو کا حربہ ہر طرف دلنشین کر رہا تھا۔ لارڈ منٹو نے یہ خبر سن پائی کہ نپولین نے شاہ ایران کے پاس ایک سفیر بھیجا ہے۔ پس اوس نے بھی یہ مفید سمجھا کہ پچھم کی طرف سفیر روانہ کریں۔ چنانچہ تین جگہ سفیر بھیجے گئے۔ پنجاب افغانستان ایران۔ پہلے پنجاب میں راجہ رنجیت سنگھ کے پاس سفیر بھیجا۔ سکھوں کی ترقی و شاہنشاہی میلہ کے زوال بعد جب افغان اور مرہٹے سوا تمام پنجاب کو متواتر پامال کر رہے تھے اور اس قطعہ زمین میں عجب اندھیر

بھیلا ہوا تھا۔ اسی زمانے میں سکھ لوگ ایک دینی ریاست کو مرتب کرنے میں  
 مصروف تھے۔ ۱۷۶۵ء میں جٹا کلن نے لاہور پر قبضہ کیا اور خالصہ یعنی دینی  
 ریاست کی بنیاد ڈالی۔ مگر جب رگھوناتھ نے لاہور فتح کر لیا تو یہ شخص وہاں سے  
 ہٹ گیا۔ ۱۷۶۶ء کے بعد سکھ بہت سے قلعے اور پرگنوں دبا بیٹھے۔ ان  
 سکھوں میں سے رنجیت سنگھ کے دادا اہرت سنگھ نے گوجرانوالہ کے نزدیک ایک  
 چھوٹی سی ریاست کی بنیاد ڈالی اور ابدالی کی طرف سے جو حاکم تھا اوس کو  
 لوٹ لیا۔ ۱۷۶۲ء میں سکھوں کو ابدالی نے شکست فاش دی اور اسی  
 زمانے میں اوس نے اہاسنگھ کو پٹیالے کا راجہ بنا دیا۔ ابدالی جب دکن  
 پھر گیا تو سکھوں نے اوس کے مقرر کردہ حاکموں کو ہرایا اور جھلم اور ستلج کے  
 درمیان حصے اور دو آب تک کو بالکل پامال کر ڈالا (۱۷۶۳ء سے ۱۷۶۴ء تک)  
 غرضکہ ان دنوں سکھوں کی محض ایک دینی ریاست تھی۔ برسات کے بعد  
 امرتسر میں ہر سال رام میلہ ہوا کرتا تھا۔ وہیں تمام سکھ باہم ملتے تھے لوٹ کا  
 مال اور زمین تقسیم ہوتی تھی سرداروں کی کارکنندہ انجمن کا نام گرومٹ تھا  
 ان دنوں تمام سکھ قوم بارہ بسوں پر تقسیم تھی۔ ہر ایک بس کے سرگروہ کا  
 نام سردار تھا۔ ان میں سے چھلیا بس کے سوا سب بسوں کی ابتدا ستلج کے  
 اتریں ہوئی پٹیالہ۔ نا بھہ۔ جھیند۔ ریاستوں کے سکھ چھلیا بس کے تھے رنجیت سنگھ  
 کے وقت تک یہ سب بسوں والے آپس میں تنازعہ کیا کرتے تھے۔ مگر رنجیت سنگھ  
 نے بسوں کا خاتمہ کر دیا۔ اکالی گروہ سکھوں کی دینی فوج کا نام تھا۔ وہ نیلے پٹے

اور لوہے کے کڑے پہنتے ہیں۔ پاک مقاموں کی محافظت۔ اور بندگانِ خدا کے اطوار کو درست کرنا۔ ان کا خاص فرض ہے۔ یہ لوگ ہمیشہ ٹوٹ مار کرتے تھے۔

**رنجیت سنگھ**۔ چرت سنگھ کے مرنے کے اوس کے بیٹے  
 مہا سنگھ نے جموں تک چڑھائی کی اور راولپنڈی تک ٹوٹ مار  
 چادی۔ مہا سنگھ کے بیٹے کا نام رنجیت سنگھ تھا۔ ۱۸۰۱ء میں وہ پیدا ہوا تھا۔  
 رنجیت سنگھ گیارہ برس کا تھا کہ اوس کا باپ مر گیا۔ کچھ مدت تک مسکر چلیا مسل  
 کو مصیبتیں اٹھانی پڑیں۔ آخر جب ۱۸۰۹ء میں احمد شاہ ابدالی کے پوتے  
 زماں شاہ نے پنجاب پر چڑھائی کی اوسی وقت سے پھر ان کا ستارہ  
 تاباں ددر خشاں ہوا۔ تب شاہ کے وطن جلتے وقت رنجیت سنگھ نے  
 اوس کی سب توپیں جھلم کے پار پہنچا دیں۔ شاہ نے اس کے صلے میں  
 رنجیت کو لاہور کا صوبہ دار بنا دیا۔ اوسی زمانے میں اوس نے اور مسل والوں  
 سے جنگ و جدال کر کے امرتسر تک اپنا قبضہ کر لیا۔ پھر زماں شاہ جب  
 تخت سے معزول ہو گئے تو اوس نے ملتان پر بھی حملہ کیا۔ اس وقت مسل کے  
 سب سرداروں نے اوس کو سرگروہ سمجھ لیا۔ اس کے بعد جب اوس نے  
 ستلج کے پار بسینوالی پھلکیا مسل پر عزیمت کی نظر کی تو اس مسل والوں نے  
 مجبور ہو کر انگریزوں کی پناہ لی۔ اور رنجیت سنگھ نے بھی مجبوراً اس پناہ کو تسلیم  
 کر کے صلح کرنی۔ (۱۸۰۹ء) اس طرح پنجاب کے سکھ ریاست کی پوری سرحد

ہمیشہ کے لئے رستہ ہو گئی۔ اسکے بعد رنجیت سنگھ نے بتدریج کانگڑہ - کاشمیر - جموں - ملتان - راولپنڈی - پشاور وغیرہ فتح کر لئے۔ اس کے بعد جب سندھ فتح کرنا چاہا تو انگریز مزاحم ہوئے۔ کیونکہ انگریزوں کی نگاہ اوس ملک پر پہلے ہی سے تھی۔ پھر جب اوس نے شاہ شجاع کی حمایت کرنے میں افغانستان فتح کرنا چاہا تب بھی سرحدی قاعدے کی پابندی کے لحاظ سے انگریزوں نے مزاحمت کی۔ اسلئے بظاہر رنجیت سنگھ انگریزوں سے موافق تھا مگر دل میں برس برس پر خاش تھا۔ چنانچہ زندگی بھر انگریزی سوداگروں کو اپنے علاقے سے دُور رکھا۔ افغانستان کے معززوں اور امیر شاہ سجاع پر سے گوہ نور سیرے کیلئے ہاتھ بڑھایا اور خاٹا پیر ملوک کے وہاں سونٹا مندر کا کھانا لگ بھی لے آئے کا قصہ کیا تھا۔ اس طرح سے ایک گنوار کچھ قوم کو تہذیب تربیت دیکر مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ۱۸۳۷ء میں انتقال کیا۔ اگر کچھ پوچھو تو رنجیت سنگھ ہندوں کو باقاعدہ فراہم کرنے والوں میں آخری شخص تھا۔ وہ بہت ہوشیار بھی تھا۔ سکھوں کی آنکھوں میں خاک ڈالنے کے لئے وہ خالصہ کی دُہائی دیکر اپنا مطلب نکال لیتا تھا۔ اوس کے انتظام میں زیادہ تو اینٹن کی پابندی نہ تھی۔ بلکہ کسانوں سے مالگذاری کم لگواتی تھی۔ ڈیکیتی بند کر دی گئی۔ آپس کی لڑائی میں سرکا دخل اندازی نہیں کرتی تھی۔ مالگذاری وصول کرنے والے افسر اگر ظلم کریں تو سخت سزا پاتے تھے۔ ریاست کی زیادہ تر آمدنی فوجی اخراجات میں مبذول ہوتی تھی۔ رنجیت سنگھ نے فرانسیسی افسر کو ملازم رکھ کے قواعد سکھائی تھی۔ تھوڑے ہی دنوں میں بلکہ سپاہیوں نے یورپ کی قواعد کے مطابق کرنے میں ایسا کمال

پیدا کیا کہ انگریزی سپاہی بھی اون کے سامنے پست ہو گئے۔ بہر حال اوس مدت میں شمالی و مغربی گوشے پر یہ نئی ریاست قائم ہو گئی تو انگریزوں کو بہت فائدہ ہوا کیونکہ جب تک انگریز مرہٹوں سے لڑتے ہیں اور اپنے مقبوضات کی درستی میں مصروف رہے اُس عرصے تک رکھوں نے گوشہ شمال و مغرب کی محافظت کا کام انجام دیا۔ ادھر یورپ میں اس وقت نپولین اور انگریزوں سے ہنگامہ جنگ گرم تھا۔ لارڈ منٹو نے چاہا کہ انگلستان سے ہندوستان تک تری کاراستہ بے خطر رہے اسلئے ماریشش اور دوسرے جزیرے جو بحر ہند میں تھے اور راہ میں پڑتے تھے سب فتح کر لئے۔ نپولین نے ہالینڈ ملک کو مفتوح کر ڈالا اور اسوجہ سے مشرقی مجمع الجزائر جو ہالینڈ کے قبضہ میں تھے فرانسیزیوں کے ہاتھ میں آ گئے۔ پھر لارڈ منٹو نے چاہا کہ ملک چین کے ساتھ سمندر سے جو تجارت کرنے کا راستہ ہے وہ بھی صاف اور بے کھٹکے رہے اسلئے جاوا اور دوسرے جزیرے اس راہ کے اپنے قبضہ میں لایا۔

کمپنی کو نئی سندھلی سلطنت ۱۸۱۳ء پہلے وقتوں میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے سوا کوئی انگریز ہندوستان میں تجارت نہ کر سکتا تھا۔ لیکن ۱۸۱۳ء میں کمپنی کو دوبارہ انگلستان سے جو نئی سندھلی اوس کے مطابق سب انگریزوں کو ہندوستان میں اجازت مل گئی کہ کمپنی کے ساتھ ساتھ وہ بھی تجارت کر سکتے ہیں لیکن ملک چین کے ساتھ سوائے کمپنی کے اور کسی کو اس سندھلی بھی سودا گری کی اجازت

نہیں ملی۔ ایک بات یہ بھی اس سند میں تھی کہ ہندوستان کے لوگوں کی تربیت کے لئے کمپنی کو ایک لاکھ روپہ سال دینا ہوگا کمپنی سے جب تجارت مخصوص بلا شرکت غیرے کا حق لے لیا گیا تو اس سے ہی مناسب معلوم ہوا کہ تجارت اور دوکانداری چھوڑ کر ملک گیری اور حکمرانی کرے۔

### خلاصہ

- ۱۸۰۵ء ..... کارنوالس دوبارہ گورنر جنرل ہو کر آئے  
 ولایت سے سر جارج بارلو گورنر جنرل ہوئے  
 ۱۸۰۷ء ..... لارڈ منٹو اول گورنر جنرل ہوئے  
 ۱۸۰۸ء ..... ایران اور افغانستان میں سفیر بھیجے گئے  
 ۱۸۰۹ء ..... رنجیت سنگھ سے صلح ہوئی  
 ۱۸۱۰ء ..... فرانسیسیوں کے جزیرے انگریزوں نے لئے  
 ۱۸۱۱ء ..... جزیرہ جاوا فتح ہوا  
 ۱۸۱۳ء ..... کمپنی کو نئی سند ملی

(۱۲) لارڈ ہیسٹنگس اور لارڈ آمرسٹ ۱۸۱۳ء - ۱۸۲۸ء

لارڈ ہیسٹنگس ولایت کے ایک بڑے اور معزز خاندان میں تھے۔ پہلے گورنر جنرل دارن ہیسٹنگس سے بالکل جدا ہیں۔ انھوں نے دہلی کے

کا منکو اختیار کیا اور انکو پورا کیا گیا بھی وہی عزم تھا کہ سرکار انگریزی کو ہندوستان میں سب حاکموں پر حکم فرمادیں اسلئے  
ابن بھی ہندوستان کے رجواڑوں کو مجبور کر دیا کہ انگریزوں کی افسری کو تسلیم کریں۔

ملک کی حالت - ملک کی حالت بہت ابتر تھی۔ جب دشمنوں کو  
معلوم ہو گیا کہ انگریز غیر مدخلت کی رسم اختیار کئے ہوئے ہیں تو ہر طرف سے  
فتنہ و جدال کا سامان برپا کر دیا۔ اتر میں نیپالیوں نے کلکتہ کے علاقے پر  
چڑھا عالی کی اور ٹوٹ مار کرنے لگے پچھ میں بیٹوا اسی تاک جھانک میں  
تھے کہ انگریزوں کی زیر دستی میں نہ رہیں۔ اچھوٹے بھی اسی فکر میں تھا۔ مالک  
متوسط میں اور راجوٹانے میں بھی پنداریوں نے ڈاکے مار کے تمام  
قطعہ زمین ویرانہ بنا دیا تھا۔ ہر طرف فساد و ہنگامہ برپا تھا۔

نیپال والوں سے جنگ - ۱۸۱۳ء سے ۱۸۱۶ء پہلے نیپال میں بودھ  
مذہب کے راجے راج کرتے تھے۔ بعد اگلے گورکھاؤں نے انکو زیر کر لیا اور  
ساری سرزمین اپنے اختیار میں لے آئے۔ یہ لوگ ہندو تھے اور کہتے تھے  
کہ بھتری ہیں۔ ان وقتوں میں دریائے ستلج سے سرحد بھوٹان تک ان کی  
عملداری تھی۔ نواب اودھ نے جب ضلع گورکھ پور کپتانی کے حوالے کر دیا  
تو کپتانی کی سرحد اور ان کی سرحد پاس پاس ہو گئی۔ گورکھا لوگ فتنہ انگیز تھے  
اپنے پہاڑی ضلعوں سے ترائی میں اتر آتے تھے اور کپتانی کی ظلم دین ٹوٹ  
مار کرتے تھے۔ لارڈ منٹو نے انکو قبائلیں کی لیکن انھیں کچھ لحاظ نہ ہوا اور  
۱۸۱۴ء میں کئی گاؤں ٹوٹ کر ویران کر دیئے اسلئے لڑائی کرنی ضروری

ہوئی۔ آج تک انگریزی فوج ہندوستان کے سطح میدان میں لڑتی رہی۔ پہاڑوں اور گھاٹیوں کی لڑائی میں مشاق نہ تھی۔ اسلئے انگریز شروع میں ناکامیاب رہے آخر کار ۱۸۱۷ء میں اکثر لونی جنرل نے گورکھوں کو ہرا دیا اور بڑھتے بڑھتے کھاٹ ماندھو دار السلطنت تک جا پہنچے۔ مجبور ہو کر راجہ نے صلح کا پیغام بھیجا۔ اس صلح میں گڈھوال۔ کپالوں اور ترالی تک کے ضلعے کمپنی نے حاصل کئے۔ شملہ بھی سرکار کمپنی کے ہاتھ آیا۔ اور نیپال میں انگریزی رزیدنٹ صاحب رہنے لگے۔

کمپنی کو اس وقت جو مقام ملے وہ بہت رو نقدار بنائے گئے۔ نیننی تال دہرادون اور منصورہ میں لوگ گرمیوں میں ہوا کھانے جاتے ہیں۔ گرمی میں بڑے لاٹ صاحب کا دفتر شملہ میں رہتا ہے۔ ترالی کے جنگلوں سے بھی بہت آمدنی ہوتی ہے۔ گورکھا لوگ انگریزوں سے خلوص و فاداری کے ساتھ رہنے لگے اور فوج انگریزی میں بھی بھرتی ہونے لگے۔

پنڈاریوں سے لڑی ۱۸۱۷ء۔ اورنگ زیب کے ظلم ہندو عاجز آکر ادھر ادھر چلے گئے اور محتاجی کی حالت میں ڈاکے مارنے لگے۔ پیکار سے اپنا پیٹ کیونکر بھرتے غرض اونکی خرابیاں شاہان منغل کی پریشان حالی سے اور بڑھتی گئیں مہرٹوں سے ملکر دور دور جا کر اپنا کام کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ ان کا ایک تجم غفر ہو گیا۔ اس بڑے ابنوہ میں مسلمان۔ ہندو۔ جاٹ۔ مرہٹے سب ملکر ایک ذات ہو گئے تھے۔ لارڈ ویلی نے رجاؤں میں

گوردوں کی فوجیں رکھو ادیس تو بجا رہے ہندوستانی سپاہی بے نوکری کے قلاتے کرنے لگے اور پنڈاریوں کے شریک ہو گئے انکی ایک مت و ایک رائے تھی اور کسی طریقے پر ذلتی طور پر پابند نہ تھے۔ شہسوار اچھے تھے مالوہ اور مالک متوسطہ انکے خاص مقام تھے بیس بیس ہزار آدمیوں کا جماؤ تھا۔ جس طرف منہ اٹھاتے آبادی سے بیس بیس کوس نکل جاتے۔ انگریزی عملداری کے شہر اور گاؤں اور رہا بکے گھر کئی دفعہ ٹوٹے۔ ہیسٹنکس کو انکی بیخ کنی کی فکر ہوئی مگر ان کا ذریعہ ناچکہ آسان کام نہ تھا۔ پیشوا بھولنے۔ سندھیا ہو لکر اور بہت سے مرہٹے انکی پشت پر اچھے۔ پنڈاریوں کا ایک سردار میر خاں تھا۔ وہ پہلے ہو لکر کا فوجی افسر تھا اور چھب دو سردار غنہ سندھیا کا اسامی تھا۔ اسلئے ہیسٹنکس نے پہلے مرہٹے سرداروں کو دبا نا چاہا پیشوا کو مرہٹوں کی سرداری سے کنارہ کش ہونا پڑا اور صوبہ کونکن اور کئی مقام انگریزوں کو دینے پڑے۔ بھولنے کو اسی دوستانہ مدد گاری کے پیرایہ پر صلح نامہ لکھنا پڑا۔ سندھیا اور ہو لکر سے بھی اسی طرح کی گفتگو پیش آئی۔

لارڈ صاحب نے تین بڑی فوجیں مرتب کیں ایک مدراس میں ایک بنگالے میں ایک بمبئی میں۔ پہلے مدراس کی فوج نے پنڈاریوں کی طرف رخ کیا انھوں نے جاگاڑ کپڑن جھاگ جھانس ایلکرف سے بنگالے کی فوج بڑھی اور دوسری طرف سے بمبئی کی۔ اس طرح گھرے میں گرفتار ہو کر پنڈاریوں کی عقل زائل ہو گئی اندھا دھند ادھر ادھر بھاگنے لگے سپاہیوں نے اور رعیت نے بھی بہتوں کو مار ڈالا۔

جنہوں نے اپنی جائیں بکنپنی کو سونپ دیں انکو کھیتی باری کرنے کے لئے زمین دی گئی۔ انکے سردار امیر خاں کو راجپوتانے میں ٹونک کی لڑائی ملی۔ پیتو سردار کو ایک چیتے نے مار ڈالا اس طرح لارڈ صاحب نے پنڈاریوں کو زبرد کر کے مالوہ اور مالک متوسط بلکہ تمام ملک میں امن و آسائش کا دن دکھایا۔ تیسری جنگ مرہٹہ ۱۸۱۷ء سے ۱۸۱۸ء تک۔ باجی راؤ نے انگریزوں کو پنڈاریوں کی گوشمال دہی میں مشغول دیکھ کر چاہا کہ انکے تابع سے نکل جائے اور بھولنے اور سندھیا کو بھی ابھارا۔ بھولنے موقع ہی کا منتظر تھا لڑنے پر مستعد ہو گیا۔ سندھیا کے راج کے سامنے انگریزوں نے ایک بڑی پلشن کھڑی کر دی کہ یہ پیشوا کی مدد کو نکل نہ سکے۔

پیشوا سے۔ الفنسٹن صاحب رزیڈنٹ پیشوا کی نیت کو پہچان کر کرکی میں چلے آئے۔ یہ جگہ شہر سے چار میل دور ہے اور پناہ کا مستحکم مقام ہے ۱۸۱۸ء میں شولا پور کے ضلع میں آٹشی کے مقام پر پیشوا نے دوبارہ شکست کھائی اور عاجز ہو کر انگریزوں کے پاس عذر خواہی کو حاضر ہوا۔ اس کا ملک لے لیا گیا۔ اسے پنشن ملی اور بٹھورہ واقع کانپور اس کے رہنے کی جگہ قرار پائی۔

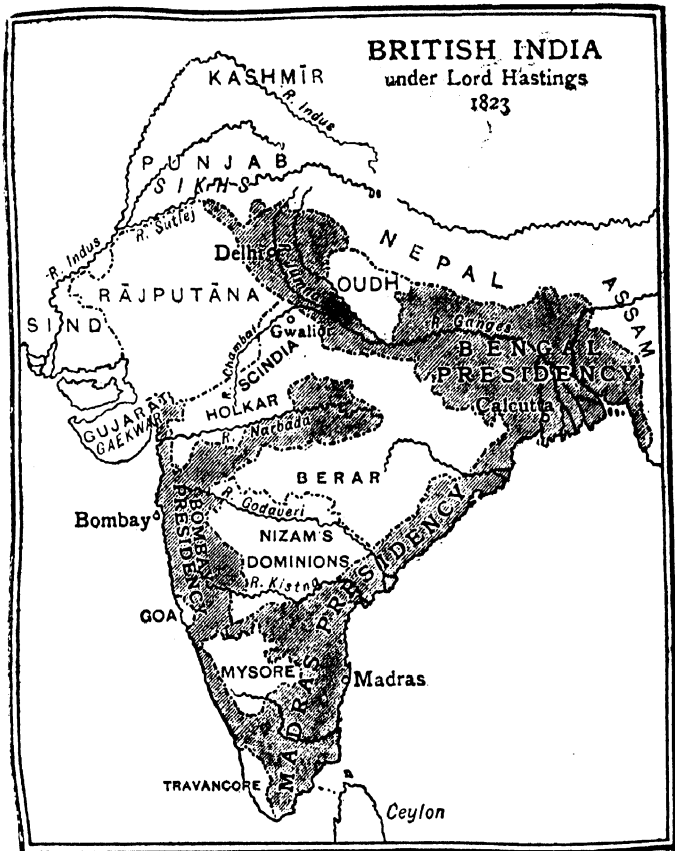
بھولنے سے لڑائی۔ باجی راؤ کی حرکت سے آپا صاحب کو بھی یہ تحریص ہوئی کہ اپنے راج کے رزیڈنٹ پر دفعتاً حملہ کر بیٹھا۔ انہوں نے اسکو زیر کر لیا اور ۱۸۱۷ء میں ناگپور چھین لیا۔ آپا صاحب مفقود ابھر ہو گیا۔

انگریزوں نے اس کے راج سے اوسکو خارج کر کے رگھوجی بھونسلے کے نابالغ پوتے کو گدی پر بٹھایا۔ زیڈنٹ کو اس کا ولی بنا دیا۔

ہلکر سے لڑائی۔ ہلکر ان دنوں نابالغ تھا تلسی بالی ولی بنکر انتظام ریاست کرنی تھی۔ اس کو منظور تھا کہ انگریزوں سے صلح ہو جائے مگر فوج کو یہ منظور نہ تھا۔ فوج کے ہاتھ سے تلسی بالی کی جان گئی اور انگریزوں نے ریاست پر چڑھائی کر دی۔ ۱۸۱۷ء میں مہدی پور کی جنگ میں پوری شکست دی۔ کچھ حصہ ریاست کا ضبط ہو گیا اور ہلکر کو انگریزوں کا محکوم بننا پڑا۔

انتظام۔ پیشوا کی ریاست ضبط ہونے کے بعد احاطہ بمبئی قائم ہوا انٹسٹن صاحب یہاں کے پہلے گورنر ہوئے۔ شیواجی کی نسل کا ایک شخص ستارہ کاراجہ بنایا گیا۔ ساگر اور نربدا کے ضلع پر ایک چیف کمشنر مقرر ہوا اور اس طرح مالک متوسط کی بنیاد پڑی۔ راجو تاشکے سب رجاوڑے سرکار انگریزی کے تابع ہو گئے۔ اسی وقت سندھیانے اجیر انگریزوں کو دیدیا۔ اس طرح قوم مرہٹے کے اقبال کا آفتاب غروب ہو گیا۔ اس لڑائی کے بعد کوئی ہندوستانی ریاست خود مختار نہ رہی۔ سبھوں کو انگریزوں کی برتری مان لینا پڑی۔

مرہٹوں کے زوال کا سبب۔ پیشوا کی افسری جب سے قائم ہوئی تھی اسی وقت سے مرہٹے رگیوں میں ایک اتحادی مجموعہ بن گیا تھا۔ تواریخ سے ظاہر ہے کہ سرداروں میں چھیڑ چھاڑ ہمیشہ رہتی تھی۔ شیواجی کے بعد



( Pt. III Chap 12. )



مرہٹوں کی یہ حالت بہت زیادہ تھی کہ آپس میں اتفاق نہ رہا اور اسی سے انگریزوں نے ایک ایک ریاست پر آسانی سے اپنا تسلط قائم کر لیا۔ پیشوا ذات کے برہمن تھے۔ پرنسپل اور باقی رئیس مرہٹوں میں چھوٹی ذات کے تھے مگر یہ کہ اس سبب سے سب سردار اوس کی برتری پسند نہ کرتے ہوں اور ایک بات یہ ہے کہ پہلے پہل اس قوم میں پیشوائے جاگیر دینے کی رسم نکالی۔ شیواجی کہی کہی کو جاگیر نہ دیتے تھے۔ سب کو تنخواہ دیتے تھے۔ جاگیر دینے میں یہ ایک خرابی پیدا ہوئی کہ جتنی پیشوا کی طاقت گھٹتی گئی جاگیر دار خود اختیار ہوتے گئے یہاں تک کہ سندھیا اور ہلکر نے پیشوا کو بھی پست کر دیا اور یہی مرہٹوں کے زوال کا خاص سبب ہوا۔

اصل میں - شاہ عالم بادشاہ محض فرضی بادشاہ تھے مگر کمپنی ان کو نذر دیتی تھی اور اوس کے نام کا سکہ جاری تھا۔ لارڈ ہیسٹنگس نے نذرانہ بند کر دیا۔ کارنوالس نے مقدموں کے فیصلے کے لئے جج مقرر کئے تھے اور مالگڈاری کا کام کلکٹروں کے ہاتھ میں تھا۔ مگر ہیسٹنگس نے کلکٹر کو مجسٹریٹ بھی بنا دیا اور فوجداری کے مقدمہ کا فیصلہ انھیں کے تعلق کر دیا۔ یہ دستور اب تک جاری ہے۔ ڈچ لوگوں سے سنگاپور لے لیا گیا۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ کمپنی کوئی آبادی اسٹریلیا کا جہازی راستہ نکل آیا اور چین و جاپان کی تمام تجارت انگریزوں کے ہاتھ میں آگئی۔ چند عالی ہمتوں نے ملکر اکلنے میں ہندو کالج کی بنیاد ڈالی۔ اسی وقت

بنگلہ زبان میں سماچار و رپن نام ایک اخبار پہلے پہل شایع ہوا۔ پہلے تحصیلدار رعیتوں سے مالگذاری وصول کر کے سرکاری خزانے میں داخل کرتے تھے لیکن انھیں دنوں میں مدراس کے گورنر سٹامس روسز و نے رعیتوں کے ساتھ ایک نیا بندوبست جاری کیا اس کو رعیتت داری بندوبست کہتے ہیں۔ الغرض لارڈ صاحب مدوح نے ہمالیہ سے اس کماری تک اور سٹیج سے برہمپتر تک انگریزوں کا ڈنکا بجا دیا اور ۱۸۲۳ء میں وطن تشریف لے لئے۔

لارڈ آرمسٹراٹھ ۱۸۲۳ء سے ۱۸۲۸ء تک۔ یہ لارڈ صاحب یہاں آنے کے پہلے انگلستان کی طرف سے سفیر نیکر ملک چین میں گئے تھے۔ بورڈ آف کنٹرول نے انکو ہندوستان کی گورنر جنرلی عنایت فرمائی۔ انیس ہمدردی کا مادہ بہت تھا۔ پہلی جنگ برہما انھیں کے وقت میں ہوئی۔

برہما کی پہلی ردائی ۱۸۲۴ء سے ۱۸۲۶ء تک۔ پہلے تمام برہما میں فقط ریاستیں تھیں۔ آوا۔ اراکان۔ پیکو۔ یہاں کے باشندے بودھ مت کے ہیں۔ ہند رہیں صدی میں پیکو اور تاسرم میں دُور دُور سے تجارت کرنے والے آتے تھے بعد اسکے پرتگیزیوں نے یہاں آکر پوری تجارت اپنے ہاتھ میں کر لی۔ ان لوگوں نے چائے کاؤں پر بھی دخل کر لیا۔ ۱۸۲۵ء میں ایک نئے شاہی خاندان نے پورے ملک کو فتح کر لیا اور رفتہ رفتہ اراکان بھی لے لیا۔ ۱۸۲۶ء میں بٹولا برہما کے سپہ سالار نے آسام اور مینی پور پر بھی

قبضہ کر لیا۔ اسوجیسے برہما کی ریاست کی سرحد کپنی کی بھلا داری تک پہنچ گئی۔ اسی وقت سے حقیقت جنگ و کارزار شروع ہو گیا۔ راجہ برہما نے ایک دفعہ لارڈ صاحب کو لکھا کہ چارٹ گائوں۔ ڈھاکہ مرشد آباد۔ ہمارے ہیں۔ ہلکو واپس کیجئے۔ لارڈ صاحب نے اس کا بہت مضحکہ اڑایا اس باعث سے بندو لا بنگائے پر حملہ کرنے پر آمادہ ہوا۔

واقعات۔ بنگال سے ایک دیسی پلٹن آسام روانہ کی گئی اور ایک بحری فوج جہاز سے رنگون جانے پر مامور ہوئی دو سال تک ہنگامہ جنگ گرم رہا۔ برہما بحرانی ملک ہے اور بارش کی وہاں شدت ہوتی ہے اور وہاں پلیر یا بنجار بہت پھیلتا ہے۔ پلٹن کے بہت لوگ اس بنجار میں ہلاک ہوئے تاہم انگریزوں نے رنگون فتح کر لیا۔ اب بندو لا کو اتر سے دھکن آنا پڑا۔ لیکن وہ لڑائی میں مارا گیا اور پرم بھی انگریزوں نے نیو کر لیا اور دارالسلطنت آدرا پر حملہ کیا۔

صلح۔ تب راجہ نے فوراً صلح کر لی۔ یاں ڈالو میں صلح نامہ تحریر ہوا (۱۸۲۶ء)۔ راجہ برہما کو آسام۔ آراکان۔ تناسم۔ نذر سرکار کرنا پڑا۔ رنگون میں ایک رزیڈنٹ رہنے لگا۔ ایک کروڑ روپیہ سرکار کو خسارہ دینا پڑا۔ اس لڑائی میں سرکار کپنی کا تقریباً پندرہ کروڑ روپیہ صرف ہوا۔ دھویس کنش جہاز اسی لڑائی میں پہلے پہل استعمال ہوئے۔ بھرتپور فتح ہوا۔ ایک مرتبہ لارڈ لیک بھرتپور کے قلعہ کو مفتوح نہ کر سکے تھے اسی وقت سے یہ عام خیال تھا کہ یہ قلعہ کبھی کوئی نہیں لے سکتا۔

بھرتپور میں ایک راجہ جب مر گیا تو اس کا بھتیجا درجن سال راجہ کے بیٹے کو قید کر کے راج پر قابض ہوا۔ اس بیٹے کے رفیق لارڈ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ مدد ملے۔ درجن سال نے کہا کہ میں انگریزوں سے ڈرتا نہیں۔ لارڈ آمرسٹن نے اس مفروضہ کی سرکوبی کے لئے کبیر میر کو تعینات کیا جس بہادر نے قلعے کو لے لیا اور درجن سال گرفتار کر لیا گیا اور پہلے راجہ کے بیٹے کو راج ملگیا۔ ایک رزبڈنٹ وہاں کے لئے مقرر ہوا ایک انگریز اس نئے راجہ کے دلی قرار پائے۔ لارڈ آمرسٹن نے ۱۸۲۸ء کو ریزی سے استعفا دے دیا۔

### خلاصہ

۱۸۱۳ء ..... لارڈ ہسٹنگس گورنر جنرل ہوئے  
 ۱۸۱۴ء ..... نیپال کی لڑائی  
 ۱۸۱۶ء ..... مرہٹوں سے تیسری لڑائی  
 ۱۸۱۹ء ..... سنگاپور فتح ہوا  
 ۱۸۲۳ء ..... لارڈ آمرسٹن گورنر جنرل ہوئے  
 ۱۸۲۴ء ..... برہما سے پہلی لڑائی  
 ۱۸۲۶ء ..... یانڈا بونکی صلح۔ قلعہ بھرتپور پر فتح مندی  
 (۱۳) لارڈ ڈبلیو بنگ ۱۸۲۸ء سے ۱۸۳۵ء تک  
 لارڈ ولیم بینٹنک کچھ دنوں تک مدراس کے گورنر رہ چکے تھے لارڈ آمرسٹن

جب اپنے عہدے سے استعفا دیدیا تو بورڈ آف کنٹرول نے انکو گورنر جنرل بنا کر ہندوستان میں بھیجا۔ اصلاح سلطنت کے لئے ان دنوں ولایت میں بھی بڑی عرق ریزیاں ہو رہی تھیں۔ ۱۸۳۲ء میں پہلا قانون اصلاح جاری ہو گیا اور اوس کی ہدایت سے بہت سے دانشمند لوگ پارلیمنٹ کے ممبر منتخب ہوئے ان لوگوں کی تحریک سے رفاہ عام کے لئے بہت سے قانون مرتب ہوئے انھیں خیالات سے بٹنگ ہندوستان میں آیا اور اس ملک کی بہتری کے لئے بہت سی اصلاحیں کیں۔

اصلاحیں۔ برہانگی پہلی لڑائی میں کمپنی کے پندرہ کروڑ روپیوں پر پالی پھر گیا۔ اس کمپنی کو قرض لینا ہوا۔ ان لارڈ صاحب نے سب کے پہلے اسی بات پر توجہ کی۔ قرض کے کم کرنے کی یہ تدبیر کی کہ خرچ گھٹے اور آمدنی بڑھے۔ لشکری افسروں کا بھتہ بند کر دیا۔ مالوہ کی افیون پر چنگی لگائی اور اوس کے وصول ہونے کا بہت عمدہ انتظام کیا۔ بنگال اور مدراس اور اکثر صوبوں کے بعض مقاموں پر پہلے بند و بست میں محصول نہیں لگاتھا۔ انہوں نے وہاں بھی محصول لینا جاری کر دیا۔ ہندوستانوں کو بڑے بڑے عہدے دئے۔ اس سے بھی خرچ بہت کم ہو گیا۔ اضلاع مغربی اور شمالی ایک الگ صوبہ بن گیا۔ اسکی مالگذاری وصول ہونے کے لئے ایک بورڈ آف ریونیو قائم کیا اور وہاں کے لوگوں کے ساتھ تین سالہ بند و بست ہوا۔ لارڈ کارنوالس نے اس ضلع کو انتظام کا صدر مقام قرار دیا تھا لیکن بٹنگ

کئی ضلعوں کی نگرانی کے لئے ایک کمشنر رکھ لیا۔ لارہیسٹنگس نے کہیں کہیں ککھڑوں کو مجسٹریٹ بھی بنا دیا تھا۔ انھوں نے سب ککھڑوں کو مجسٹریٹ کا کام بھی دیدیا۔ مجسٹریٹ کو مالگڈاری وصول کرنی پڑتی ہے۔ اسلئے کہ ہندوستانوں کو اعلیٰ عہدہ ملیں کچھٹی ککھڑ اور صدر اعلیٰ کے عہدے بھی قائم کئے۔ کارنوالس کے عہد میں ہندوستانوں کو بڑے عہدے نہ ملتے تھے۔ انھوں نے یہ قاعدہ منسوخ کر دیا۔

انھوں نے فقط اپنے مالک کی خیر اندیشی نہیں کی بلکہ اس ملک والوں کی بہتری پر بھی نظر کی۔ جن کاموں سے انکی یاد اس ملک میں ہمیشہ رہیگی انیس ایک یہ بھی تھا کہ سستی ہونے کا رواج بند کر دیا۔ ابتدا میں لارڈ ویلسلی نے اس معاملے پر توجہ کی۔ لارڈ ڈینٹون کے عہد میں اس عورت کے رشتہ داروں کو مجسٹریٹ کو یا پولیس میں اطلاع کرنی پڑتی تھی۔ تب سرکار تحقیقات کرتی تھی کہ بوجہ خوشی سے جلتی ہے یا کہ جبر سے۔ باوجود اس انتظام کے ہرت بنگال میں ۱۸۶۶ء سے ۱۸۶۹ء تک ڈیڑھ ہزار عورتوں کی جان جلا کر گئی۔ ایسی حالت میں واجب ہوا کہ کوئی معقول تدبیر نکالی جائے۔ آخر لارڈ بنٹنک نے ہندو افسروں اور فوجی سرداروں اور ہندو جماعت کے خاص لوگوں کی رائے لیکر ۱۸۶۹ء میں ایک قانون جاری کر دیا۔ اس کے مطابق ہندو بیواؤں کا جلتا مجرم سمجھا جاتا ہے اور جو سستی ہونے میں مدد کرے وہ بھی مجرم قرار دیا جاتا ہے۔

ٹھکی۔ مغل سلطنت کے زوال کے وقت تمام ملک میں بدنظمی پھیل گئی تھی موقع پا کر ڈاکوؤں کے بڑے بڑے گروہ ڈاکہ مار کر اپنا پیٹ پالتے تھے ایک طرح کے ڈاکو ٹھگ کہلاتے تھے۔ یہ لوگ ہمیں بدل کر اپنی تاک میں ادھر ادھر پھرتے تھے۔ جن راہگیروں کو سیدھا سادا پاتے تھے اون کے ساتھ لگ لیتے تھے۔ چلتے چلتے جہاں گھات طجتاتی تھی اور بیچارے کو بخیر پاتے تھے گلے میں رومال کی پھانسی لگا کر مار ڈالتے تھے اور زمین میں گاڑ کر جو کچھ اوس کے پاس ہوتا تھا لے لیتے تھے۔ انکی جماعت بڑے قاعدے کے ساتھ بنی رہتی تھی۔ اس جماعت میں کچھ لوگ اسے ہوتے تھے کہ بڑھکر خبر لاتے تھے۔ کچھ دفن کرنے کے لئے گڈھا کھود رکھتے تھے۔ کچھ سوداگر یا راجہ یا بادشاہوں کا بھیس بدل کر کے اپنا کام کرتے تھے۔ ہندو مسلمان سب ایک دل ہو کر انکی جماعت میں اپنا کام کرتے تھے۔ انکی ایک پوشیدہ زبان تھی۔ اسی بولی میں ایک دوسرے سے بات چیت کرتے تھے۔ ان میں سے بعضے ٹھگ اپنا اصل پیشہ چھپانے کے لئے نوکری جاگری یا کھیتی باری بھی کرتے تھے۔ اسوقت نہ سڑکیں درست تھیں نہ پولیس کا انتظام عمدہ تھا۔ اسی سے ان ٹھگوں کو اپنا کام کرنے میں کوئی بڑی دقت نہیں پڑتی تھی۔ بڑے زور شور سے یہ اندھیرے ہوئے تھے۔ جب کمپنی کی حکومت ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ گئی تو معلوم ہوا کہ یہ ٹھگ اچودھیاسے کرناٹک تک اور سٹیج سے برہمپور تک جان دمال کو مبرا دکر رہے ہیں۔ بیچارے بے گناہ

لوگوں کا سفر کرنا دشوار ہو رہا تھا۔ ہر سال کوئی دس ہزار آدمی اپنی جان و مال سے ہاتھ دھوئے تھے اور جنگلوں میں زمین کا پوند ہوتے تھے۔ بنٹنگ نے اس غضب کا حال سن کر ان ظالموں کے دفعیہ کے لئے ایک جداگانہ محکمہ قائم کیا۔ اس محکمہ کے افسر کپتان سلیمان صاحب تھے۔ سات برس تک برابر انھوں نے جان لٹا کر کوششیں کیں اور قریب قریب ڈیڑھ ہزار جنگلوں کو گرفتار کیا۔ کچھ دنوں تک یہ انتظام جاری رہنے کے بعد ان جنگلوں کا دفعیہ ہو اور اسی وقت ڈکیتی بند کرنے کی بہت تدبیریں نکالی گئیں۔

پارلیمنٹ سے کمپنی کوئی سند ۱۸۳۳ء ۶۔ انھیں کے عہد میں کمپنی کو ایک نئی سند ملی۔ اس سند میں کمپنی کو تجارت کرنے کا حق بالکل موقوف کر دیا گیا اور سلطنت کرنے کا ٹھیکہ بیس سال کے لئے دیا گیا۔ اس کے ساتھ یہ بھی اجازت ملی کہ کونسل کے ساتھ ملکر گورنر جنرل ہندوستان کے لئے قانون جاری کر سکیں گے۔ ان کی کونسل میں جنگی افسر کے علاوہ اور چار ممبر ہونگے۔ ان چاروں میں سے ایک قانونی ممبر ولایت سے چنا جائے گا اور قانون بنائے گا۔ اضلاع مغربی و شمالی (اضلاع آگرہ و اودھ) کے لئے ایک لفٹنٹ گورنر مقرر ہونگے ہندوستان کو ہر قسم کا بندہ ملے گا۔ اس سند کے رُو سے کمپنی کے مالکوں کے اختیار اور بھی کم ہونگے اور بورڈ آف کنٹرول کے اختیار بڑھ گئے۔ لارڈ برکائے قانونی ممبر ہو کر یہاں آئے اور تیغرات ہند کی کتاب مرتب کی۔

تعلیم۔ ۱۸۳۳ء کی سند کی رُو سے تعلیم کے لئے کمپنی کو ایک لاکھ روپیہ



( *Chap. 8.* )

**Madhavrao Scindia.**



( *Chap. 13.* )

**Lord Bentinck.**



سالانہ دینامقہ رہا ہوا تھا۔ یہ روپیہ لوگوں کو فارسی۔ سنسکرت۔ بنگلہ۔ اور ہندوستانی زبانوں کے سیکھنے کے لئے اور ان میں کتابیں چھپوانے کے لئے دیا جاتا تھا اب ۱۸۳۳ء کی سند کے رُو سے ہندوستانی بڑے بڑے عہدے پانے کے مستحق ہوئے تو یہ سوال خود بخود پیدا ہوا کہ اب تعلیم کس زبان میں دیکھئے انگریزی میں یا سنسکرت اور فارسی میں۔ اور یہ بھی بات پیش نظر رہی کہ سکول کا کام اکثر انگریزی زبان میں ہوتا ہے۔ یہ سوال اعلیٰ درجے کے عالموں اور عقلمندوں سے پوچھا گیا۔ انکی رائے ایک قائم نہ ہوئی لارڈ ڈمبرکے اور راجہ رام موہن رائے نے انگریزی زبان کو ترجیح دیا اسی کو لارڈ ڈبٹنگ نے مان لیا کہ تعلیم انگریزی زبان میں ہو۔ پس انگریزی پڑھانے کے مدرسے جا بجا جاری ہو گئے۔ اس انتظام کا فائدہ آجکل ہلوگ اور ٹھارے میں ۱۸۳۵ء میں لارڈ ڈبٹنگ نے مغربی علم طبابت سکھانے کیلئے کلکتے میں میڈیکل کالج کی بنیاد ڈالی۔ اسی سال سے پھری کی کارروائی انگریزی میں ہونے لگی۔

دو سی ریاستوں کے ساتھ برتاؤ۔ کمپنی کے مالکوں نے لارڈ ڈبٹنگس کے جانے کے بعد جاہا کہ غیر مداحتی۔ قاعدے پر سب ملازمان انگریز عمل کریں۔ ان کا خیال یہ تھا کہ لارڈ ڈبٹنگس یہاں کی بد انتظامیاں سبب بنتا نا بدو کر گئے ہیں لارڈ ڈبٹنگ نے جاہا کہ یہی طریقہ رکھیں اور کسی ریاست کے معاملے میں دخل نہ دیا۔ انکے وقت میں دو ہی جگہیں کمپنی کی قلمرو میں اضافہ ہوئی

ایک کرگ اور دوسرے کچھار (آسام میں) لیکن غیر مدخلتی قاعدے پر چلنے کا انجام یہ ہوا کہ اودھ - جد ر آباد اور راجو تانے کی ہندوستانی ریاستوں میں قباحت برع گئی۔ حد سے زیادہ بے انصافی اور ظلم کی نوبت آگئی۔ مجبور ہو کر کہیں کہیں ہٹنگ کو دخل دینا ہی پڑا چنانچہ ۱۸۳۳ء میں ظلم و بد انتظامی کے سبب ہٹنگ نے یسور وہاں کے راجہ سے لیکر افران انگریزی کے ماتحت پچاس برس کے لئے رکھ دیا۔ پچاس برس کے بعد ۱۸۸۱ء میں وہ راج پھر وہاں کے راجہ کو پھیر دیا گیا۔

اور اور واقعات۔ یہ بیان ہو چکا ہے کہ برہما کی پہلی لٹالی میں دہلیوں کش کام میں آئے۔ لارڈ ہٹنگ نے حکم دیا کہ سب بڑی نیووں میں دھوئیں کش چلیں اس سے تجارت اور آمد و رفت میں بڑی آسانی ہوئی۔ غریب کچھ روپیہ بچائیں اسلئے اوس نے کلکتہ میں پہلے پہل سیونگ بنک قائم کیا۔ جو اب ہر ڈاکخانے کے ساتھ ہے۔ مخمف یہ کہ امن و اماں سے آسودہ فارغ البال دل شاد سلطنت بنانے کی جو جو تدبیریں ہیں لارڈ ہٹنگ نے ہندوستان میں سب کو انجام دیا۔

لارڈ ہٹنگ کے جانے کے بعد ۱۸۳۵ء میں سر چارلس ہٹنگ تھوڑے دنوں کے لئے گورنر جنرل ہوئے انھوں نے اجاروں کو آزادی دی۔ یعنی اجاروں نے اپنی اپنی رائے ظاہر کر سکتے ہیں اس احسان کے شکر یہ میں ایک کتب خانہ بنام "ہٹنگ ہال" قائم ہوا اب اسی عمارت میں ہندوستان کا

سب سے بڑا شہنشاہی کتب خانہ ہے۔

### خلاصہ

|             |                             |
|-------------|-----------------------------|
| ..... ۱۸۲۸ء | لارڈ ہنٹنگ گورنر جنرل ہوئے  |
| ..... ۱۸۲۹ء | ستی کار وراج بند کر دیا گیا |
| ..... ۱۸۳۳ء | پکینی کوئی سند ملی          |

(۱۴۱) لارڈ آکلینڈ اور لارڈ الین برا۱۸۳۶ء سے ۱۸۴۲ء

لارڈ آکلینڈ (۱۸۳۶ء سے ۱۸۴۲ء) ۱۸۳۶ء میں لارڈ آکلینڈ گورنر جنرل بنے۔ دوسرے سال ملکہ معظہ وکٹوریہ تخت نشین ہوئیں لارڈ ہنٹنگ کے ساتھ ہی ساتھ امن کا زمانہ جاتا رہا۔ اب لارڈ آکلینڈ فضول لڑائی میں شریک ہو گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک کی بہت دولت برباد ہوئی اور بہت سے لوگ ناحق مارے گئے۔

افغانستان سے لڑائی۔ انیسویں صدی کے شروع میں بنولین کا ہندوستان پر حملہ کرنے کا ارادہ شکر جیسے انگریز لوگ گھبرائے تھے ویسے ہی اس وقت روس کے حملہ کرنے کا حال شکر سرکار انگریزی بہت گھبرائی یہ بات سچ ہے کہ ان دنوں روس کا زار بڑے جوش کے ساتھ ایشیا میں اپنی ریاست بڑھا رہا تھا اوس کے ایلچی ایران اور افغانستان

تک پہنچے تھے۔ پھر ایران کا شاہ اوس سے مدد لیکر مغربی افغانستان پر حملہ کر نیکی  
کو شمش کر رہا تھا۔ ان سب باتوں کو سنکر سرکار پرطانیہ کو مناسب ہوا کہ  
روس کو آگے بڑھنے سے روکنے کے لئے کچھ کارروائی کرے۔ اس لئے  
افغانستان کے ساتھ ۱۸۳۸ء میں پہلی لڑائی شروع ہوئی۔

افغانستان میں تہلکہ۔ احمد شاہ ابدالی کے مرنے کے بعد اوسکی ریاست  
شکست ہو گئی اُدھر رنجیت سنگھ پنجاب۔ کشمیر۔ پشاور اور دوسرے مقام  
دبایٹھے۔ اُدھر ایران کے شاہ نے اور روس کے زار نے افغانستان کے  
مغربی اور شمالی حصے ضبط کر لئے؛ افغانستان میں ابدالی کی اولاد آپس میں  
لڑنے لگی۔ اسلئے افغانستان میں ان دنوں بہت ہل چل بڑ گئی۔ اسی لڑائی  
میں دوست محمد ایک سردار نے احمد شاہ کے پوتے شاہ شجاع کو نکال دیا  
اور خود افغانستان کا امیر بن بیٹھا۔ شجاع وہاں سے بھاگ کر دھیانے  
میں رہنے لگا اور رنجیت سنگھ اور انگریزوں کی حمایت مانگ کر کابل کی امیری پر  
بحال ہونے کی فکریں کرنے لگے۔

۱۸۳۶ء میں آکلینڈ نے دوست محمد سے اتحاد پیدا کرنے کو اور  
روسی ایلچیوں کی کارروائی فصول کرنے کے لئے اوس کے پاس اپنا ایلچی  
روانہ کیا۔ دوست محمد نے کہا کہ رنجیت سنگھ سے مجھے پشاور واپس دلوانیجئے  
تو آپ کا وفادار دوست بننے کو حاضر ہوں۔ رنجیت سنگھ انگریزوں سے  
موافق بیشک تھے مگر آکلینڈ نے راجہ سے یہ بات نہ کہی دوست محمد

انگریزوں کے دل میں حد پیدا کرنے کو روسی سیفر کی بہت خاطر داری کرنے لگا۔ آکلینڈ نے یہ خبر سُن کر چاہا کہ افغانستان میں روسی زور گھٹائیں اور اپنا زور بڑھائیں یہ دوست محمد کے رہنے تک دشوار تھا اسلئے شاہ شجاع کہ انگریزوں سے موافق تھا امیر بنانے اور دوست محمد کے ہٹانے کا بندوبست ہونے لگا۔ رنجیت سنگھ اس بات میں شریک تھا مگر افغانوں پر حملہ آور انگریزی فوج کو اپنے ملک کے اندر سے راستہ نہ دیا۔ انگریزوں کو دوسرا راستہ اختیار کرنا ہوا اور سندھ کے پاس بولن گھائی میں چھاؤنی بنا کر پڑا۔ مگر سندھ ملک اپنے اختیار میں نہ تھا اس سے اچھا انتظام نہ ہو سکا اور خاص انگریزی شہر کلکتہ بمبئی وغیرہ یہاں سے دور بھی تھے اس سے بھی مشکلیں بڑھ گئیں۔

افغانستان سے لڑائی۔ بیس ہزار فوج نے افغانستان پہنچ کر قندھار فتح کر لیا اور غزنی لینے کو بڑھی مگر افسر فوج نے سنا تھا کہ غزنی لینے میں مشکل نہ پڑے گی اسلئے بڑی بڑی توپیں بیچھے ہی چھوڑ دیں مگر غزنی کے پاس جا کر دیکھا کہ بہت بڑا قلعہ نمودار ہے۔ تردد پیدا ہوا مگر بارود سے قلعہ کا ایک حصہ اڑا دیا اور ۱۸۳۹ء میں غزنی فتح کر لیا۔ یہ خبر سُن کر دوست محمد کابل سے بھاگا اور انگریزی فوج کابل بھی دخل کر لیا اور ۱۸۳۹ء میں شاہ شجاع امیر کی مسند پر رونق افروز ہوا۔ کاروبار حکومت بالکل میکانٹن صاحب کرنے لگا۔ شجاع فقط مسند کو آرائش دینے لگا۔ کچھ دنوں بعد دوست محمد گرفتار ہو کر کلکتہ بھیج دیا گیا۔ شجاع کا بلوچکا دل ہاتھ میں نہ لے سکا جب اونھوں نے دیکھا کہ شجاع نے بالکل ملک

انگریزوں کے اختیار میں کر دیا تو بہت افر و خفت ہوئے۔ ادھر سرکار انگریزی نے لڑائی تمام ہونے پر فوج کا بہت سا حصہ افغانستان سے ہٹا لیا تھا۔ کابل لوگ باغی ہو گئے، اکبر خان نے دوست محمد کے بیٹے کو اپنا سرغنہ بنا لیا۔ میکناٹن صاحب اور بڑے بڑے درجے کے انگریزوں کو مار ڈالا۔ رسد اور لڑائی کے سامان ٹوٹ پھوٹے، بھجور ہو کر انگریزوں نے اس وعدے پر صلح کر لی کہ ہم کابل چھوڑ دیں گے۔ انگریز لوگ تو صلح نامے کے مطابق اسباب سفر کے افغانستان سے ہندوستان کی طرف چلے اور ان عہد شکنوں نے انکو ستانا شروع کیا۔ جسکو پایا اوس کو مار ڈالا۔ اسباب ٹوٹ لیا۔

جب انگریز کابل کے درہ خور دیس داخل ہوئے تو دلہنے بائیس دونوں طرف سے پہاڑ کے اوپر سے بڑے بڑے پتھر کے ڈھونگے ڈھلکانے لگے بندوقیس مارنے لگے۔ راستہ تنگ تھا دو طرف کے چلے تیسری طرف انگریزوں کے پیچھے سے افغانی فوج نے اوپر وار کرنے شروع کئے۔

انگریزوں نے دیکھا کہ جانبی کی کوئی شکل نہیں عقلمندوں کو جو ایسے وقت میں کرنا چاہئے وہی کیا اپنی جگہ پر ٹھہر کر رہ گئے یہاں تک کہ دشمن نے جان لے لی۔ چار ہزار جنگی آدمی اور بارہ ہزار خادمان فوج سب کے سب مر گئے۔

فقط ایک ڈاکٹر برائٹن زندہ لوٹے۔ یہ قیامت خیز خبر سنکر لارڈ آکلینڈ استعفا دیکر وطن کو روانہ ہو گئے۔

لارڈ اولین برائٹن ۱۸۴۲ء سے ۱۸۴۴ء - لارڈ اولین براگورنر جنرل ہو کر

کلکتہ میں آئے۔ افغانوں نے فوجی افسر سل کو جلال آباد اور جنرل ناط کو قندھا  
 میں گھیر لیا اور غزنی پر بھی قبضہ کر لیا۔ ابن لارڈ صاحب کی رائے یہی تھی کہ جو کچھ ہو  
 لڑائی کو ختم کرنا چاہئے۔ مگر سیل اور ناط کو گھیرے سے نکالنا ضرور تھا۔ اس لئے  
 جنرل پولک کو بھیجا انھوں نے کابل اور جلال آباد فتح کر لیا۔ ناط بھی دشمنوں کو  
 زیر کر کے کابل میں آگئے۔ دونوں نے ملکر انگریز قیدیوں کو چھڑا یا اور کابل کا  
 بازار اڑ دیا اور ہندوستان چلے آئے۔ افغانوں نے شاہ شجاع کو مار ڈالا۔  
 فوج کے پھر آتے ہی لارڈ صاحب نے دوست محمد کو آزاد کر دیا وہ جا کر امیر کابل  
 بن گئے (۱۸۴۲ء)

فتح سندھ ۱۸۴۳ء۔ افغانستان کی لڑائی کے بکھیڑوں میں انگریزوں کو  
 سندھ میں جھاؤنی بنانا پڑا تھا اس لئے آکلینڈ نے سندھ کو کمپنی کی ریاست میں  
 ایک طور سے لے ہی لیا تھا اب یہ خیال ہوا کہ دربارے سندھ بھی انگریزوں  
 ریاست میں شامل ہو جائے تو تجارت کے فائدے بہت نکلیں گے اور  
 اور سرحد مغربی مضبوط رکھنے کو بھی سندھ کا ہاتھ میں آنا مناسب سمجھا گیا۔ اس وقت  
 سندھ کئی ریاستوں میں تقسیم تھا اور بیرونی امیر حکومت کرتے تھے۔ پس سرچارلس  
 نیپئر سندھ فتح کرنے کے لئے مقرر ہو کر بیچھے گئے۔ نیپئر نے امیروں کو لڑائی پر  
 مجبور کر دیا وہ امیر مغلوب ہو گئے اور سندھ کمپنی کی عملداری میں شامل ہو گیا جب  
 سندھ تسخیر ہو گیا تو برہمانے تھامس سے سندھ تک ساحل بحری کے مالک انگریز ہو گئے  
 اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ ہندوستانی ریاستوں میں اور بیرونی حکومتوں میں آمد و رفت

رہنے نہ پائی اور بیرونی خطروں سے ساحل بحری کی حفاظت انگریزی جنگی جہازوں کا کام ہو گیا۔

گوئیاری کی استری۔ دولت راؤ سندھیا کی اولاد نہ تھی اس لئے انہوں نے جنک جی کو بنی کیا جنک جی کے انتقال کے بعد (۱۸۳۳ء) گوئیاری ارج میں خرابی پڑ گئی اور رنجیت سنگھ کے مرنے کے بعد پنجاب میں بے ترتیبی ہوئی گئی وہاں کے فوج کی بھی یہی حالت ہوئی۔ لارڈ صاحب نے سوچا کہ پہلے گوئیاری کی فوج کو زیر کرنا لازم ہے۔ ایسا نہو کہ سکھوں سے ملکر کپتانی کی ریاست کو فرسید ہے اس لئے دو انگریزی پلٹوں نے گوئیاری پر حملہ کیا اور ۱۸۳۳ء میں دو لڑائیوں میں شکست دیا (مہاراجپور اور پنیار) گوئیاری کی فوج کم کر دی گئی اور اس ریاست میں ایک انگریزی ریڈنٹ ٹنٹا بالیخ سندھیا کا دلی بنا۔ اس لڑائی کا فائدہ ایک یہ نکلا کہ سکھوں کی لڑائی میں فوج گوئیاری کی نگرانی نہ کرنی ہوئی۔ ۱۸۳۲ء میں لارڈ الین ہراہاں سے رخصت ہوئے اور لارڈ ہارڈنج کو رنر جنرل کے عہد پر مامور ہوئے۔

### خلاصہ

|  |       |
|--|-------|
| لارڈ اکلینڈ کو رنر جنرل ہوئے                   | ۱۸۳۶ء |
| ملکہ معظمہ و کٹوریہ تخت نشین ہوئیں             | ۱۸۳۷ء |
| رنجیت سنگھ فوت ہوئے۔ اور کابل وغیرہ مفتوح ہوئے | ۱۸۳۹ء |
| افغانستان میں بلوہ                             | ۱۸۴۰ء |

۱۸۲۲ء..... انگریزوں کی ہار لارڈ مارن براگورنجرل ہے۔ کابل و جلال آباد کے لئے لڑنے  
 ۱۸۲۳ء..... سندھ فتح ہوا۔ اور گوالیار سے جنگ ہوئی۔

(۱۵) لارڈ ہارڈنج اول ۱۸۲۷ء سے ۱۸۲۸ء

تھوڑا عرصہ ہوا کہ ہمارے دائرے لارڈ ہارڈنج یہاں رہ گئے ہیں لارڈ  
 ہارڈنج اول نئے دادا تھے۔

اصلاً تھیں۔ یہ گورنر جنرل صاحب آتے ہی سکھوں کے بکھیڑے میں  
 پڑ گئے۔ اسی میں انکو ہمیشہ مصروف رہنا پڑا۔ تاہم جتنی فرصت ملتی تھی اسی میں  
 انہوں نے کئی باتوں کی درستگی کی۔ انکے سبب اسے بنگال میں تخمیناً تین سو اسکول  
 قائم ہوئے۔ مغربی و شمالی اضلاع میں روڈ کی انجینئرنگ کالج کی بنیاد پڑی  
 دریا کے گنگ کی نہر بننے لگی اور زمین کے کام میں بھی انہوں نے ترقی  
 پیدا کی۔

۱۸۳۹ء میں رنجیت سنگھ مرگے انکی فوج تعداد میں بہت زیادہ  
 اور قوت میں بڑے درجے پر تھی۔ رنجیت سنگھ اپنی فوج میں سکون  
 رکھنے کے لئے اسے حربہ و جدال کے شغل میں مصروف رکھتا تھا لیکن  
 اس کی رحلت کے بعد فوج خود رائے ہو گئی۔ کوئی اس کا مزاحم کار بھی  
 نہ تھا۔ دربار مجبور ہو گیا تھا کہ ادن کی مرضی کے مطابق سب بات کرے۔ دربار  
 کی حالت بھی خراب ہو رہی تھی۔ رنجیت سنگھ کے مرنے کے بعد چھ سال کی

ملت میں کم سے کم تین ہراجہ مند پر بیٹھے اور مار ڈالے گئے۔ آخر فوجی لوگوں نے رنجیت سنگھ کے ایک نابالغ لڑکے دلیپ سنگھ کو راجہ بنایا۔ اوس کی ماں اوسکی طرف سے انتظام ریاست کرتی تھی۔ رنجیت سنگھ کی زندگی تک سکھوں اور انگریزوں میں اتفاق تھا۔ ۱۸۰۹ء کے صلحنامے کے مطابق دریائے ستلج سکھوں کی مشرقی سرحد تھی اور اوسے دریائے بایس کنارے سے کپنی کی سرحد شروع ہوتی تھی۔ رنجیت سنگھ نے نہایت امانت و دیانت کے ساتھ عمر بھر اس صلحنامے کو ملحوظ رکھا اس نامور راجہ کے بعد اس عہد پر کسی کو لحاظ نہ رہا۔ سکھوں کے ساتھ جنگ اول ۱۸۴۵ء سے ۱۸۴۶ء تک۔ لاہور دربار نے جب دیکھا کہ فوج کا اقتدار حد سے زیادہ ہو گیا ہے تو انھوں نے چاہا کہ اوس کا مقابلہ انگریزوں سے ہو جائے۔ اوس سے کہا گیا کہ دلی کو خوب تاخت تاراج کرو۔ لالچ میں پڑ کر سکھ امیر مستعد ہو گئے۔ دسمبر ۱۸۴۵ء میں تقریباً پچاس لاکھ ہزار سکھ سپاہی ستلج اتر کر انگریزی ریاست میں حملہ آور ہوئے۔ مجبور ہو کر لارڈ ہارڈنج کو اون سے لڑنا پڑا۔

واقعات۔ فیروز شاہ ایک مقام ہے وہاں انگریزوں کی ایک چھاؤنی تھی۔ سالار فوج نے یہاں فوج کا بڑا حصہ چھوڑا۔ اور دکن کو روانہ ہوا۔ انگریزوں کے کمانڈر سر ہوگت اوسی راستے سے آٹکلے۔ ۱۸۴۵ء میں پہلی لڑائی مدکی میں ہوئی۔ سکھوں نے شکست کھائی۔ لیکن انگریزوں کا نقصان بھی بہت ہوا۔ پھر خود لارڈ ہارڈنج کمانڈر بن کر جنگ میں شریک ہوئے۔

تین دن بعد انگریزوں نے فیروز شاہ میں سکھوں کا مقابلہ دو باوکیا تمام دن انگریزوں نے مگر سکھوں کو جگہ سے ہٹانے کے بہانے کے ساتھ انہیں کہ رات ہوگئی تب لڑائی بند ہوئی۔ پھر بھی سکھ پس پانہ ہوئے۔ رات کو باغی بن گئے اور اپنے سپہ سالار کاخیمہ ٹوٹ کر سٹیج کے اوس پار چلے گئے۔ جب صبح ہوئی تو جو سکھ اس پار باقی تھے انھیں پر انگریز فوجیاب ہوئے۔ جنوری ۱۸۴۷ء میں سکھوں نے سٹیج پار آکر پھر حملہ کیا لیکن انگریزوں نے ایوال کی لڑائی میں انکو ہرا دیا۔ کچھ دنوں بعد سو براؤں کی لڑائی میں پھر سکھوں کو شکست ہوئی۔ بعد اس کے انگریزوں کی فوج نے سٹیج کے پار جا کر میانپور میں لشکر کا پڑاؤ ڈال دیا۔ اس حالت میں لاہور کے دربار نے صلح کر لی۔

صلح۔ اس صلح کے رُو سے سٹیج اور پیاس کے درمیان کا دو آب کمپنی کی عملداری میں شامل ہو گیا۔ لاہور دربار کی فوج میں کمی کر دی گئی۔ ڈیڑھ کروڑ لڑائی کا خرچ دینا پڑا۔ خزانے میں اتنا روپیہ نہ تھا اسلئے کشمیر کلاب سنگھ وزیر ریاست کے ہاتھ فروخت کیا گیا۔ یہ کشمیر کے راجہ ہوئے انکے ساتھ جدا ایک صلح نامہ لکھا گیا۔ مہاراجہ کشمیر انھیں کی اولاد میں ہیں۔ سرہنری لارنس ریڈنٹ مقرر ہوئے۔ یہ بھی طے ہو گیا کہ جب تک راجہ دلپ سنگھ نابالغ نہیں تب تک لاہور دربار کو ریڈنٹ کے مطابق کام کرنا ہوگا۔ دربار کی مدد کے لئے ایک انگریزی امدادی فوج لاہور میں رکھ دی گئی۔ پس پنجاب کی سکھ ریاست کی طاقت گھٹا کر ۱۸۴۸ء میں لارڈ دارڈونج

گھر سدھارے۔ چلتے وقت لارڈ ڈوہوسی سے کہہ گئے کہ جہانتک میرا خیال ہے اب سات برس تک کسی سے لڑائی نہ چھڑے گی۔ مگر یہ خیال غلط نکلا۔

### خلاصہ

|       |       |                             |
|-------|-------|-----------------------------|
| ..... | ۱۸۴۴ء | لارڈ ہارڈیج گورنر جنرل ہوئے |
| ..... | ۱۸۴۵ء | سکھوں سے پہلی لڑائی         |
| ..... | ۱۸۴۶ء | لاہور کی صلح                |

### (۱۶) لارڈ ڈوہوسی ۱۸۴۸ء سے ۱۸۵۶ء

لارڈ ڈوہوسی اسکٹ لینڈ کے ایک شریف خاندان سے تھے تیس برس کی عمر میں یہاں کے گورنر جنرل ہوئے۔ لارڈ ڈوہوسی کی طرح اصلاح کی طرف خیال بھی تھا اور ہر محکمہ پر نگاہ توجہ تھی۔ جنگ پسند طبیعت نہ تھی لیکن لڑائیوں سے انکو بھی سابقہ پڑ گیا۔

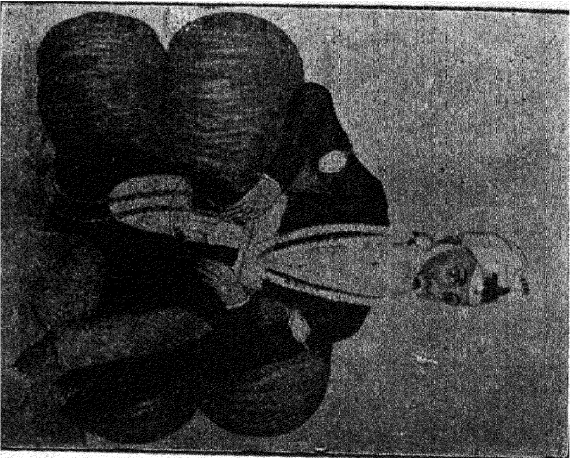
سکھوں کی دوسری لڑائی ۱۸۴۸ء سے ۱۸۴۹ء۔ لارڈ صاحب کو آئے پورے چھ مہینے بھی نہ ہونے پائے تھے کہ دوسری جنگ پنجاب کا آغاز ہو گیا۔ حقیقت امر یہ ہے کہ پہلی لڑائی کے بعد کل پنجاب انگریزوں کے ماتحت آ گیا تھا۔ سکھوں کو آزادی جانے کا بڑا مال تھا۔ سب کے سب کمر بستہ ہو گئے کہ اپنی آزادی پھر حاصل کریں۔ ایسے وقت میں سخت جنگ کا

سامنا ہونا کیا بعید ہے۔ مول راج ملتان کا ضلع دار تھا۔ اسے لاہور دربار سے کوئی زبردستی کا تعلق نہ تھا۔ لیکن اب رزیدنٹ کے انتظام میں کوئی بے تعلق اور خود رائے کیونکر رہ سکتا ابھی تک وہ اپنے کو خود مختار حاکم سمجھتا تھا سب ماتحتوں سے حساب طلب ہوا۔ اس طرح اس سے بھی کہا گیا کہ اپنا بھی کھانا لیکر آؤ اور اپنا حساب صاف کرو۔ اس نے انکار کیا بلکہ ملازمت سے استعفا دیدیا۔ رزیدنٹ نے دوسرے شخص کو اسکی جگہ مامور کیا اور اس شخص کی حفاظت کے لئے اور شہر پر اختیار جانے کے لئے دو انگریزی افسر مع ایک چھوٹی سی فوج کے رکھدیا۔ اصل بات یہ تھی کہ مول راج شہر چھوڑنا نہ چاہتا تھا۔ اسلئے اس نے سازش کر کے دونوں انگریزوں کو مار ڈالا اور ستمبر ۱۸۵۷ء میں تمام لوگوں کو انگریزوں سے انحراف کرنے کی تحریک کرنے لگا۔ لاہور دربار میں کچھ دن پہلے ہی سے انگریزوں کے برخلاف سرگوشیاں ہو رہی تھیں رزیدنٹ نے اکثر نافرمان برادریوں کو اور سپاہیوں کو ملک سے نکال دیا تھا۔

واقعات۔ ملتان میں فساد ہوتے ہی تمام پنجاب میں غیر امنی پھیل گئی چاروں طرف کے بڑے بڑے سکھ سردار برطرف کر دیئے گئے یہ سردار اپنی فوج میں لوگوں کو بھرتی کرنے لگے اور لاہور دربار نے بھی انکی مدد ہر طرح کی۔ سب کو حل سے لگی ہوئی تھی کہ انگریزوں کو یہاں سے باہر کر دیں سکابل والوں کو یہ امید ہوئی کہ انگریزوں کے مقابلے میں ہم سکھوں کی مدد کریں گے تو

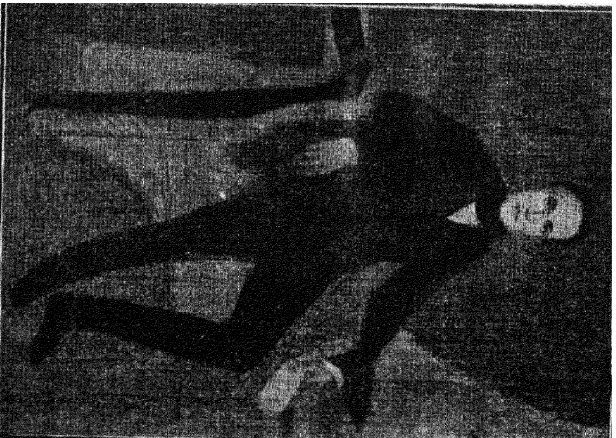
پیشاور ہم کو پھر مل جائے گا اس لئے وہ بھی اس لڑائی میں پنجاب والوں کے شریک ہو گئے۔ ادھر لارڈ صاحب نے بھی مقابلے کا ساز و سامان مہیا کر لیا۔ لارڈ گلف پھر کمانڈر کے اعلیٰ عہدے پر رونق افروز ہوئے۔ بیس ہزار سپاہی تو تو ہیں لیکر آمادہ کار زار ہوئے۔ بمبئی سے ایک بڑی زبردست فوج اوس کے علاوہ روانہ ہوئی۔ لارڈ صاحب انتظام جنگ کے لئے خود مغربی سرحد پر آئے۔

ابتداء میں موراج نے بہت تہلکہ ڈال دیا مگر آخر میں بالکل مضحمل ہو کر اور شکست کھا کر ملتان کے قلعے میں گوشہ گیر ہوا (۱۸۴۷ء) وہ دس مہینے تک قلعے میں بڑی انتظام کے ساتھ کامل حفاظت میں بیٹھا رہا۔ کوئی صورت غنیم کو قلعہ لینے کی بنیاد پر ہی لیکن آخر کار ۱۸۴۸ء قلعہ انگریزوں کے ہاتھ میں آدیا۔ ڈھوسہ صاحب نے اسے پنجاب سے نکال دیا۔ گف نے سکھوں کو کئی چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں ہرا کر ۱۸۴۹ء میں جلیا نوالہ کے مقام پر سکھوں کی بڑی بھاری فوج کا مقابلہ کیا۔ سکھ لوگ بڑی سرگرمی سے جان دینے پر آمادہ ہو رہے تھے اپنی آزادی قائم رکھنا اور اپنے قوم کی آبرو بچانا انکو منظور تھا۔ میدان جنگ میں موقع کی جگہ پر ان کا لشکر پہلے روز بڑے زور شور سے لڑا۔ انگریزوں کی کئی توپیں چھین لیں اور بہت زیادہ انگریزی سپاہی مارے گئے۔ رات ہوئی تو لڑائی موقوف ہوئی صبح کو سکھ اپنی جگہ چھوڑ کر پورب کی طرف چلے گئے۔ لیکن اسکے ساتھ یہ صورت



( Chap. 14. )

**Ranjit Singh.**



( Chap. 16. )

**Lord Dalhousie.**



پیش آئی کہ ملتان انگریزوں نے فتح کر لیا اور دربار کی بالکل فوج آ کر گت کیساتھ مل گئی۔

میں نے بھر کے بعد گجرات کی روالہ میں گتے قدم جایا۔ برابر نو گھنٹے تک لڑنے کے بعد سکھ فوج ہار کر بھاگنے لگی۔ انگریزوں نے پلشیا در تک تعاقب کیا کتنوں کو مار ڈالا۔ سکھوں کا سامان جنگ انگریزوں نے بالکل چھین لیا اور سکھوں کی طاقت بالکل جاتی رہی اور ہمت پست ہو گئی۔

پہنچے۔ اب تمام ملک پنجاب میں ملا لیا گیا۔ اور مہاراجہ دلپ سنگھ کی پنشن ہو گئی انگریزوں نے صوبہ جدید کا انتظام بہت شدید اور عقل و دانش کے ساتھ کیا۔ ایک بورڈ کے ماتحت یہ صوبہ کیا گیا۔ بورڈ ڈگریز جنرل کی صلاح لیکر ہر امر انجام دیتا تھا۔ بیرون حملوں سے حفاظت کے لئے مغربی سرحد پر کئی قلعے بنائے گئے اور فوج کی جھاوٹی بھی وہاں قائم کر دی خوشخبری کے بجائے کے لئے لوگوں سے ہر بے لے لے گئے۔ کل قطعہ زمین میں کئی ضلع بنائے گئے سڑکیں نہیں۔ گاؤں میں تعلیمی مکتب کھولے گئے۔ کسانوں کے ساتھ نیابند و بست کیا گیا بہادر جانناز سیکھ یعنی کی فوج میں بھرتی ہونے لگے۔ پنجاب کا نند و بست ڈھوسے سے بہت نچتہ اور بہت معقول کیا۔

برہما کی دوسری روالہ ۱۸۵۲ء پہلی روالہ کے بعد انگریز سو دارگ برہما میں اپنا کاروبار جاری رکھنے لگے۔ راجہ نے انہیں میگنا ہوں کو ستانا شروع کر دیا۔ ان کا مال لوٹ لیا جاتا تھا اور وہ قید کئے جاتے تھے۔ بہت زہر ہو کر

انہوں نے لارڈ صاحب سے اپنی مصیبت عرض کی۔ انہوں نے ایک سفیر راہ کے پاس بھیجا کہ اس حرکت سے باز آئے اور اس نے ایلچی کی تذلیل کی پس دوسری جنگ برہما سہ ۱۸۵۲ء میں چھڑ گئی۔

انگریزوں نے جنگی جہازوں کے زور سے رنگون پر قبضہ کر لیا پھر لیمن اور پروم بھی لے لیا۔ آخر ڈاہوسی صاحب نے بیگم کمپنی کی ریاست میں شامل کر لیا۔ اس لڑائی کا فائدہ یہ نکلا کہ جاٹکاؤں سے سنگا پور تک بحری ساحل انگریزوں کے دخل میں آ گیا۔ راہ کی عملداری کے قریب قریب انگریزی ریاستیں قائم ہو گئیں اس بات کا بالکل خطرہ نہ رہا کہ کسی بیرونی ریاست سے راہ کچھ سازشیں پیدا کر سکے گا۔

سند ۱۸۵۳ء - ۶ - آخری سند ایسٹ انڈیا کمپنی کو ۱۸۵۳ء میں ملی۔

اسکے مضمون کے مطابق بنگال کے لئے لفٹنٹ گورنر مقرر ہوئے اب تک انکا کام گورنر جنرل کو انجام دینا پڑتا تھا۔ بہہ بات بھی طے ہو گئی کہ جلیل عہدوں کے لئے انگریزوں کو بھول سر دوس کا امتحان پاس کرنا ہوگا۔ ابھی تک ڈائرکٹر لوگ اپنے رشتہ داروں کو اچھی اچھی نوکریاں دیکر یہاں بھیجتے تھے۔ یہ بھی قرار پایا کہ پارلیمنٹ جب چاہے ایسٹ انڈیا کمپنی کو شکست کر دے۔

ہندوستانی ریاستوں کیساتھ ڈاہوسی کا سلوک۔ دہلی کی طرح ڈاہوسی بھی یقین کا مل تھا کہ ہندوستانی ریاستوں کی بہ نسبت انگریزی عملداری میں رعایا کو زیادہ امن و آسائش ہے۔ کیونکہ انتظام انگریزی میں استھلال ہے۔ گذشتہ

حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بانی ریاست کیسا ہی ہوشیار اور پیرامفر ہوتا تھا لیکن زیادہ تر اوسکی اولاد ناقابل نکلنی تھی۔ شیرشاہ اور اوسکے نسل کے لوگ۔ شوہاجی اور اوس کے بیٹے شمشہوجی اسکی مثالیں ہیں۔ اس حالت میں کوئی قابل اوسنات قابل کو ہٹا کر اپنا عہد قائم کر لیتا تھا۔ اور یہ جب اپنی زندگی تک کاروبار عقل و شعور کے ساتھ کر چکنا تھا۔ تو پھر کسی ناقابل کا ظہور ہوتا تھا۔ اسکی تبدیلی پھر کوئی لایق و فایق شخص کرتا تھا۔ یہ سلسلہ برابر جاری رہتا تھا اور اس سے خرابیاں پیدا ہوا کرتی تھیں۔

لیکن جب سے انگریز یہاں ریاستوں کے مختار مانے گئے یہ بات موقوف ہوگئی۔ کوئی قابل ناقابل کو ہٹا کر خود راجہ نہیں بن سکتا۔ جب دوستانہ مددگاری کے سبب راجاؤں کو جنگ و جدال سے فراغت حاصل ہوگئی۔ تب وہ رعیت پر اور زیادہ ظلم و ستم کرنے لگے اور اون کا بیٹا یا بیٹی بھی انھیں کی پیروی کرنے لگا اس صورت میں انگریزی انتظام پر الزام آیا کہ رعایا کی حالت سے بے توجہی کر کے راجاؤں کے حق پر زیادہ خیال ہے۔ یہ دیکھ کر لارڈ ڈلہوسی نے ایک نیا قاعدہ ایجاد کیا۔

اوسکے رُو سے جب کوئی راجہ مرجاتا تھا تو اوسکی ریاست کلینی کی طرف سے ضبط ہو جاتی تھی۔ تاکہ رعیت ظلم سے محفوظ رہے اور ضرورت تھا کہ بے اولاد راجہ کو کسی نابالغ کے متنبی بنانے کی اجازت نہ ملے۔ ڈلہوسی نے قاعدے کے عمل درآمد سے تارا کے راجہ کاراج جو شوہاجی کی اولاد میں تھا اوس کے

مرنے کے بعد ضبط کر لیا ۱۸۴۸ء۔ سبھل پور اور جھانسی کی بھی یہی کیفیت ہوئی  
 ۱۸۵۳ء میں ناپگور کے بھولنے کے بعد مر گئے تو اون کی رانی کو متنبی بنانے کی  
 مخالفت ہوئی اور وہ راج بھی کمپنی کی ریاست میں ملا لیا گیا۔ اس راج کے  
 مجاے سے بمبئی اور کلکتہ کے درمیان آمد و رفت میں کوئی مشکل نہ رہی اسی قاعدے  
 کے اثر سے نواب کرناٹک اور پیشوا جو بٹھور میں رہتے تھے جب مر گئے تو  
 اون دونوں میں کسی کی پیشین دوسرے پر نہ نکلی۔ نظام حیدر آباد پر سرکار انگریزی  
 کا قرض بڑھ گیا اسلئے نظام نے انگریزوں کو برابر اور کئی مقام دیدے۔ برابر  
 ملنے سے انگریزوں کو روٹی ہاتھ آئی۔

ریاست کمپنی میں اودھ کا مشمول ۱۸۵۶ء اودھ میں بہت دنوں  
 سے بد انتظامی تھی۔ انگریزی رزیڈنٹ دربار اودھ میں موجود تھا۔ لیکن تب بھی  
 انتظام درست نہ تھا۔ لارڈ صاحب نے والے ملک کو بہت فہمیں کی مگر  
 بے سود ہوئی۔ آخر ریاست اودھ ۱۸۵۶ء میں کمپنی کی قلمرو میں شامل کر لی گئی  
 وہاں کے اس وقت واجد علی شاہ نواب تھے۔ انکی پیشین کردہ گئی۔

ضبطی قاعدے کی بُرائیاں۔ ضبطی قاعدے کا نتیجہ آخر میں کمپنی کے  
 لئے اچھا نہ نکلا جس راجہ کے مرنے کے بعد اوس کا راج ضبط ہو گیا اوس کے  
 قبائل اور لواحق کی وقعت اور عظمت میں فرق آ گیا۔ قرابت مندوں کی کوئی  
 خاص شان و شوکت نہ رہی ۱۸۵۶ء کے غدر میں انھوں نے انگریزوں کیساتھ  
 نہایت بے رحمی دکھائی۔ آخر کار غدر کے بعد سرکار برطانیہ نے ضبطی قاعدے کو

فسوخ کر دیا۔

ملک کی بہتری۔ لارڈ ڈلہوسی نے فقط لڑائیاں لڑنے اور کپنی کی ریاست بڑھانے میں اوقات صرف نہیں کی بلکہ سبڈگان خدا کی بہتری اور آسائش کے لئے بہت محنت اور کوشش کی سرکاری کاروبار درستی سے کیا جائے اسلئے دفتر میں بہت سی تبدیلیاں کر دیں۔ سڑک کی درستی سرکاری مکانات کی تعمیر اور حفاظت ایسے ایسے کاموں کے لئے پبلک ورکس اور بالجنٹ قائم کیا۔ یہ محکمہ سب سے جدا اور مخصوص ہو گیا۔ کلکتے سے پیشاور تک ایک نئی سڑک بنوائی اور بہت سی ندیوں پر پل تیار کئے گئے اور ایک سڑک مشرقی بنگال سے گذرتی ہوئی برہمان تک بنوائی تیار برقی لگائی کہ ہر طرف کی خبریں بہت ہی جلد پہنچ جائیں۔ ۱۸۵۳ء میں بمبئی سے تھانہ تک ریل کی سڑک قائم کی اور دوسرے سال کلکتے سے رانی گنج کے کولے کی کھان تک ریلوے لائن بنا دی گئی۔ ہزاروں میل زمین کی پیمائش ہوئی نئی نئی زمینیں پیاسی زمین کو سیراب کرنے لگیں۔ گوداوری اور باری دو آب کی نہریں مشہور اتفاق ہو رہی ہیں۔ پہلے محتاج لوگوں کو خطہ پیمیا کیا تھا کہ ایک دو بال جان تھا۔ جتنی ڈور تک جائیگا اتنا ہی زیادہ محصول ہوگا۔ لارڈ صاحب نے ڈاک کا محکمہ قائم کیا کتنی ہی ڈوہو یا نزدیک ہر ایک خط آدھ آنے کے محکمہ میں پہنچ سکتا ہے۔ ڈلہوسی نے تعلیم کی اشاعت میں بھی کم سعی نہیں کی۔ سر چارلس اوڈن نے ۱۸۵۲ء میں ہندوستانوں کی تعلیم کے لئے ایک سرکاری تحریر بھیجی۔ ڈلہوسی صاحب نے

اسکو تسلیم کیا اور اوسی کی ہدایت کے موافق تعلیم کی ترویج میں کوششیں کرنے لگے۔ اس تحریر کے مطابق ہندوستانی زبانوں میں تعلیم خاص و عام کے لئے ہونی چاہئے تھی اس سرفتے کا دوسرا زمینہ یہ تھا کہ انگریزی زبان سے رعیت ناواقف نہ رہے۔ اسکول۔ کالج۔ یونیورسٹیاں سب کے جاری کرنے کے لئے عمدہ عمدہ تدبیریں کی گئیں اور بہت سے کام اودن کے متعلق چل نکلے سرکار سے ہر مدرسے کو اوسکی حیثیت کے موافق زر امدادی ملنے لگا۔ اور انتظام تعلیم کی جانچ کے لئے انسپکٹر۔ ڈائریکٹر۔ اور اس قسم کے اہلکار مقرر کئے گئے۔ پٹنات ایچور چندر ویدیا ساگر کی تحریک سے یواؤں کی شادی کرنے کا قانون جاری کیا گیا۔ ڈلہوسی صاحب کا نام اسی صفت سے بہت مشہور ہوا کہ ہندوستانیوں کی بہتری کے لئے اودہنوں نے بہت باتیں نکالیں۔

ڈلہوسی کے کام۔ بیشک موجودہ ہندوستان کے بنائے والوں میں سے ایک ڈلہوسی بھی تھا۔ ڈلہوسی نے اپنے حسن انتظام سے چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو ضبط کر کے وہاں کے باشندوں کو ایک جلیل القدر سرکار کے تابع کر دیا۔ انہیں تعلیم دینے کے مناسب وسیلے مہیا کر دیئے۔ ریل۔ تار۔ ڈاک۔ یہ ذریعے نکال دیئے کہ انکی مدد سے لوگ آمدورفت بڑھانے کے یا خط کتابت کو زیادہ کر کے ایک دوسرے سے واقف ہو جائیں۔ ڈلہوسی صاحب نے ہندوستان کو بشمار قوموں کو ملا کر ایک عظیم الشان قوم بنا دیے کی بنیاد ڈالی بلکہ بنا بھی دیا۔ انکے قاعدوں اور انتظاموں کا یہ گراہنا نتیجہ نکلا ہے کہ جس سے اس وقت کے لوگ بہت

فائدے ادا ٹھہر رہے ہیں۔ انڈیوں انگریزی زبان کے وسیلے سے ہندوستان کے  
دور دور کے بھائیوں میں شناسائی پیدا ہو گئی ہے۔ ۱۸۵۶ء میں لارڈ صاحب  
اپنے گھر سدھارے اور وہاں چار برس کے بعد انتقال کیا۔

### خلاصہ

|                             |       |
|-----------------------------|-------|
| ..... لارڈ ڈیوٹی گورنر جنرل | ۱۸۴۸ء |
| ..... سکھوں سے دوسری لڑائی  | ۱۸۴۸ء |
| ..... پنجاب پر دخل          | ۱۸۴۹ء |
| ..... برہما کی دوسری لڑائی  | ۱۸۵۲ء |
| ..... اصلاحیں اور انتظامات  | ۱۸۵۶ء |
| ..... اودھ پر دخل           | ۱۸۵۶ء |

### ایسٹ انڈیا کمپنی کا خامتہ

(۱۶) ارل کیننگ ۱۸۵۶ء سے ۱۸۵۸ء

کیننگ کے والد انگلستان کے وزیر رہ چکے تھے اور یہ بھی ایک وقت میں  
پارلیمنٹ کے ممبر تھے۔ یہ بہت عالی دماغ شخص تھے۔ ان کے وقت میں یہاں جو انگریز تھے  
ان پر ایک ایسی آفت ناکہالی آپڑی کہ جسکی برداشت کرنے کو بڑے سنجیدہ اور  
ضابطہ مزاج کی ضرورت تھی۔ کیننگ بیشک بارگراں ادا ٹھہانے کی لیاقت رکھتا تھا۔

ملک کی حالت۔ انکے آنے کے ایک ہی سال بعد ملک میں سپاہ کا عذر  
 ہوا جیسے ایک خوفناک طوفان آنے کے پہلے چاروں طرف سناٹا اٹھاتا ہے  
 اسی طرح جب لارڈ کیننگ ہندوستان میں آئے تو ظاہر ہے فساد ہی اور سکوت  
 تھا۔ لارڈ ڈیہو سی رعایا کو آرام پہنچانے کے لئے بہت سامان کر گئے تھے۔ تعلیم  
 کے لئے مدرسے۔ آبپاشی اور اکثر کاموں کے لئے نہریں۔ اسباب کو باج بچھینے اور  
 سفر کرنے کے لئے ریل۔ خبریں ایک آن میں پہنچانے کے لئے تار برقی۔ پوہ  
 عورتوں کو زندگی کی مصیبتوں سے بچانے کے لئے بیوؤں کی شادی کرنے کا قانون  
 سب تسلی و تسکین کے سامان مہیا کر گئے تھے۔ ریاستوں کو ضبط کر کے رعیت کی  
 تکلیف بھی دُور کر دی تھی۔ اس وقت عوام ریل۔ تار مدرسے بیواؤں کی شادی  
 اسکے فائدے نہیں سمجھتے تھے۔ انکے خیال باطن اسی پر جم گئے۔ کہ یہ سرکار انگریزی  
 باتیں جاری کر کے ہلکو عیسائی بنایا چاہتی ہے۔ ناخواندہ لوگوں میں سے ایسے ایسے  
 شہوں کی سرگوشیاں ہونے لگیں۔ تھوڑے ہی دنوں میں کمپنی کی رعیت بے صبر  
 ہو گئی۔ ایک بات اور تھی کہ عیسائی مذہب کے پادری اور رواج دینے والے  
 بہت زور شور میں اپنے کام کو کر رہے تھے بُت پرستی کے خلاف ان عیسائی  
 متادوں کی زبان سے بہت سخت و سست باتیں عوام الناس کے ہجوم  
 میں نکل آتی ہیں۔ سرکار انگریزی انکو منع نہ کرتی تھی۔ اس سے تاہم لوگ سمجھے  
 کہ پادری خاص سرکار کے بھیجے ہوئے آئے ہیں اور اسکی فکر ہو رہی ہے کہ  
 ہم لوگ اپنے باپ داداؤں کا دین چھوڑ کر عیسائی ہو جائیں۔ یہ غلط خیال ایسے

دلنشین ہو گئے کہ جاہل بہت ہی گہرائے۔

پہلے ذکر ہوا ہے کہ ڈھوسی کے ضلعی قاعدے نے اچھا اثر پیدا نہ کیا۔ جھانسی کی رانی لچھی بانی کو لارڈ صاحب موصوف نے مبنی کرنے کی اجازت نہ دی۔ رانی کے دل میں عداوت پڑی ہوئی تھی آخری پیشوا کے مبنی نانا صاحب کو مجازی باپ کی پنشن نہ ملی۔ نانا بھی بدل لینے کا موقع ڈھونڈنے لگا۔ بہادر شاہ دوم دلی میں برائے نام بادشاہ تھا۔ انھوں نے دیکھا کہ میرے اختیارات رفتہ رفتہ گھٹتے ہی جاتے ہیں اور میری شان و شوکت کم ہوتی جاتی ہے انھوں نے بھی سرکار سے انحراف کا ارادہ کیا۔

اودھ کی ریاست چھین گئی اس سے وہاں کے تعلقہ داروں اور امیر مسلمانوں کا بڑا نقصان ہوا۔ انکو مجبور ہو کر دنگہ اور فساد کرنے سے باز آنا پڑا۔ نئے بندوبست میں انکو زیادہ مالگذاری بھی دی ہوئی اسلئے انگریزوں سے دل میں مخالف ہو کر پریشانی میں پڑ گئے۔ اودھ کی ریاست جب ضبط ہو چکی تو لوہاب اودھ کے پچاس ہزار سپاہی موقوف کر دیئے گئے۔ بیکار ہو کر یہ سپاہی ہر طرف ہنگامہ و غوغا کرتے تھے۔ مسلمانوں کا رعب انگریزوں کی حکومت میں پہلے کی طرح نہ رہا اس لئے سرکار سے ناخوشی انکو بھی پیدا ہوئی۔ پس اودھ میں سب سے زیادہ بیدلی اور ناراضماندی پھیلی تھی۔

ایک طاقتور فرقہ ان دنوں اور بھی تھا کہ سرکار سے ناامید اور بیدل ہو رہا تھا وہ سرکار ہی کے ہندوستانی سپاہی تھے۔ زیادہ تعداد میں یہ لوگ برہمن اور

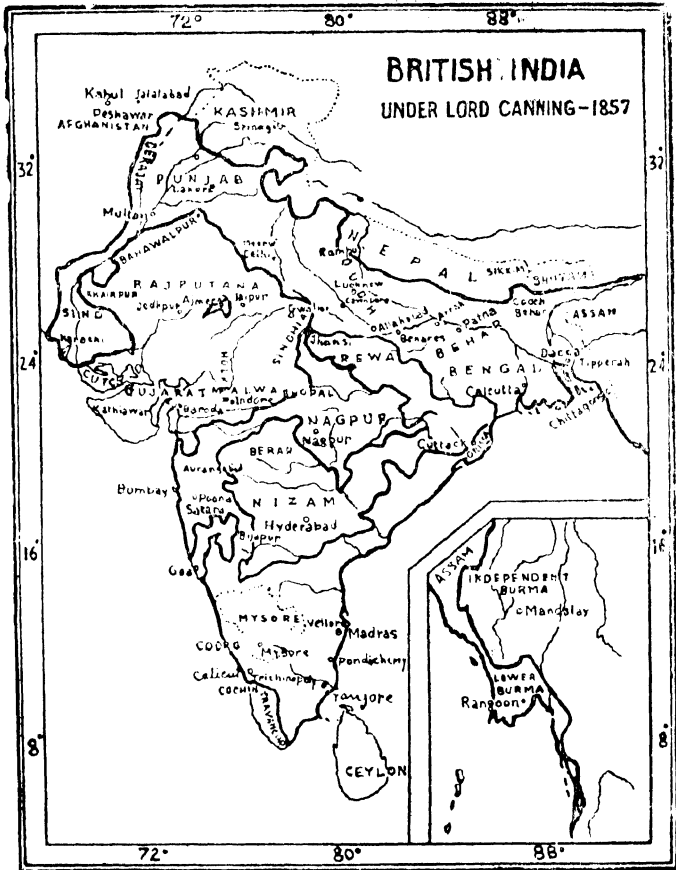
چھتری تھے۔ یہ اپنی ذات اور مذہب کے بڑے پابند تھے۔ سو سال تک جانفشانیوں اور صفت آریاؤں کر کے ہر طرف کمپنی کی فتحمدی کا علم بلند کر دیا تھا انکو اس کا غرور تھا کہ کمپنی کا تسلط اس ملک میں ہم ہی نے قائم کیا ہے۔ لیکن بیش قرار تھو اہیں نہیں ملتی تھیں اور نہ انکی زیادہ عزت کیجالی تھی۔ اسلئے ان دنوں کی انگریزی سرکار سے وہ بھی دل میں برا فرود ختم ہو گئے تھے۔ عام لوگوں سے ان سپاہیوں نے یہ بھی سنا تھا کہ سرکار نے نئے قانون جاری کر کے ہم لوگوں کو عسالی کر ڈالنے کی کوششیں کر رہی ہے۔ برہانکی دوسری لڑائی میں سمندر کے راستے سے جانے کو انکار کر دیا اور کہا کہ ہم سمندر کا سفر کریں گے تو ذات سے باہر ہو جائیں گے۔ ۱۸۵۶ء میں ایک قانون نکلا کہ ضرورت کے وقت سپاہیوں کو سمندر کی راہ میں ضرور جانا ہوگا۔ انکو یقین ہو گیا کہ سرکار ہمارے دین اور ذات کا کچھ لحاظ نہیں کرتی۔

ان وجہوں سے ان دنوں یہ سپاہی افسروں کا حکم نہ مانتے تھے اور قاعدے کے برخلاف چلتے تھے اسی وقت یورپ میں سرکار انگریزی اور روس سے کیمپس لڑائی جھڑائی اور ایران اور چین سے جنگ کا سامان ہو گیا۔ ان ملکوں میں ہندوستان سے کئی انگریزی پلٹیں بھی گئیں۔ اس وقت ہندوستانی سپاہی بہت تھے۔ شمار میں انگریزوں سے چلنے ہو گئے تھے۔ ان دیسی پلٹوں کے افسر بھی اچھے نہ تھے وہ سب نو آموز تھے۔ پُرانے افسر نئی فوج کی ہوئی اور ضبط کی ہوئی ریاستوں پر انتظام کے لئے بھیج دیئے گئے۔

غدر کے سبب - پس جب ہندوستانی سپاہی سرکار انگریزی سے ناخوش تھے۔ ضبط کی ہوئی ریاستوں کے باشندے اور خاصکر اودھ والے ناخوش تھے فرضی بادشاہ۔ نانا صاحب۔ جھانسی کی رانی یہ سب سپاہیوں کو سرکار کے برخلاف تحریک دینے لگے۔ لوگوں نے یہ افواہ بھی پھیلا دیا تھا کہ انگریزوں کی حکومت اس ملک میں سو برس کے واسطے ہے اور ۱۸۵۷ء ان سو برسوں کا اخیر برس ہے سپاہیوں کو مستعد ہو جانے کے لئے دلی سے بارکپور تک اور گوالیار سے اودھ تک چائیاں اور کنول کے پھول بٹھنے لگے۔ جب چاروں طرف بیزاری کی ہوا چل رہی تھی یکا یک ۱۸۵۷ء کے جنوری مہینے میں سپاہیوں کو ایک نئے قسم کی بندوق ملی اس کے ٹوٹے سورا اور گائے کی چربی سے چکے کے ہوتے لفظے میں بندر ہتے تھے اور سپاہیوں کو ٹوٹے ٹکانے کے لئے اوپر کا کاغذ دستا سے کاٹنا پڑتا تھا۔ ہندو مسلمان دونوں کو یہی خیال پیدا ہوا کہ ہم دونوں کے دین کی بربادی ہے۔ یہ سمجھ کر خواہ مخواہ انھوں نے کاغذ کو دانت سے کاٹنے سے انکار کیا۔ کیونکہ یہ بات اون کے مذہب کے خلاف ہوتی تھی۔ مردم اور بارکپور سے آبنائے تک ہندوستانی پلٹنوں نے ناخوشی ظاہر کی۔ اب ان پر سختی کی گئی وہ بر ملا بگڑ گئیں اور افسروں کے ساتھ گستاخیاں کرنے لگیں۔ مکانات جلانے شروع کر دئے۔ خود غرضوں نے اون کو ابھارا۔ شہروں کے بد معاش بھی ان پلٹنوں کے ساتھ فتنہ انگریزی میں شامل ہو گئے۔ ۱۸۵۷ء میں غدر کے شعلے خاطر خواہ بھراک اُٹھے۔

غدر کا پھیلنا - ۱۸۵۷ء کی مئی کے مہینے میں میرٹھ کی ہندوستانی پلٹن علیانہ بغاوت برسرِ کمر بستہ ہو گئیں۔ قید خانے توڑ کر قیدیوں کو اپنے ساتھ لے لیا اور میرٹھ کے انگریزوں کو جان سے مار ڈالا۔ اون کے جنگوں کو پھونک دیا۔ اور ایک جتھ بنا کر دلی پہنچے۔ دلی کے سپاہی بھی اسی جتھ میں مل گئے دلی کے انگریزوں کو بھی قتل کیا اور مسلمانوں سے ایک دل ہو کر بابر کی نسل کے بہادر شاہ دوم کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔ ہندوستانیوں کو اب تک دلی کے پُراے بادشاہوں کا جاہ و جلال یاد تھا۔ اسوج سے باغیوں کا صدر مقام دلی کا شہر ہوا اور بہادر شاہ اون کے سب سے بڑے سردار ہوئے۔ بہت سے انگریز مارے گئے اور قید بھی کر لئے گئے اون دنوں دلی میں بہت ہی بڑا بارود خانہ تھا۔ وہاں اکثر سامان جنگ موجود تھے۔ کپتان رولوبی نے اس میں آگ لگا دی۔ آتش زنی سے دو ہزار سپاہی اڑ گئے تاہم باغیوں نے انگریزوں کے اختیار سے دلی نکال لی لیکن انگریز ایک مختصر فوج کو بل کر دلی گھر کر رہے (۸ جون) تین مہینے تک محاصرہ کئے رہے مگر شہر کو فتح نہ کر سکے یہاں تک کہ کپتان نکالسن ایک لشکر لایا لیکن پنجاب سے پہنچنے سے پہلے۔ ماہ ستمبر میں باغیوں کو سر کر کے دلی پر اپنا قبضہ کر لیا۔ پیرانہ سال بادشاہ گرفتار ہو گئے اور اون کے شہزادے مار ڈالے گئے۔

دیکھتے ہی دیکھتے بغاوت کی آگ چاروں طرف پھیل گئی اور ہر جھاؤنی کے سپاہی باغی ہو گئے۔ ابن کا عام دستور تھا کہ پہلے افسروں کا خون



( Pt. III Chap. 15. )



کرتے تھے پھر قید خانہ توڑ کر قیدیوں کو ہمراہی بناتے تھے پھر شہر کے انگریزوں اور  
 عیسائیوں کی جان مارتے تھے۔ ننگہ گھر جلاتے تھے اور خزانہ لوٹ کر وہاں سے  
 ایک جتھہ باندھے ہوئے کسی باغی سردار کے لشکر میں پہنچ کر اوس کے تاج  
 فرمان ہو جاتے تھے۔ دلی کے بادشاہ جھانسی کی رانی - اودھ کی سلیم کابنور  
 کے نانا صاحب مالک متوسطہ کے تانیتا توپے بھی باغیوں کے سرغنڈے تھے  
 مگر اوس زمانے میں ایسے دور اندیش بھی تھے کہ سرکار انگریزی کی خوبیاں  
 اور اوس کے فائدے دلنشین کئے ہوئے تھے۔ اوس کے قائم کرنے  
 کی کوششیں کرتے تھے۔ ان عاقبت اندیش نیک مردوں نے بڑی  
 مستعدی اور جانفشانی کے ساتھ سرکار کی مدد کی۔ ان میں اول درجہ سکھوں کا  
 تھا۔ یہ لوگ خود فوج سرکاری میں خدمت کو حاضر ہوئے اور بڑی جرّاری  
 کے ساتھ باغیوں کا سامنا کیا۔ نیپال کے وزیر جنگ بہادر اور حیدر آباد کے  
 مدار المہام سر سالار جنگ نے سرکار انگریزی کی بہت امداد کی۔ راجواڑے  
 بھی سرکار کے شریک حال رہے اور وقت کی کیفیت سے یہ ثابت  
 ہو گیا کہ سرکار انگریزی کے سلطنت کی بنیاد فقط ہندوستان کی زمین پر نہیں  
 بلکہ یہاں کے لوگوں کے دل میں خوب قائم ہو گئی تھی۔ سب کچھ مسلم مگر غدر  
 کی جہاں سوز آگ میں ابھی شعلے ہی بھرتے رہے اور بجا بیٹھار اور بے حجاب  
 چنگاریاں اڑا کر امنیت کے کھلیان کو بھونکتی رہیں۔  
 شہر لکھنؤ اور صوبہ اودھ کا حال - اودھ میں غدر کا بہت زور شور ہوا

اسکی کئی وجہیں تھیں ابتدا میں ذکر ہوا بھی ہے کہ یہاں کے ہر آدمی امیر یا غریب سب اس میں شریک ہونے کے تعلقہ دار لوگ اپنے اپنے قلعوں میں خود مختار بن بیٹھے اور غارتگری اور مردم آزاری کا ہاتھ دراز کیا۔ لکنہؤ ان کا صدر مقام تھا۔ وہاں شاہ اودھ کی بیگم اون کی افسر اعلیٰ بنی تھیں اور باغی انھیں کی سرداری میں فتنہ و فساد اٹھا رہے تھے میرنہری لارنس وہاں کے چیف کمشنر تھے۔

اودھوں نے رعیت کی بدینتی پہلے ہی خوب پہچان لی۔ اور تمام عیسائی اور انگریز باشندوں کو جمع کر کے رزیڈنسی میں پناہ کانسٹن بنایا۔ فوراً باغی سپاہیوں نے اوس کو طحی میں اون کا محاصرہ کر لیا۔ تاہم پناہ گزینوں نے بڑی شجاعت اور ثابت قدمی سے تین مہینے تک پناہ کے مسکن پر ذرا آج نہ آنے دی۔ آخر جب انکی تعداد کم ہو گئی تو ہولوک اور آڈرٹرم صاحب نے کچھ فوج لٹھہر کر اون کی مدد کو وہاں پہنچائی لیکن باغیوں کا تعدادی گروہ اتنا بڑا تھا کہ اوس نئی فوج کی امداد سے بھی کوئی فائدہ نہ نکلا اور نومبر تک لکنہؤ باغیوں ہی کی فتنہ انگریزوں کا شکار بنا رہا اسکے بعد ۱۸۵۸ء میں سر کالین کیمبل نے سالار فوج نے تین ہفتہ کامل جنگ و جدل کا بازار گرم رکھا اور تب لکنہؤ کو فتح کر کے اپنے سایہ چہایت میں لے لیا۔ اس فتح مندی کے ہونے سے اودھ کا بلوہ کس قدر فرود ہو گیا۔

کانپور کا حال۔ کانپور میں آخریشیوا باجی راؤ کا متبئی نانا صاحب قصبہ بٹھور سے آکر اپنی فتنہ انگیزیاں دکھا رہا تھا۔ اوس کی پیش بند ہو گئی تھی

اسلئے انگریزوں سے جلا ہوا تھا اب موقع پا کر برٹمی سنگدلی سے اپنا بدلہ لے رہا تھا۔ جون کے شروع میں جب کانپور میں سپاہی بگڑے تو انگریزوں کا دوست بنکر یہ وہاں آیا۔ دلی مطلب اس کا اور یہی کچھ تھا۔ حسب عادت باغیوں نے یہاں بھی خزانہ لوٹ لیا اور قید خانے کے قیدیوں کو چھڑا لیا۔ جب غول بانہ ہکر دلی جانے لگے تو نانائے اون کو بلا کر کہا کہ میں پیشوا بنتا ہوں تم میری رفاقت کرو۔ ساتویں جون کو بارہ دہلے پر باغیوں نے قبضہ کر لیا۔ پھر بارک پر چڑھائی کی یہاں انگریز پناہ لئے ہوئے تھے۔ ادھنوں نے اسی دن تک باغیوں کو رد کیا۔ رسد تمام ہو گئی تھی اس سے انگریزوں کو یہی بن پڑا کہ اپنے کو نانا صاحب کے ہاتھ میں دیدیں۔ لیکن نانا صاحب نے ان مردوں کو قتل کر ڈالا اور فریب ڈیڑھ سو عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔ جو نالی کے درمیان ہیہو لوک صاحب ایک فوج لیکر وہاں وارد ہوئے دوڑا لیاں لڑا کر ادھنوں نے باغیوں کو شکست دی۔ نانا صاحب کو اس فتح مند کی بلکہ جانبری کی اُمید بھی جاتی رہی۔ انگریزوں کے بچوں اور عورتوں کو قتل کر کے ایک کنوئیں میں پھینک دیا اور آپ کسی طرف بھاگ گیا۔ اس واقعے کے یادگار میں سرکار نے اس کنوئیں پر ایک عمارت بنوا دی ہے۔ کانپور کا گذر اس واقعہ تک اور انگریزوں کی فتح مند پر بھی تمام نہیں ہوا مفسدہ پرداز باغیوں سے سرکار کو ابھی اور مقابلہ کرنا پڑا۔ رد ہیسلگنڈ میں بھی عذر کا ہنگامہ بہت کچھ ہوا۔ وہاں باغیوں کی خاص جگہ بریلی تھی۔ آخر سرکارلن کپل نے ۱۸۵۸ء میں بریلی کو بھی پست کر دیا۔

جھانسی کی رانی - مالک متوسط میں بھی غدر کا زور شور تھا۔ جب جھانسی کے راجہ گنگا دھر اور دینا سے گزر گئے تو ادن کی چھوٹی رانی نے چاہا کہ ایک لڑکے کو متبھی کرے لیکن ڈلہوسی نے اجازت نہ دی اور ریاست کو ضبط کر لیا۔ رانی لچھی بائی کے دل میں یہ کینہ رہ گیا اور موقع ڈھونڈھتی تھی ماہ جون کے شروع میں جھانسی کی فوج نے بلوہ کیا رانی لچھی بائی ادن کی سردار بنی۔ انگریز اس وقت شمالی ہند کے بکھڑوں میں اُلجھے ہوئے تھے یہاں رانی صاحبہ کو خوب موقع ملا آٹھ مہینے تک بڑے توڑک و احتشام کے ساتھ راج کرتی رہیں۔ انجام یہ ہوا کہ ماہ اپریل ۱۸۵۸ء میں سرہور ورنے پندرہ دن تک لڑکر جھانسی کے راج کا قصہ چکا دیا۔ رانی نے راہ گریز اختیار کی اور کاپلی جا کر نانا صاحب کے افسر تانیا توپے کی شریک ہو گئیں۔ ان دنوں نے ملکر گوالیار لے لیا۔ راجہ دھیا جان کے خطرے سے بھاگ گئے اور راجہ کی فوج باغیوں کی شریک ہو گئی۔ سرہور ورنے ماہ جون میں گوالیار پر حملہ کیا رانی مردانی پوشاک پہنکر دلیرانہ خوب لڑی لیکن جب مر گئی تو تانیا بھاگ گیا۔ انگریزوں نے کچھ دنوں بعد تانیا کو بکرہ کر جھانسی دیدی۔ اس کے علاوہ اور بھی جا بجا لوگوں نے غدر پر مکر باندھی مگر ان کی سرکوبی آسانی سے ہو گئی۔ بمبئی - مدراس - بنگال میں امن رہا۔ بہار میں کنور سنگ نے بلوہ کیا تھا مگر ہار گئے۔ ۱۸۵۸ء کے اکتوبر تک غدر کا نام و نشان مسٹ گیا۔

کیننگ کی نرم مزاجی - لارڈ کیننگ نے بلوہیوں کے ساتھ بہت

رحمانہ سلوک کیا۔ غدر ہوتے ہی لارڈ صاحب نے چین اور ایران میں جو گورے گئے ہوئے تھے ادن بلو الیا اور دلایت سے بھی کچھ فوج منگوائی باغیوں کو بالکل مغلوب کر لیا۔ اور پھر ان سے شریفانہ برتاؤ کیا۔ بہت سے لوگوں کو بری کر دیا اور زمینداروں اور تعلقہ داروں کو ادن کی زمین پھر بخش دی۔ اس وقت انتقام پسند انگریزوں کی رائے تھی کہ ہندوستانوں کو قتل کر ڈالو۔ انکے گھر پھونک دو۔ اسپر لارڈ کیننگ نے مطلق خیال نہ کیا اسوجہ سے یہ لوگ اس رحمدل جو انہوں سے کشیدہ خاطر ہو گئے اور مضحک سے ادنکو رحمدل کیننگ "کہنے لگے۔ اس غدر میں خاصکر سپاہی شریک تھے اودھ میں اور بعضی جگہ رعیت بھی شریک ہوئی تھی۔

بلو الی کیوں شکست کھا گئے۔ ان کا ارادہ خود اپنی ریاست قائم کرنے کا نہ تھا مگر سپاہیوں کو بے صبر اور غیر مطمئن پا کر دلی خے بادشاہ نانا صاحب اودھ کی سلیم رائی بچھی بالی اور چند لوگوں نے اپنا مطلب نکالنا چاہا اور باغیوں کے سردار بن گئے اگر یہ لوگ باغی سپاہیوں کی مدد نہ کرتے تو ممکن تھا کہ بغاوت کو آنا طول نہ ہوتا۔ شکست کی بڑی وجہ یہ تھی کہ آپس میں میل نہ تھا۔ سب کے سب لوگ خود غرض تھے اور اپنا ذاتی مطلب حاصل کیا چاہتے تھے۔ ملکی فائدے کے لئے لڑائی کرنے نہیں اٹھے تھے پھر اس وقت ہندو مسالوں میں موافقت نہ تھی اس حالت میں باغی کیونکر کامیاب ہو سکتے تھے۔

غدر کا نتیجہ - سرلیپل گریفن کا قول ہے کہ سنہ ستاون کے غدر کا نتیجہ اچھا ہوا۔ کیونکہ اس کے بعد اون سپاہیوں کی گنتی کم رہ گئی۔ جو سست اور بیکار تھے۔ بیبیوں کے ہاتھ سے سلطنت کے اختیارات لے لئے گئے اور اونکی جگہ پارلیمنٹ کی مدد سے ملکہ و معظّمہ حکومت کا کام انجام دینے لگیں۔ بسکھ انگریزوں کے وفادار خدمت گزار بن گئے اور صاحبان انگریز نے اپنی طاقتوری اور کارگزاری تمام دنیا کو دکھا دی۔

نیا انتظام - اگست ۱۸۵۸ء میں پارلیمنٹ نے ایک نیا قانون جاری کیا جس کا نام ہندوستان کی بہتر فرمانروائی کا قانون اور اس کے مطابق انگلستان کی مالک ملکہ و کٹوریہ ہندوستان کی فرمانروا ہوئیں اور بورڈ آف کنٹرول معزول کر دیا گیا اور اس کے عوض ایک نیا افسر حکمراں بنا یا گیا اس کا نام ہندوستان کے لئے دزیر سلطنت رکھا گیا۔ انکی مدد کرتے کے لئے ایک مجلس ”انڈیا کونسل“ قائم ہوئی تب سے گورنر جنرل کا خطاب و ایسراے یا نائب السلطنت رکھا گیا۔ و ایسراے سکریٹری آف اسٹیٹ سے اتفاق رائے کر کے کاروبار حکومت انجام دیتے ہیں۔ شہر دہلی پنجاب میں شامل کیا گیا۔ بہادر شاہ دوم کو رنگون میں جلاوطن کر دیا گیا۔

ملکہ معظّمہ کا اشتہار - ملکہ معظّمہ نے ہندوستان کی فرمانروا بننے کے پہلے ایک شاہی اشتہار شایع فرمایا ۱۸۵۸ء کے پہلی نومبر کو انگلینڈ کے لارڈ کیننگ نے الہ آباد کے دربار میں اسے خود پڑھا۔ اس اشتہار میں یہ بیان ہوا کہ

بادشاہ کو رعیت ہند کی آسائش اور فارغ البالی کے لئے کن کن باتوں کو ملحوظ رکھنا چاہئے اور رعیت کے حقوق کیا کیا ہیں اسلئے اس اشتہار کو تعلیم یافتہ لوگ بہت بڑی سند کہتے ہیں۔ اس سند کی تفصیل ذیل میں لکھی جاتی ہے۔

والی کونٹ کیننگ، جناب ملکہ معظیہ کے پہلے وائسرائے بنائے گئے۔ سو ان لوگوں کے جو عالم آشکارا ابلوے میں شامل ہوئے اور سب فقیر داران بغاوت کی فقیر معاف کی گئی۔ خاص و عام کے مذہب میں کب طرح کی مزاحمت نہ ہوگی اور نہ کسی شخص کو دینی معاملوں آزار دیا جائے گا۔ سب کے ساتھ ایک ہی طرح کا انصاف عمل میں آئے گا۔ راجاؤں کے صلوانے رعایا کے حقوق۔ ملک کے رسوم و قواعد جیسے پہلے تھے ویسے ہی ہینگے۔

ہندوستانیوں کو سرکاری عہدے لیاقت کے مطابق ملینگے۔ ذات اور مذہب کا خیال اس بارہ میں کچھ بھی نہ لیا جائے گا اشتہار کا آخر حصہ یہ ہے۔

”جب خدا کے فضل سے اس ملک میں امنیت ہر جگہ ساری و جاری ہو جائیگی تو دستکار یوں کو ترقی دی جائیگی۔ جن کاموں میں تمام ہند کی بہتری ہو وہ شروع کئے جائینگے اور تمام رعایا کی رفاه عام کیلئے انتظام کیا جائیگا میرا دل ارادہ ہی ہے کہ کیونکہ انکی ترقی کیساتھ میری طاقت ترقی پائیگی انکی خوشحالی کیساتھ میری دلجمعی ہوگی اور مجھ کو سب سے بڑھکر انعام ہی ملے گا کہ وہ میرے شکر گزار ہوں۔“

## خلاصہ

|            |                          |
|------------|--------------------------|
| ۱۸۵۶ء..... | لارڈ ڈکننگ گورنر جنرل    |
| ۱۸۵۶ء..... | جنگ کریمیا - ابران و چین |
| ۱۸۵۷ء..... | غدر کا شروع              |
| ۱۸۵۸ء..... | غدر کا خاتمہ             |

شاہی اشتہار  
کپنی کی حکومت کا خاتمہ

ہندوستان پر بہتر فرمانروائی کا قانون -

## چوتھا حصہ

## سلطنت برطانیہ

(۱) ملکہ معظّمہ وکٹوریہ (۱۸۵۸ء سے ۱۹۰۱ء)

نصف ابتدائی

(۱) لارڈ ڈکننگ ۱۸۵۸ء سے ۱۸۶۲ء۔ اصلاحین - جیسے ہولناک  
آدمی ہواؤں کے زبردست جھونکے آنے کے بعد اوس مقام کا نقشہ بالکل  
بدل جانا ہے اوسی طرح ۱۸۵۷ء کے بعد سرکار ہند کی بھی یہی حالت ہوئی  
خزانہ بالکل خالی ہو گیا تھا - چالیس کروڑ روپے فرض لینے پڑے تھے۔ مالکداری  
پوری وصول نہیں ہوئی تھی - پُرانی فوج سرسبز برباد ہو گئی تھی پُر نے انتظام

میں سیکڑوں غللی بڑھ گئے تھے۔ لارڈ کیننگ نے بڑھی محنت کر کے سب عیبوں کو مٹانے کی کوشش کی۔

آمدنی۔ باغیوں کے روائی جھگڑوں میں بہت بڑا خرچ بڑھ گیا تھا۔ اس لئے سب سے پہلے کیننگ کو اپنی آمدنی بڑھانے پر توجہ کرنی ہوئی۔ باہر جانے والے اسباب پر محصول موقوف کر دیا اور باہر سے آئی ہوئی چیزوں کا محصول بھی کم کر دیا۔ اسی وقت پہلے پہل رعایا کی آمدنی پر محصول لگا اور بندوق وغیرہ رکھنے والوں کو بھی محصول دینا پڑا اور کاغذ کے نوٹ استعمال میں آئے۔

محکمہ فوج۔ فوجی محکمہ میں بھی اصلاح کی گئی۔ ویسی پلٹنوں کی تعداد کم کر دی گئی اور گورنر کے پلٹنوں کی تعداد زیادہ کر دی گئی۔ پکنی کی فوج اور ولایتی فوجیں باہم ملا دی گئیں۔ ویسی سپاہیوں سے گولندازی کا کام نکال لیا گیا۔

انڈین کونسل ایکٹ۔ ۱۸۶۱ء میں ایک قانون انڈین کونسل ایکٹ جاری ہوا۔ اسکے مطابق انتظام کے لئے وائسرائے کے کونسل کے دو حصے ہو گئے ایک علی اور دوسرا قانونی۔ پہلی کونسل کا ہر ممبر ایک ایک محکمے کا مالک ہوتا ہے اس ملک کی ریاستوں اور غیر ملکوں کی ریاستوں کے متعلق کارروائی کرنے والے محکمے کے مالک خود وائسرائے ہیں اسی طرح ہر ممبر ایک محکمے کا افسر ہے مثلاً ملکی یا خانگی

حکومت کا مال گذاری اور زراعت کا آمدنی و تجارت کا۔ فوجی محکمہ کا۔ نہر سڑک اور مکانات کے محکمہ کا۔ قانونی محکمہ کا۔ ان سب مجبوروں کو دایرہ کے اتفاق رائے سے کام کرنا ضروری ہے۔ یہ سب مجبر سرکاری ملازم ہوں۔ ہیں۔ مگر قانونی مجلس میں کئی ایک غیر سرکاری ممبر بھی علاوہ مذکورہ بالا ممبروں ہوتے ہیں۔ ان سب مجبوروں کو سرکار خود منتخب کرتی ہے یا عالم لوگوں کے رائے سے انتخاب کئے جاتے ہیں دایرہ کی مجلس قانونی تمام ہندوستان کے لئے قانون بناتی ہے۔ بنکال بمبئی اور مدراس کی قانونی مجلس مجاز ہے کہ اپنے اپنے احاطے کے لئے قانون بنا لے یہاں کی مجال میں بھی سرکاری ممبر داخل ہوتے ہیں اور اگر ضرورت پڑ جائے تو دوسرے صوبوں میں بھی ایسی مجلس قائم ہو سکتی ہے۔ اسی قانون کی بنیاد پر ۱۸۶۶ء میں شمالی و مغربی (متحدہ) صوبے میں ۱۸۹۷ء میں پنجاب پر اسکے بعد بہار۔ مالک متوسط۔ بہار۔ اور ڈیہ میں خاص خاص قانونی مجلسیں قائم ہوئیں۔ اس طرح اس ملک میں لوگ ملٹی اور سرکاری قانونی سر شریک ہونے لگے۔

عدالتی اصلاحیں - تعزیرات ہند - ضابطہ دیوانی - ضابطہ فوجداری کی کتابیں ۱۸۶۷ء میں مرتب ہو کر شائع ہوئیں اسی سال کپٹنی کے عہد کے صدر عدالت اور سپریم کورٹ موقوف ہوئی اور اس کے بدلے ملک کے ہر صوبے میں ہائیکورٹ قائم ہوا۔



( Chap. 1. )

Lord Ganning.



( Chap. 2. )

Lord Ripon.



تعلیم کی ترقی۔ ۱۸۵۴ء میں جو سرکاری مراسلہ آیا تھا اوس کے مطابق ہر ضلع میں ہر تحصیل میں بلکہ ہر گاؤں میں ہندوستانی زبانوں کی تعلیم جاری ہوگئی اور مدرسے قائم ہو گئے مگر اسوقت اس ملک کے باشندوں کے لئے اعلیٰ درجے کی تعلیم کا بندوبست نہوا تھا۔ لیکن ۱۸۵۷ء میں کلکتہ۔ مدراس و بمبئی میں تین یونیورسٹیاں (دارالعلوم) قائم ہو گئیں۔ ۱۸۶۱ء میں ایسٹ انڈیا ریلوے کلکتے سے الہ آباد تک جاری ہوگئی۔ دکن میں بھی کئی ریل کی سرکس نکالنے کی بتاری ہوئی۔ ۱۸۶۲ء میں کینگ صاحب وطن تشریف لے گئے وطن پہنچ کر چار مہینے کے اندر ہی انتقال کر گئے۔

(۲) لارڈ الگن اول ۱۸۶۳ء

(۳) لارڈ لارنس ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۹ء

بھوٹان سے لڑائی۔ بھوٹان کے لوگ سرکاری عہداری میں ٹوٹا کرتے تھے اون کے سمجھائے کو ایک ایچی روانہ ہوا۔ اس کو ان بھوٹوں نے قید کر لیا۔ وہ بھاگ کر چلا آیا اور لڑائی چھڑ گئی۔ بھوٹے لڑائی میں شکست کھا کر صلح کے طالب ہوئے ۱۸۶۵ء میں صلح ہوگئی دو ار ملک اور دارجلنگ کے قریب کے حصے سرکار کو دینے پڑے دو ار میں کئی درے ہیں ان پر سرکاری عمل ہو جانا بہتر ہوا اور آجکل دارجلنگ میں جا کے باغی بن گئے ہیں۔ ۱۸۶۶ء میں اوریسہ کے لوگوں کو سخت قحط سالی نے پریشان

کر دیا۔ بہت سے کنوئیں کھودے گئے اور شہروں سے غلہ لاکر جمع کر دیا گیا۔ کسانوں کی مالگذاری معاف کر دی گئی۔ سرکار نے قحط کے السداد کی بہت تدبیریں کیں نہریں کھودنے کا ایک بنا محکمہ قائم ہوا۔ سڑکیں نکلیں۔ ریل جا بجا جاری ہوئیں۔

افغانستان کا امیر دوست محمد خاں ۱۸۶۳ء میں رحلت کر گیا۔ اوندکے بیٹے امیر بننے کے لئے آپس میں جنگ کرتے لگے۔ لارڈ لارنس نے اس معاملے میں کچھ دخل نہ دیا۔ شیرعلی خاں اپنے بھائیوں کو عاجز و مغلوب کر کے دوست محمد کا جانشین ہوا لارڈ لارنس نے اوس کی امیری کو تسلیم کر لیا اور حربون سے اوسکی مدد بھی کی۔ ۱۸۶۹ء میں سر جان لارنس ولایت کو روانہ ہوئے۔

(۴) لارڈ ڈیموس ۱۸۶۹ء سے ۱۸۷۲ء تک۔ اون دنوں روسی اپنی علمداری ایشیا کے درمیانی حصوں میں بڑے زور شور سے بڑھا رہے تھے اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ افغانستان سے سرکار انگریزی موافقت کا سابقہ پیدا کرے۔ امیر شیر علی خاں ہندوستان میں لارڈ صاحب سے ملنے کو آئے۔ لارڈ صاحب نے اوندکی بہت توفیر و عزت کی اور زر نقد اور حربے امداد کے لئے دینے کا وعدہ کیا۔ روسیوں سے بھی یہ بات طے ہو گئی کہ اوندکی جنوبی سرحد دریائے آمو مقرر ہو جائے۔

اصلاً چین۔ کاشتکاری کی نگرانی کے لئے ایک بنا محکمہ قائم ہوا اس کا نام محکمہ زراعتی رکھا گیا۔ ملک کے اندر آسائش اور رفاہ کے لئے سڑکیں بنیں

ریلیس نکلیں۔ نہریں تیار کی گئیں۔ لارڈ میون نے اعلیٰ تعلیم کا خرچ کم کر دیا اور ابتدائی تعلیم کے بہت سے مکتب قائم کر دیئے۔ یکینی کے عہد میں بالکل زر آمدنی خزانہ سرکار ہند میں داخل ہوتا تھا اور وہاں سے لیکر ملک کے خرچ میں آتا تھا۔ لارڈ میون نے اس طوالت کے دور کرنے کو اکثر خرچ جیسے پولیس اور تعلیم اسی مقام کے سرکار کے سپرد کر دیئے اسکے لئے اونکو سرکار ہند کی طرف سے روپیئے ملتے آتھے اور یہ بھی اختیار دیا گیا تھا کہ ضرورت ہو تو ٹیکس لگا کر روپیہ حاصل کر سکتے ہیں۔ لارڈ میون جزیرہ انڈین کی سیر کو گئے تھے ایک دیہاتی افغان قبیلہ نے یہاں اون کو ۱۸۴۲ء میں مار ڈالا۔

(۵) لارڈ نار تھ بروک ۱۸۴۲ء سے ۱۸۴۶ء۔ کابلیوں کے فتنہ و جنگوں سے روسیوں نے خیو پور داخل کر لیا۔ اس وقت لارڈ نار تھ بروک نے شیر علیاں کی مدد نہ کی۔ شیر علی نے ناخوش ہو کر روسیوں سے دوستی پیدا کی۔ اس واسطے نے اعلیٰ تعلیم کا انتظام کر دیا۔ اور انکم ٹیکس کو کم کر دیا۔ ۱۸۴۵ء میں ملہر راؤ گانگو اڑنے آنگری بڑی رزیڈنٹ کو زہر دیکر مار ڈالنے کی تدبیر کی۔ یہ راجہ معزول کر دئے گئے اور لارڈ صاحب نے اسی خاندان کے ایک لڑکے کو جسکا نام سیاجی راؤ تھا راجہ بنا دیا اسی سال ملکہ معظمہ کے بڑے صاحبزادے اور ولیعہد سلطنت جو اپنی والدہ ماجدہ کی رحلت کے بعد بادشاہ ہوئے اور ایڈورڈ ہفتم لقب پایا اس ملک میں تشریف لائے۔ یہاں کے ریسوں نے نہایت توڑک و احترام سے اونکی مہانداری کی۔ یہی سال بنگال سے

آسام جدا کیا گیا۔ اسی سال اودھ مالک مغربی و شمالی میں شامل کر لیا گیا۔ اسی سال ہائی کورٹ میں ایک ہندوستانی جج رہنے لگا۔ ۱۸۶۶ء میں لارڈ نار تھ بڑوک ہندوستان سے رخصت ہوئے۔

### خلاصہ

|             |                                   |
|-------------|-----------------------------------|
| ..... ۱۸۵۴ء | یونیورسٹیاں قائم ہوئیں            |
| ..... ۱۸۶۱ء | ہائی کورٹ کھلا۔ انڈیا کانسلس ایکٹ |
| ..... ۱۸۶۵ء | برطو داک کی گڑ بڑی                |

(۲) ملکہ معظمہ قیصر ہند (۱۸۶۶ء سے ۱۹۰۱ء تک)

(الضفت انتہالی)

(۶) لارڈ ڈلٹن (۱۸۴۶ء سے ۱۸۸۰ء تک)

پہلی جنوری ۱۸۴۴ء کو شہر دہلی میں ایک بڑا عظیم الشان دربار نہایت کرد فر سے منعقد ہوا۔ سب لواب راجہ مہاراجہ شریک ہوئے ملکہ معظمہ عالی جناب و کٹوریہ کو سارے ہندوستان کی ملکہ کا خطاب دیا گیا اس مبارک روز سے انگلستان کے بادشاہوں کا لقب قیصر ہند قرار پایا۔ شاہ برطانیہ کے خطاب میں شہنشاہ ہندوستان کے الفاظ اضافہ کئے گئے۔ ذکر ہو چکا ہے کہ لارڈ ڈمیون نے مالی مرکز جدا جدا قرار دینے کا قانون جاری کیا تھا اور

لارڈ لٹن نے اس انتظام کو اور زیادہ پھیلا یا۔

افغانستان کی دوسری جنگ ۱۸۷۸ء سے ۱۸۸۰ء۔ انگریزوں اور امیر شیر علی خاں سے ارتباط نہوا اسلئے خاندان مذکور نے روسیوں سے ربط ضبط پیدا کر لیا۔ افغانستان میں روسیوں کا زور اس سبب سے بڑھ گیا اسپر ہندوستانی سرکار انگریزی کو تردد ہوا اور امیر شیر علی کے پاس ایچی ردا نے کیا۔ شیر علی نے انگریزی ایچی کو اپنے قلم و دس داخل نہیں ہوئے دیا۔ اس پر لارڈ لٹن نے افغانوں سے لڑنا مناسب سمجھا۔ انگریزی فوج درہ خیبر و قرم دبولن کو طے کر کے افغانستان میں داخل ہو گئی۔ امیر شیر علی بہت ڈرے اور اتر کی طرف بھاگ کر چلے گئے اور دہاں انتقال کر گئے۔ سالار فوج انگریزی نے شیر علی خاں کے بیٹے یعقوب خاں سے مصالحت کر لی۔ اس مصالحت کے مطابق کابل میں ایک انگریزی رزیڈنٹ نے قیام کیا۔ بہت عرصہ نہونے پایا تھا کہ کابلی مفسدوں نے رزیڈنٹ کو اور اون کے ملازموں کو بھی قتل کر ڈالا۔ لڑائی پھر شروع ہو گئی۔ سر فرڈرک رابرٹس نے افغانستان پر حملہ کیا اور کابل اور قندھار پر قبضہ کر لیا اور یعقوب خاں کو قید کر کے ہندوستان میں بھیجا یا۔ اس کے بعد تمام کابلی قوم انگریزوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگی۔ اسی اثنا میں پارلیمنٹ میں کچھ ایسے نشیب و فراز پیش آئے لارڈ لٹن نے ۱۸۸۰ء میں استعفا داخل کر دیا۔

(۷) لارڈ رپن (۱۸۷۸ء سے ۱۸۸۲ء تک) اب لارڈ رپن و ایسرا

ہو کر تشریف لائے۔ یہہ خاندانی رئیس تھے اور انکے والد ولایت میں ایک وقت تک وزیر تھے۔ لارڈ ڈرین خود بھی پارلیمنٹ کی ممبری کر چکے تھے۔ اور وزیر سلطنت کا بھی عہدہ پا چکے تھے۔ یہ بہت نیک مزاج اور بلند خیال حکم تھے۔ ولایت کے پارلیمنٹ میں اس وقت لبرل لوگوں کا دور دورہ تھا لارڈ ڈرین بھی اسی فریق میں داخل تھے۔ انھوں نے لارڈ لٹن کے اکثر انتظاموں کو الٹ پلٹ دیا۔ اور ہندوستانوں کو سوراخ کے پہلے زینے تک پہنچا دیا۔

**افغانستان کے معاملے۔** جب لارڈ ڈرین یہاں تشریف لائے تو کابل والوں نے انگریزی سپاہ کو قندھار میں گھیر لیا تھا۔ لیکن جنرل رابرٹس نے ادن کو شکست دیکر قندھار چھین لیا۔ مگر لارڈ ڈرین نے اپنے قاعدے کی پابندی کر کے سپاہ انگریزی کو واپس بلوایا اور عبدالرحمن خاں شیرعلیخان کے ہتھیار کو کابل کا امیر بنا دیا۔

**نتیجہ۔** افغانستان کی یہ دوسری لڑائی پہلی لڑائی کی طرح بیکار ہوئی لارڈ لٹن نے قلات (ہلوچستان) پر اچھی طرح سے انگریزی فوج کا دبدبہ قائم کر دیا تھا۔ اور خان قلات سے کوئٹہ بھی لے لیا تھا۔ اس بونن درپر انگریزوں کا دخل ہو گیا اور قندھار کا راستہ بھی کھل گیا۔ کچھ دنوں کے بعد درہ خرم پر بھی انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔ اس لڑائی کے بعد امیر کو کسی بیرونی سلطنت سے کوئی علاقہ نہ رہا۔ ۱۹۱۹ء تک یہ قاعدہ جاری رہا۔

امیر کو اس موافقت کے عوض میں سرکار انگریزی سالانہ کچھ رقم دیتی رہی۔ عہدوں  
 روسی سرکار کی نظر سلطنت بڑھانے پر تھی۔ مگر بالفعل اس کا خیال ایسا نہیں  
 ہے۔ پس ان دنوں افغانستان سے ایسا معاملہ کرنے کی ضرورت ہوئی تھی۔  
 غرض کہ سرکار کے ریاست کی سرحد سندھ ندی اور پشاور سے ہٹ کر وہ سلیمان کے  
 پچھم اور کوئٹہ تک پہنچ گئی۔ لارڈ لٹن کے بعد پچھم اتر کے کوئے پر کئی ریلیں  
 نکلی ہیں۔

سوراج کا پہلا زمینہ۔ ۱۸۶۲ء اور ۱۸۵۰ء کے قانون کے  
 مطابق بمبئی۔ مدراس۔ کلکتہ میں میونسپلٹیاں کھولی گئیں۔ غدر کے بعد رفتہ  
 رفتہ اور بھی اکثر جگہ میونسپلٹیاں قائم ہوئیں مگر ان میں قریب قریب سبھی  
 ممبر سرکار کے چنے ہوئے ہوتے تھے۔ سن ۱۸۶۷ء میں لارڈ میونے یہ  
 قانون جاری کیا کہ ہر شہر کے لوگ آپس میں محصول لگا کر صفائی۔ تندرستی۔  
 تعلیم۔ اسپتال اور ایسی ایسی باتوں کا انتظام کریں۔ نگرانی ان کاموں کی  
 اس طرح ہو کہ اسی شہر کے چیدہ لوگوں کی ایک کمیٹی بنائی جائے۔  
 لیکن اس سبب سے کہ ایسا کام اس ملک والوں نے بہت دنوں  
 سے نہیں کیا تھا روپیہ پیسہ ایک سرکاری افسر کی حفاظت میں رہے ۱۸۸۳ء  
 اور ۱۸۸۵ء کے درمیان لارڈ رین نے کئی نئے قانون جاری کئے اس  
 انھوں نے اہل ہند کے سوراج کو پہلے ابتدائی درجے تک پہنچا دیا۔ انھوں نے  
 ہر شہر میں میونسپلٹی اور ہر ضلع میں ضلع بورڈ قائم کیا۔ ان باتوں سے

سرکار کا تعلق کم ہو گیا اور لوگوں کے زیادہ حقوق اونکو ملے۔ پھر بھی بہت دنوں تک جسٹریٹ این کمیشنوں کے صدر بنتے تھے۔ ۱۹۱۶ء میں یہ قانون جاری ہوا کہ این کمیشنوں سے سرکار کو کوئی خاص علاقہ نہ رہے گا۔ آجکل این کمیشنوں اور جسٹریٹ بورڈ کے میر جلس غیر سرکاری لوگ منتخب ہوتے ہیں۔

اور اور واقعات۔ لارڈ پین نے اخباروں کو اپنی اپنی رائے ظاہر کرنے کی اجازت دیدی۔ تعلیم کی درست انتظامی ہونے کے لئے لارڈ پین نے ایک کمیشن قائم کیا اون کی ہدایت کے مطابق پرائمری اور سکولری تعلیم پر توجہ کی گئی۔ دیسی کاری گروں کی ہمت بڑھانے کو اونھوں نے دفتروں میں حکم دیدیا کہ دیسی مال استعمال ہوں۔ کلکتے میں اونھوں نے ایک بہت بڑی نمائش کا سامان کیا کہ دیسی کاریگر اپنی کاریگریوں کو دکھائیں۔ اس نمائش گاہ میں دنیا بھر کی چیزیں جمع ہوئی تھیں۔ غریب رعایا کو زمینداروں کے ظلم سے بچانے کے لئے لارڈ صاحب نے ایک نیا قانون جاری کیا (۱۸۸۵ء) اسکے مطابق رعایا زمین کی مالک بن گئی۔ لارڈ پین نے ۱۸۸۳ء میں ایک قانون جاری کرنا چاہا جس کا نام ایئرٹ بل تھا اوس کی غرض یہ تھی کہ مجرم انگریزوں کے مقدمے ہندوستانی محجوں کے اجلاس میں فیصل ہوں اس ملک کے رہنے والے انگریز اوس کے برخلاف ہو گئے اس سے یہ بل جاری نہوسکا۔ ابھی تک مجرم انگریزوں کے مقدمے انگریز جوری کے سامنے ہوتے ہیں۔ انھیں دنوں اس ملک کے لوگوں نے اس قانون کی تائید کی اور انگریزوں کے برخلاف

اپنی رائے ظاہر کی۔ ہندوستانیوں کی مداخلت ملکی معاملوں میں ادسی وقت سے شروع ہوئی۔ الحاصل لارڈ رپن نے رعایا کی بہتری کی تدبیریں کرنے میں بہت ناموری پیدا کی۔ لارڈ رپن نے ۱۸۸۴ء میں بڑی نیکنامی حاصل کر کے اپنے وطن کی طرف معادرت کی۔

### (۸) لارڈ ڈفرن (۱۸۸۴ء سے ۱۸۸۸ء تک)

برہما کی تیسری لڑائی ۱۸۸۵ء سے ۱۸۸۶ء تک۔ برہما کے راجہ تھیو فرانسیسوں سے بہت ساز و باز پیدا کر رہے تھے اور انگریزوں سو داگرو نلو بے سبب آزار پہنچاتے تھے۔ اوس کا انجام یہی ہوا کہ آخر کار تیسری لڑائی پر بھی انگریز سرگرم ہو گئے۔ آسانی کے ساتھ انگریزوں نے راجہ کی راجدھانی کو اپنی ملکیت بنا لیا۔ یکم جنوری ۱۸۸۶ء کا روز تھا کہ تمام وکمال برہما کا ملک سرکار انگریزی کے زیر نگیں ہو گیا راجہ تھیو کو پنشن دیکر مدراس میں گوشہ نشین کر دیا گیا۔ برہما مملکت ہند کا ایک صوبہ قرار پایا اور ایک گورنر وہاں کی حکومت پر مامور ہوئے۔

سرحدی معاملے۔ کابل کی دوسری لڑائی کا یہ باجرا ہے کہ درمیانی ایشیا میں روسی اون دنوں بڑے زور و شور سے ملک گیری پر آمادہ تھے۔ رفتہ رفتہ ادھنوں نے ۱۸۸۵ء میں ہرات کے شمالی ضلع پنجپور بھی اپنا قبضہ کر لیا۔ یہ ضلع افغانستان کے متعلق تھا۔ امیر عبدالرحمن کیسا تھ

لاڑ صاحب نے رسم انجاد پیدا کی تھی۔ اسلئے روسیوں کو آگے قدم بڑھانے سے روکنا لازم ہوا۔ اور اس مزاحمت کے لئے یہی طے پایا کہ لڑائی کا جھنڈا بند کیا جائے۔ انگریزی سرکار تو کمر بستہ ہو گئی، لیکن روسیوں کی جرأت کا قدم پیچھے ہٹ گیا۔ جنگ چھڑی نہیں اور یہ تجویز ہوئی کہ سرحد قائم کرنے کے لئے کمیشن مقرر کیا جائے۔ اسی کمیشن نے افغانوں اور روسیوں کی سرحد قرار دیدی۔

**انڈین نیشنل کانگریس**۔ البرٹ بل پر جو تحریک عام پیدا ہوئی تو آریہ سماج کے بانی مہاتما دیانند سرسوتی تھیں سوائیکل سوسائٹی کے کرنل لکٹ اور میڈم بلیوسکی اور ایسے ایسے لائق آدمیوں کے بیانات سے ہمت پا کر اوس وقت کے ہندوستانی نوجوانوں نے اس ملک کی قدیمی تواریخ اور یہاں کے باشندوں کی قابل افتخار باتوں پر نظر ڈالی۔ ان نوعمر لوگوں نے ویدک زمانے کی عمدہ باتوں پر چلنے کی خوبی جو معلوم کی اسی سے حُب وطن کی بنیاد قائم ہوئی۔ یہ خیال اس ملک کے لئے نیا ہے اور مغربی ملکوں کی پیروی ہے۔ اسی وقت سے سرکاری کارروائیوں پر مباحثے شروع ہوئے اور حُب وطن کے پیدا ہونے سے ملکی معاملوں میں اس ملک والوں کی بیداری پیدا کرنے کے لئے اکثر صوبوں میں جلسین قائم ہوئیں ان میں کلکتے کی برٹش انڈین ایسوسی ایشن انجمن لاہور پونا کا جلسہ عام مشہور ہیں۔ ان مجلسوں کے بنائات مجتمع کر کے ایک بڑے متحدہ و بستا پیدا

کرنے کیلئے ہیوم صاحب کی کوشش سے ۱۸۸۵ء میں انڈین نیشنل کانگریس کی پہلی مجلس بھی ہوئی۔ پہلے سال جن لوگوں نے چندہ دیا تھا سبھی اوس کے شر یکا بنائے گئے۔ مگر دوسرے سال سے عام لوگوں کی مجلسوں میں شرکا کا انتخاب ہونے لگا۔ آجکل بھی کانگریس ہندوستان کی مسلم ملی جماعت خاص ہے۔ حضور ملکہ معظمہ کو سلطنت کرنے ہوئے ۱۸۸۶ء میں پچاس برس ہو گئے۔

جوبلی کا جلسہ ہندوستان میں بڑی تجل و احتشام کے ساتھ رونق افزائے عالم ہوا۔ لڑائیوں میں زر کثیر خرچ ہو گیا اس باعث سے لارڈ ڈفرن نے چند محصول بڑھا دئے۔ ۱۸۸۶ء میں لارڈ ڈفرن ولایت تشریف لیگئے۔

## (۹) لارڈ لینڈٹراؤن ۱۸۸۸ء سے ۱۸۹۲ء تک

لارڈ لینڈٹراؤن نے بھی امیر کے ساتھ سلسلہ ارتباط بدستور رکھا اور پتھراں کے سردار (مہتر) کو تابع سرکار بنا دیا۔

کونسل ایکٹ ۱۸۹۲ء اس قانون کے مضمون کے مطابق قانونی مجلسوں میں ممبروں کی تعداد بڑھا دی گئی ان میں سے کئی ایک ممبر ضلع بورڈ۔ میونسپلٹی و یونیورسٹی سے منتخب کئے جاتے تھے۔ اسوقت ہندوستانی ممبر اسکے بھی مجاز ہوئے کہ سرکار کے انتظامات میں اپنی رائے سرکار پر ظاہر کر دیں۔

## (۱۰) لارڈ الگن دوئم ۱۸۹۲ء سے ۱۸۹۹ء

(۱۱) لارڈ کرزن ۱۸۹۹ء سے ۱۹۰۵ء۔ جب لارڈ کرزن وائسرائے ہو کر

آئے تو ان کی عمر چالیس برس کی بھی نہ تھی لیکن بہت ذہین و دانشمند و حفاظت گزشتہ کارگزاری کی طاقت بھی بہت مخصوص تھی وہ بہت بشاشی کے ساتھ چودہ گھنٹے برابر کام کر سکتے تھے۔ یہاں آنے کے پہلے بہت ملکوں میں جا چکے تھے۔ ایران افغانستان۔ سیام۔ انام۔ کمبوڈیا سب کی سیر کئے ہوئے تھے۔

سرحدی معاملے۔ چار بار پہلے ہندوستان میں بھی آچکے تھے۔ اسی وقت سے وہ اس ملک کے گوشہ شمال و مغرب کی حقیقت خوب جان گئے تھے ایسا کے بڑے بڑے والیان ملک سے دوستانہ بھی کر لیا تھا۔ یہاں واپس آ کر چھ برس کے عرصے میں انھوں نے سب کار و بار انجام دیا۔ کوئی سرشتہ سرکاری یا غیر سرکاری باقی نہ رہا۔ سب میں کچھ نہ کچھ اصلاح و تبدیلی ضرور کیا سرحد کے مسالوں سے انھوں نے کوئی سابقہ نہ رکھا لیکن سامان جنگ جو اون کے پاس جاتے تھے اون کا بھی جتنا موقوف کر دیا۔ اوس طرف کی ریلیں سب بن کر تیار ہو چکی تھیں۔ ان موقعوں پر نگرانی کی نظر سے سنہ ۱۹۰۱ء میں اونہوں نے جداگانہ صوبہ قائم کیا اور اوس کا نام شمال و مغرب کا سرحدی صوبہ رکھا گیا۔ ناموں کے خلط ملط ہونے کو دور کرنے کے لئے پہلے جس صوبہ کا نام اضلاع مغربی و شمالی تھا مسترد ہو کر مالک متحدہ اگرہ واودھ رکھا گیا۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں عبدالرحمن مرگئے۔ نئے امیر حبیب اللہ خاں کے ساتھ بھی لارڈ صاحب نے رسم دوستی بحال رکھی۔

جناب ملکہ معظمہ قیسر ہند کا انتقال پر ملال سنہ ۱۹۰۱ء۔ سنہ ۱۹۰۱ء ماہ جنوری

میں جناب ملکہ مغظمہ نے دینا سے کوچ فرمایا۔ تمام ملک کو صد مہ ہوا۔ جناب  
مدد و حد کی یادگار میں کئی مقاموں پر اون کی سنگی تصویر رکھی گئی۔ ابھی کم ہی  
عرصہ ہوا کہ تمام ملک کی طرف سے کلکتہ میں حضور عالیہ کی یادگار  
میں دکٹوریہ میموریل ہال تعمیر ہوا ہے۔

### خلاصہ

|            |  |
|------------|--|
| ۱۸۷۷ء..... | دلی دربار  |
| ۱۸۷۸ء..... | دوسری جنگ افغانستان  |
| ۱۸۸۰ء..... | لارڈ رین کا آنا۔ افغانوں کی شکست                             |
| ۱۸۸۲ء..... | ضلع بورڈ۔ اورمیونسپلٹی قائم ہوئی                             |
| ۱۸۸۵ء..... | برہما سے تیسری لڑائی   |
| ۱۸۸۶ء..... | ملکہ مغظمہ و کٹوریہ کی جوبلی                                 |
| ۱۹۰۱ء..... | مغرب شمال اکل سرحدی صوبہ بنا۔ مالک متی بنا اور ملکہ مغظمہ کی |

(۳) شاہنشاہ اڈورڈ ہفتم  
اور شاہنشاہ جارج پنجم (۱۹۰۳ء سے.....)  
شاہنشاہ اڈورڈ ہفتم (۱۹۰۳ء سے سنہ تک۔ اگست ۱۹۰۲ء  
میں ولایت کی سرزمین پر شاہنشاہ اڈورڈ ہفتم کی تاج پوشی ہوئی۔

لارڈ کرزن - یکم جنوری ۱۹۰۳ء کو لارڈ کرزن نے ہندوستان میں بڑی شان کے ساتھ دہلی کے دربار میں اس تاج پوشی کا اعلان کیا۔ اس دربار میں ملک معظم کے برادر ذیشان تشریف فرماں تھے اور تمام رجاؤں کے شریک تھے لارڈ کرزن نے وہ اشتہار پڑھ کر سنا یا جو ملک معظم نے خود تحریر فرمایا تھا۔ اس اشتہار میں وعدہ کیا ہے کہ میں اپنی والدہ ماجدہ کے قواعد حکومت کی پوری پابندی کروں گا۔

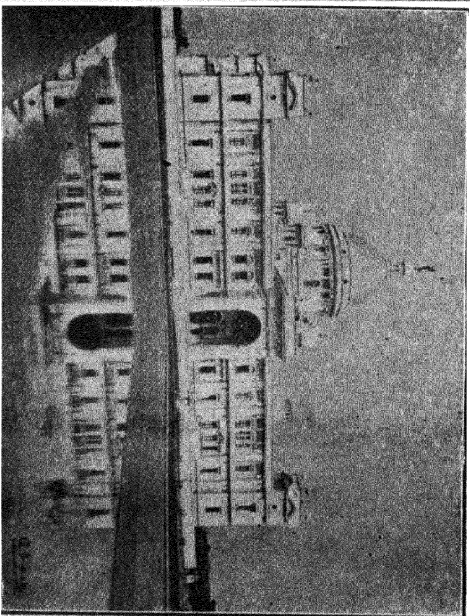
اوس وقت خلیج فارس کے پاس یورپ کی کئی طاقتیں اپنا رعب جانے کی کوشش کر رہی تھیں۔ اس صورت میں سرکار انگریزی کی مملکت ہندوستان کو خطرہ تھا۔ اسلئے لارڈ صاحب نے انگریزوں کی جہازی طاقت اوس جگہ بڑھانا چاہا۔ وہ خود ایران گئے اور دوسری طاقتوں کی شوکت کو رفع دفع کر دیا۔

تبت کے معاملے - ۱۹۰۳ء میں یہ خبر معلوم ہوئی کہ تبت میں روسی اپنی کارروائی کر رہے ہیں۔ تبت برائے نام چین کے ماتحت تھا اصل میں لاما کے اختیار میں تھا۔ یہ کوہ ہمالیہ پر آباد ہے اور کسی ریاست سے اس کا تعلق نہ تھا۔ ۱۹۰۳ء میں لارڈ کرزن نے ایک مختصر فوج تبت کو روانہ کی۔ اس فوج نے لاما کو شکست دی اور لاسا خاص شہر اس سے چھین لیا گیا۔ ڈلانی لاما گدی سے اوتار دیا گیا اور نئے لاما سے صلح کر لینی۔ ۱۹۰۶ء روسیوں سے یہ امر طے ہو گیا کہ وہ تبت پر کوئی



*(Chap 3.)*

**Lord Curzon.**



*( Chap 3. )*

**Victoria Memorial.**



دعویٰ نہ رکھیں۔ نسبت کے نسبت اب بہت سی باتیں دریافت ہوئیں  
ان کا اثر جغرافیہ اور تواریخ کی معلومات پر بہت پڑتا ہے۔

اور اور واقعات۔ پنجاب کے کاشتکاروں کو مہاجروں نے سودیلر  
بالکل مفلس بنا دیا تھا۔ افسران مالگذاری بھی اونکو بہت آزار پہنچاتے  
تھے۔ ان باتوں سے بچانے کے لئے ایک قانون جاری ہونے لگی تھی  
نکالی گئیں۔ جہاں استمراری بندوبست نہ تھا وہاں یہ کوشش ہوئی کہ  
نیا بندوبست جلد ختم کیا جاوے۔ مقامات قدم جیسے تاج محل۔ اشوک کے  
ٹیلوں اور کھنبوں کی مرمت اور حفاظت کے لئے ایک حکمہ جداگانہ قائم  
کیا گیا۔

تعلیم کے باب میں اصلاحیں۔ لارڈ کرزن خود ذی علم تھے اور انکی  
نظر بہت دور تک تھی۔ ان کے سبب سے ابتدائی مکتبوں کی بہت سی  
اصلاحیں ہوئیں۔ ابتدائی اسکولوں کے امتحان بند کر دئے گئے۔ پہلے  
امتحانات کا نتیجہ دیکھ کر سرکاری امدادی زر نقد ملتا تھا۔ اب یہ قاعدہ  
نکلا کہ جس اسکول میں تعلیم کا بندوبست عمدہ ہوگا اوسے کو زر امدادی  
ملے گا۔ انھیں دنوں میں ابتدائی مکتبوں میں فطرتی چیزوں پر غور کرنا  
ہاتھ کے کاموں کی تعلیم اور اشیا کا سبق بھی جاری ہوا۔ لارڈ کرزن  
نے یونیورسٹی کی تعلیموں کو تحقیق کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا  
اسکی رپورٹ سے معلوم ہوا کہ تعلیم ارزاں ہے اس سے ناقابل

لوگ بھی ڈگری حاصل کر لیتے ہیں۔ اور نوکری نہ ملنے سے ملک میں بد نظمی پھیلارہے ہیں اوسکے دفعیہ کے لئے لارڈ کرزن نے ایک نیا قانون جاری کیا کہ اس سے سب یونیورسٹیوں کو سرکار کے ماتحت رہنا پڑا اور ضرور ہوا کہ اسکول اور کالج یونیورسٹیوں میں شامل کئے جائیں۔ کالج اور اسکول کی فیس بڑھائی گئی۔ تمام ملک کی تعلیم کی نگرانی کے لئے ایک وزیر تعلیمی مقرر ہوا اس قانون کی پیش ہونے میں بنگال کے اہل علوم نے بہت سے عذر پیش کئے۔ لارڈ کرزن نے سٹنوالی نہ کی اس سے وہاں کے لوگوں سے ایک کشیدگی ہو گئی۔

دو سی ریاستوں کے ساتھ برتاؤ۔ لارڈ صاحب نے ہندوستان کی ریاستوں میں بھی دخل دیا۔ قریب قریب تمام ریاستوں میں دورہ کیا اور دلیان ملک کو طرز حکومت میں عمدہ انتظامات قائم کرنے پر مجبور کیا۔ اس سے فائدہ یہ ہوا کہ اوس زمانے سے کئی ہندوستانی ریاستوں کا انتظام بہت پسندیدہ ہو گیا ہے۔ لارڈ صاحب نے نظام کو پچیس لاکھ سالانہ دینے کا وعدہ کر کے برابر کو مالک متوسط میں شامل کر دیا۔ نظام کے لئے یہ ناراضی کا باعث ہوا۔

بنگال کی تقسیم سے تحریک۔ ۱۹۰۴ء میں لارڈ کرزن کچھ دنوں کے لئے دلائی چلے آئے وہاں سے جب واپس آئے تو انتظام کی سہولیت کے لئے انھوں نے ۱۹۰۵ء میں صوبہ بنگال کے دو حصے کر دیئے ان دونوں

کاروبار کی کثرت ہو گئی تھی۔ اور پوربی بنگال بہار و اوڈیسہ کا انتظام ایک لفٹنٹ گورنر سے نہیں ہوتا تھا اسوجہ سے لارڈ ڈکریزن نے آسام اور مشرقی بنگال کو ملا کر ایک صوبہ بنا دیا اوس کا نام مشرقی بنگال اور آسام ہوا اور مغربی بنگال بہار اوڈیسہ و چھوٹا ناگپور یہ سب ملکر دوسرا صوبہ ہوا۔ پہلے صوبے کا صدر مقام ڈھا کا ہوا۔ اور دوسرے کا کلکتہ رہا۔ دو حصوں میں دو لفٹنٹ گورنر حاکم ہوئے۔ بنگالیوں نے برخلائی کی فریادیں بلند کیں مگر سرکار نے مستحوائی نہ کی۔ بنگالیوں کے ہنگامے بڑھتے گئے۔ گاؤں گاؤں میں کمیٹیاں ہوئیں۔ اضطراب و بقراری کے مجمعہ سر بازار پھرائے گئے۔ مگر سب کچھ بے سود ہوا۔ سرکار نے ماہ اکتوبر ۱۹۰۵ء میں بنگال کو تقسیم کر ہی دیا۔ بنگالیوں نے دلائی دستکار یوں کا استعمال چھوڑ دیا اور دوسروں سے بھی نہایت اصرار کیا کہ صرف ویسی کپڑے پہنیں۔ تمام بنگال میں ناراضماندی کے شعلے بلند ہونے لگے۔ اسی مخالفت کا نام کچھ دنوں بعد سودیشی مخالفت ہو گیا۔

رخصتی۔ اس کے بعد ایک مہینے کے اندر ہی لارڈ ڈکریزن اور جنرل لارڈ کینز کی رائے میں اختلاف پڑ گیا۔ لارڈ ڈکریزن چاہتے تھے کہ وائسرائے کی کونسل میں جنگی مجبر ہونے کا منصب بدستور قائم رہے۔ غرض یہ ہے کہ جنگی لارڈ کونو محض اپنی حساب رائے سب کام کرنے میں مزاحمت کریں۔ جنگی لارڈ نے کہا کہ فوجی محکمہ میں دو بڑے افسروں کی ضرورت نہیں۔ جنگی لارڈ ہی

بخگی ممبر کا کام بھی انجام دیکھتا ہے۔ سکرٹری آف اسٹٹ نے بخگی لارڈ کا کہنا مان لیا اسلئے لارڈ کرزن نے استعفا دیدیا۔

(۱۲) لارڈ منٹو دویم (۱۹۰۵ء سے ۱۹۱۰ء)

۱۹۰۵ء میں پرنس آف ویلور جو اب شہنشاہ جارج پنجم ہیں یہاں آئے ہندوستان کے بڑے شہروں میں گئے لوگ ان کے آئے اسے خوش ہوئے۔

ملکی معاملات کی تحریک۔ بنگال کی تقسیم سے ۱۹۰۵ء میں جو تحریک ہوئی تھی وہ تمام ملک میں سراپا کر گئی۔ آسام سے پنجاب تک اور پونا سے مدراس تک لوگ اسی خیال میں مصروف ہوئے۔ لوگوں میں بہت اضطراب پھیل گیا اجاروں کی تقریروں سے اور اشتعال ہونا تھا۔ تعلیم یافتہ لوگوں میں بھی انحراف پیدا ہو گئی اور مغربی ادبیات سے مذاق آزادی پا کر یہ شکایت کرنے لگے کہ بدگمانی کے سبب سے سرکار ہم کو انتظام میں مدد پہنچانے کا موقع ہی نہیں دیتی۔

جب ہر سال نیشنل کانگریس کی طرف سے سرکار کے پاس عرضیاں بھیجی گئیں اور کوئی نتیجہ نہوا تب اس طرح سے زبانی داد فریاد کرنے کو فضول سمجھ کر کچھ لوگوں نے کام کرنے پر زیادہ زور دیا۔ ان خیالات کے لوگوں کا نام گرم دل ہو گیا۔ اس کے پیشوا لوکمانیہ بال گنگا دھر تلک ہوئے۔

کانگریس کے طرفدار نرم دل مشہور ہوئے۔ انکے پیشوا گو پال کرشن گو کھلے اور سوریندر ناتھ بنرجی ہوئے۔ ۱۹۰۶ء میں گرم دل والوں نے کانگریس پر غلبہ کر لیا۔ پھر مغربی ملکوں کے بغاوت پسندوں کی پیروی کر کے ایک نیا دل قائم ہوا ان لوگوں نے بنگال، پنجاب، پوننا، اور دوسرے مقاموں میں پوشیدہ جماعتیں بنائیں اور باغی ہونے کی سازشیں کیں۔ ہم بھنگے، ڈکیتی کی اور کچھ دیسی اور کچھ انگریزی افسروں کو قتل کیا۔ ریل کی سرٹکٹیں اٹھا ڈالنے اور دیسی سپاہیوں کو بھڑکانے کی بھی کوششیں کیں۔ اس وقت سرکار کی تجویز سے گرم دل والوں کے دبانے کے لئے نہایت سخت قانون بنائے گئے۔ اور نرم دل والوں کو اصلاحوں کے ذریعے سرکار کا طرفدار بنانے کی کوششیں کی گئیں۔ اس لئے جمعوں میں سرکار کے خلاف بیان اجازتوں میں خلاف سرکار لکھنا اور اسکول اور کالج کے طالب علموں کے لئے معاملات ملک میں شامل ہونا مسدود کر دیا گیا۔ عمال انیسویں نے اس وقت بہت سخت گیری شروع کی اور بہت لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ ان مفسدوں کی سزائیں بھی بہت شدید ہوئیں اور بہت سے جلا وطن کئے گئے۔ ایک بات بہت خوشی کی ہے کہ ان فتنہ پردازوں کی تعداد بہت کم تھی۔ دانشمند لوگ ان فساد کرنے والوں کی حرکتوں کو بالکل ہی ناپسند کرتے تھے مگر اپنی جگہ پر اتنی شکایت ضرور کرتے تھے کہ حکومت کے انتظامی کاروبار میں سرکار ہم لوگوں کو شریک نہیں کرتی۔ مسلمان لوگ بھی اسی وقت بیدار ہوئے اور ۱۹۰۸ء میں مسلم لیگ کی

پہلی مجلس ہوئی۔

کونسل ایکٹ ۱۹۰۹ء۔ لارڈ منٹو اور لارڈ مارے سکرٹری آف اسٹیٹ نے نرم دل والوں کے راضی رکھنے کو پارلیمنٹ سے ایک نیا قانون شایع کیا۔ اس کا نام انڈیا کونسل ایکٹ پڑا (۱۹۰۹ء) اسکے مطابق وائسرائے کی قانون مجلس میں ساٹھ ممبر کر دئے گئے۔ ان میں سے پچیس ممبر لوگوں کی طرف سے چُنے جاتے تھے۔ ہر صوبے کے قانونی مجلسوں میں بھی ممبروں کی تعداد زیادہ کی گئی۔ وائسرائے کے کاروباری انجن میں ایک ہندوستانی ممبر بھی داخل کیا گیا۔ سکرٹری آف اسٹیٹ کی انڈیا کونسل میں دو ہندوستانی ممبر داخل کئے گئے، اسی قانون کے اجراء سے مسلمانوں کو یہ حق ملا کہ اپنی جماعت کے لئے خود جدا گانہ ممبر چنیں۔ یہ بات ماننی ہی پڑی کہ اس قانون سے ہندوستانیوں کو کچھ نہ بچہ فائدہ ضرور ہوا۔ پھر لوگوں کو یہ غدر ہوا کہ اس اصلاح سے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ قانونی انجن میں سرکاری ممبر زیادہ ہیں پس کثرت رائے سرکاری کی طرف ہوگی پھر شور و خروش ہونے لگا۔

شاہنشاہ جارج پنجم۔ ماہ مئی ۱۹۰۶ء میں ملک مظہم اور ڈیفنڈہ میں رحلت فرمائی۔ آپ بہت اعلیٰ پسند تھے ان کے بعد جارج پنجم شاہنشاہ ہوئے (۲۲ جون ۱۹۰۱ء) اسی سال لارڈ منٹو ولایت گئے۔

(۱۳) لارڈ ہارڈنج دویم ۱۹۱۰ء سے ۱۹۱۶ء۔ لارڈ ہارڈنج دویم کے عہد میں دو ماجرے ایسے ہوئے کہ ہرگز فراموش ہونے کے لائق نہیں۔ اولیٰ

یہ کہ ہمارے شہنشاہ ہمارے ملک میں آئے دویش یہ کہ ۱۹۱۲ء میں جرمنی سے لڑائی چھڑ گئی۔ لارڈ ہارڈنج کے دل میں یہاں کے لوگوں کی محبت تھی انہوں نے بہت سی باتیں درست کیں جس سے لوگوں کا جوش و خروش دھما ہو گیا اور یہ بھی اون سے وعدہ کیا گیا کہ انتظام سلطنت میں یہاں کے لوگوں کو زیادہ مداخلت دی جائیگی۔ اس سے لوگوں کو سیقدر دلچسپی ہوئی۔ پھر بھی بغاوت پسندوں کی تحریک موقوف نہ ہوئی ۱۹۱۲ء میں دہلی کے داخلے کے وقت لارڈ ہارڈنج پر بم پھینکا گیا مگر خوشی کی بات ہے کہ اذ نکو نقصان نہیں پہنچا۔

شاہنشاہ کی تاجپوشی - جارج پنجم ۱۱ نومبر ۱۹۱۱ء کو ولایت سے روانہ ہوئے اور ساتویں دسمبر کو دہلی میں درود فرمایا۔ بڑے جلوس کے ساتھ اسی دن شہر کی سیر فرمائی۔ ۱۲ دسمبر کو وہاں دربار ہوا۔ مہاراجاؤں نے اور تمام رؤسائے جلیل القدر نے اون کو اپنے شہنشاہ ہونے کا اقرار کیا۔ اس کے بعد ملک کے ہر خاص و عام کو انہوں نے اپنے دیدار سے شاد فرمایا۔ اسی دن ہندوستان کے ہر شہر میں ایک دربار ہوا۔ اسکول کے لڑکوں کو مٹھائی بانٹی گئی اور ہر طالب علم کو یادگاری کے لئے ایک ایک تمغہ ملا۔ ترانہ ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ گیا۔ دلوں میں جو سرکار کے خلاف دلوے پیدا ہوئے تھے جو ہو گئے۔ مفسد دلی گردن نیچی ہو گئی۔ ہندوستانیوں کو یقین ہو گیا کہ شاہنشاہ ہم سے محبت

رکھتے ہیں۔

انتظام میں تبدیلیاں۔ شاہنشاہ نے اسی وقت سرکاری انتظام میں تبدیلیاں کر دیں۔ دارالسلطنت کلکتے سے دہلی کر دیا۔ بنگال کی تقسیم مسترد کر دی گئی بنگال ایک گورنر کے ماتحت ہو اور آسام بدستور سابق چیف کمشنر کے اختیار میں رکھا گیا۔ بہار۔ اوڑیسہ۔ چھوٹا ناگپور ملا کر ایک صوبہ قائم ہوا اس کا نام صوبہ بہار اوڑیسہ ہوا خاص و عام کو تعلیم کی برکت پہنچانے کے لئے پچاس لاکھ روپیہ بھی منظور فرمایا۔

یورپ کی جنگ عظیم ۱۹۱۴ء - ۱۹۱۸ء۔ چند سال گزرے کہ تمام ملک میں جشن ہوا تھا کہ ہمارے سرکار کی یورپ کی جنگ عظیم میں فتح ہوئی گو کہ یورپ کی جنگ عظیم سے ہندوستان کا تعلق نہیں رہا پھر بھی ہندوستان نے اس لڑائی میں شریک ہونا اپنا فرض سمجھا کیونکہ یہ ملک شائستہ دنیا کا ایک حصہ ہے اپنے شاہنشاہ اور سلطنت برطانیہ کی حفاظت کا لحاظ بہت رکھتا ہے۔ اس ملک نے اس فرض عظیم کو آخر وقت تک بنایا۔

لڑائی میں ہندوستانیوں کی مدد۔ شاید جرمنوں کو یہ خیال آیا کہ جب ہم انگریزوں سے ہر میدان جنگ آئیے گئے تو ہندوستانی رعیت ہمارے پلے پر آجائیں گی اور اپنی سرکار سے باغی ہو جائیں گی۔ ملک ہندو اپنی ترکیب سے مفت ہاتھ آجائے گا مگر یہاں معاملہ برعکس ہوا۔ اس ملک کے

کوئے کوئے چتے چتے سے یہاں کے لوگ ادٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اپنے بادشاہ کے لئے جان دینے کو مستعد ہو گئے۔ گاؤں گاؤں سے لڑائی کے خرچ کے لئے روپے مل گئے۔ والیان ملک کے نقد روپے بھی دیئے اور اپنی سب فوج بھی کارسزگار کے لئے حاضر کر دی۔ مہاراج ربواں نے اپنے تمام زیور و جواہر آدے دیئے۔ مہاراجہ بیکانیر نے سیکڑوں اونٹ دیئے مہاراجہ ہلکرا اور بگم صاحبہ بھوپال نے جہازی اسپتال مہیا کر دیئے۔ مہاراجہ سندھیانے موٹر گاڑیوں کا ایک انبوہ مہیا کر دیا۔ مہاراج بنارس نے زخمی سپاہیوں کے لئے ایک اسپتال کھول دیا۔ غریبوں نے سرکار کو قرض روپیہ دیئے۔ ہندو اور مسلمان ایک دل ہو کر اپنے بادشاہ کی خلوص و محبت کو ظاہر کرنے لگے۔ اپنی اپنی کھیتیاں ہر قوم اور ہر مذہب کے لوگوں نے ہتھوڑ لیں کہ سرکار کی مددگی تیسریں نکالیں۔ پچاس لاکھ سپاہی انبیا۔ یورپ۔ افریقہ اور ہر براعظم سے جرمین کے مقابلے میں لڑنے کو مہربتہ ہو گئے۔ ہندوستانی سپاہیوں نے بہادرئی کے لئے گیارہ وکٹوریا کراس اور سیکڑوں طرح کے انعام پائے۔ جو دھ پور۔ بیکانیر۔ پٹیالہ۔ کشن گڈھ اور کئی ریاستوں کے مہاراج خود لڑائی میں جا کر شریک ہوئے۔ لونجوان لوگ لشکر محافظت ہند میں داخل ہوئے یہ وفاداری اور جاں نثاری دیکھ کر ہمارے بادشاہ بہت خوش ہوئے اور ہندوستانیوں کی تعریف کر کے اون کا دل اور بھی بڑھایا۔ اسی وقت بنادت ہندوں کے ہنگامے کو خاموش کرنے کے لئے اور کارہائے جنگ

میں مدد دینے کے واسطے ۱۹۱۵ء میں ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ جاری کیا گیا۔ وہ وقت بہت خطرناک تھا اسلئے اس قانون کے جاری کرنے میں سرکار کو کچھ دقت نہ ہوئی۔

نتیجہ - اس لڑائی سے ہندوستان کے لوگوں کو بہت فائدہ ہوا۔ اسکے پہلے یہ ملک محض سرکار انگریزی کی عملداری میں ایک معمولی علاقہ سمجھا جاتا تھا۔ اور اسکی رائے نہیں پوچھی جاتی تھی مگر اس جنگ عظیم کے بعد دوسرا نقشہ ہو گیا۔ اب انگلستان اس ملک کو بھی کناڈا۔ اسٹریلیا اور ایسی بڑی بڑی آبادیوں کے برابر سمجھنے لگا۔ جبے سرکار برطانیہ نے اون ملکوں کو اپنے اپنے ملک کی حکومت دیدی ہے۔ اسی طرح ہندوستان کو بھی سوراخ دینے کا وعدہ کیا ہے۔

ستائیسویں اگست ۱۹۱۷ء کو سکریٹری آف اسٹیٹ نے ولایت کے پارلیمنٹ کی طرف سے وعدہ کیا ہے کہ رفتہ رفتہ اہل ہند کو سوراخ بجائے گا۔ دینا کے اور آزاد ملکوں کی طرح ہندوستان سے بھی لارڈ سنہاد جو اس وقت سرسندرسنہا کہلاتے تھے) اور مہاراجہ بیکانیر صلح کی انجمن میں بمرتبے اور فرانس شریف لے گئے۔ وہاں ان جلیل القدر صاحبوں نے اپنی رائے دیکر اپنے ملک کی عزت و آبرو کو دو بالاکر دیا۔ جب اہل انگلستان نے ہندوستانوں کو اپنے برابر کا درجہ دیا تو دنیا کی اور قوموں کی نظریں بھی اونکی وقعت زیادہ ہو گئی اور انھیں اپنے برابر سمجھنے لگی۔ تب ہی سے ہندوستان کے وکیل سب جامع الاقوام کانفرنسوں میں مثلاً لیگ آف نیشنس اور کانفرنس۔

ڈس آرمانٹ کانفرنس میں شامل ہونے لگے۔ بڑے بڑے عہدے پہلے  
ہندوستانیوں کو نہ ملتے تھے۔ آجکل وہ نوکریاں ہم لوگوں کو بھی ملنے لگیں۔  
لارڈسٹنہا انڈر سکرٹری آف اسٹیٹ کے اعلیٰ عہدے پر منعقد ہوئے  
اور ہمارے بادشاہ کے وزیروں میں داخل ہوئے۔ لارڈسٹنہا ایک  
عرصے تک وائسرائے کے ممبر قانونی بھی مقرر ہوئے تھے۔ لارڈسٹنہا بہار  
اور اڑیسہ صوبہ کے گورنر کا کام بھی انجام دے چکے ہیں۔ جنگ عظیم جب  
آغاز ہوئی اور یورپ سے مال تجارت کا آنا بند ہو گیا۔ اُس وقت ہمارے  
ہندوستانی بھائیوں کو معلوم ہوا کہ ہم اپنے روزانہ کاروبار میں بھی کس قدر  
محتاجی رکھتے ہیں۔ اس کا فائدہ یہ نکلا۔ کہ الٹی ختم ہوتے ہی نئے نئے کلوں  
اور کارخانوں کی کثرت ہوگئی ہر روز ادون میں ترکتی ہوئے لگی۔ امیروں نے  
تجارت کرنا اکثر اختیار کیا۔ ملک میسوپوٹامیا سرکار انگریزی کے قبضے میں  
میں جو آگیا تو اس سے فائدہ یہ ہوا کہ یورپ کا کوئی حملہ آور پچھم کی طرف سے  
خٹکی کی راہ نہیں آسکتا۔

لارڈ ہارڈنج کی رخصتی۔ ماہ اپریل ۱۹۱۶ء میں لارڈ ہارڈنج وطن کو  
ردانہ ہوئے مگر اُس وقت تک یہ (طالی) تمام نہ ہوئی تھی۔ تشریف لیجانے کے  
پہلے انھوں نے بنارس میں ہندو دشوودیا لہ کی بنیاد ڈالی۔ یہ ہندستان کی  
پہلی غیر سرکاری یونیورسٹی ہے۔

(۱۴) لارڈ چیمفورڈ ۱۹۱۶ء سے ۱۹۲۱ء ایسی مہینے میں لارڈ چیمفورڈ

دیسراے ہوئے۔ انکے عہد میں بڑے زور شور سے یورپ کی لڑائی ہو رہی تھی۔ انھوں نے بغاوت پسندوں کو دبانے کے لئے کئی سخت قانون جاری کئے کچھ لوگ ادن سے مخالفت ہو گئے۔ پھر بھی انھوں نے اپنا فرض جیسا چاہئے ویسا ادا کیا۔ ۱۹۱۸ء کی گیارہویں نومبر کو یہ لڑائی موقوف ہوئی۔ اب اس ملک والوں کو ایک نئی آفت کا سامنا ہوا۔ ایک نیا بخار جسکو الفلوینسز کہتے ہیں تمام ملک میں دائر و سائر ہو گیا اور کروڑوں آدمی مر گئے۔

ملکی حالتیں۔ اُدھر ملکی معاملوں کے آسمان میں ابر محیط ہو رہا تھا گو گوئی مخالفت پر بھی سرکار نے بغاوت پسندوں کو جلد دبانے کے لئے رولٹ ایکٹ ایک قانون جاری کیا۔ انھیں دنوں اس ملک کے مسلمانوں نے خلافت کی تحریک شروع کر دی تھی۔ موہن چند کرم چند گاندھی (مہاتما پیدائش ۱۸۶۹ء) نے اسی وقت مسلمان اور ہندو اہالیان تحریک کو متفق کر کے ایک زیادہ وسیع تحریک شروع کر دی۔ انھوں نے پہلے پہل سیتاگرہ (جان بوجھ کر خاص خاص قانون کا توڑنا) جاری کر دیا۔ اس کے سبب سے چند لوگ قید ہوئے پھر بھی تحریک کا انداد ہوا۔ ہمت پا کر لوگوں نے امرتسر۔ لاہور۔ دلی۔ احمد آباد اور دوسرے شہروں میں فساد کیا مگر غیر مسلح لوگوں کے فساد جلد دبا دیے گئے۔ امرتسر کے فساد کے دبانے میں جنرل ڈائرن نے بے ضرورت بہت زیادہ سختی کی۔ اُس نے جلیان والے باغ کی مشہور مجلس میں حاضرین مجلس میں سے بہت لوگوں پر گولی چلائی اور امن قائم رکھنے کے لئے سرکار نے

معاً مارشلڈ جا رہی کیا۔ ان دنوں امرتسر اور لاہور کے لوگوں پر بڑے ظلم کئے گئے پھر سرکار نے ان افسروں کے ان نامناسب کاموں کے لئے معافی کا ایک ایکٹ جاری کر لیا۔ اس سے تمام ملک میں ناراضماندی کی آگ بھڑک اٹھی۔

## افغانستان سے تیسری لڑائی ۱۹۱۹ء

۱۹۱۹ء کے شروع میں سازش سے افغانوں نے امیر حبیب اللہ خاں کو مار ڈالا اسکے بعد اوس ملک میں بلوہ ہوا اور امان اللہ مسند نشین ہو گئے افغانستان کو اندرونی خرابیوں سے بچانے کے لئے اور رولٹ ایکٹ سے ہندوستانی مسلمانوں کو آئندہ مذہبی ظلم سے بچانے کے لئے امیر نے سرحد صوبہ پر حملہ کر دیا۔ لیکن انگریزی فوج کے انھیں کئی جگہ بے طرح ہرا دیا۔ انھوں نے ڈرہ خیبر سے کابلوں کو ہٹا دیا۔ اور شہر پر دخل کر لیا۔ اُس وقت انگریزوں کے ہوائی جہازوں نے کابل اور جلال آباد والوں پر بہت سے بم پھینکے اس نے بعد امیر امان اللہ نے صلح کر لی۔

اوس کے کمزور ہو جانے کے سبب سے آجکل افغانستان کی قدر کچھ بھی نہیں ہے۔ اس لئے انگریزی سرکار نے امیر کو سالانہ مدد دینی بند کر دی اور لڑائی کے سامان دینے سے بھی ہاتھ کھینچا۔ اس کے ساتھ ہی امیر کو اور بیرونی طاقتوں سے سیدھا علاقہ رکھنے کی پوری آزادی دی گئی۔

صلح کی خوشی - ۱۹۱۹ء میں ماہ دسمبر کے درمیان یورپ کی بڑی لڑائی میں فتح ہونے کی خوشی بڑے دھوم دھام سے منائی گئی۔ مگر گرم دل والوں نے اس خوشی میں کچھ حصہ نہ لیا۔

۱۹۱۹ء کا اصلاحی قانون - ذکر ہو چکا ہے کہ جنگ عظیم میں ہندوستان کی وفاداری اور جاں نثاری نے سرکار انگریزی کو بہت خوشنود کر دیا۔ اسکے عوض میں ہندوستانوں کو سوراخ حسینے کا انتظام ہونے لگا۔ ہندوستانوں میں پورے آزاد ہونے کی قابلیت نہ پائی گئی۔ اس سبب سے ولایت کے پارلیمنٹ نے یہ وعدہ کیا کہ آہستہ آہستہ سوراخ ملے گا۔

۱۹۱۹ء کی بینیس آگسٹ کو سکریٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا مان ٹیلو صاحب نے برٹا پارلیمنٹ میں اعلان کیا کہ شاہنشاہ کی طرف سے پارلیمنٹ ہندوستان میں رفتہ رفتہ ایسا طرز حکومت قائم کرے گا جس کا کل انتظام اسی ملک کے باشندے کر سکیں اور اس طرح بتدریج قلیل عرصہ میں وہاں سوراخ قائم ہو جائیگا۔ اسی سال ماہ اکتوبر میں مان ٹیلو خود ہندوستان میں آئے اور وائسرائے کو ساتھ لیکر تمام ملک میں دورہ فرمایا اور اس امر خاص میں ذی مرتبہ لوگوں سے صلاح پوچھی۔ مان ٹیلو صاحب نے ولایت پہونچ کر ایک رپورٹ پیش کیا۔ اس رپورٹ کا نام مان ٹیلو مپسفورڈ رپورٹ یا مانٹ فورڈ رپورٹ ہو گیا۔ اس رپورٹ کے مطابق پارلیمنٹ نے ۱۹۱۹ء کا قانون اصلاح جاری کیا تھا۔ اس قانون کے اجرا سے سرکار ہند میں بہت رد و بدل

ہوگی۔ بنگال، بمبئی اور مدراس کے طور پر مالک متحدہ صوبہ پنجاب، صوبہ بہار اور یس۔ مالک متوسط اور آسام میں ایک ایک گورنر کا تقرر ہوا۔ ہر گورنر کی مدد کو ایک مختصر عملی مجلس مقرر ہوگی جس کے آدھے ممبر ہندوستانی ہوں گے۔ نئے نئے قانون اجرا کرنے کے لئے۔ محصول لگانے کے لئے۔ سالانہ حساب منظور کرنے کے لئے۔ ہر صوبے میں ایک قانونی مجلس ہوگی۔ اس مجلس کے ممبر زیادہ تر غیر سرکاری اور انتخاب کئے ہوئے ہوں گے۔ ملک کی تعلیم، تجارت کا رجحان، تجارت، حرفت، حفظان صحت، میونسپلٹی، ضلع بورڈ، سرکاری مکانات، سڑک، نہریں اور اس قسم کی چیزوں کی حفاظت نگہ رانی کے لئے۔ مجلس قانونی کے ممبروں میں سے دو یا تین ہندوستانی افسر مقرر ہوں گے ان ممبروں کو منسٹر کہتے ہیں۔ انکو ہر کام گورنر کے اتفاق رائے سے کرنا ہوگا۔ اسی انتظام کے مطابق ہر صوبے کی سرکار کو آمدنی و اخراجات کا پورا اختیار دیا گیا ہے۔ اسی طرح سے صوبے کی سرکاروں میں دوہرے انتظام کی رسم جاری ہوگی۔ انتظام کا کام کچھ سرکار کرنے لگی اور کچھ منسٹر۔ اس قانون کے سبب سے سرکار ہند میں بھی بہت تغیرات ہو گئے۔ دالیرائے کی کاروبار مجلس میں کم سے کم تین ہندوستانی ممبروں کا تقرر تجویز ہوا اور باقی تین ممبر انگریز قرار دیئے گئے۔ سارے ہندوستان میں قانون بنائے گئے۔ سالانہ حساب منظور کرنے۔ ٹیکس لگانے اور باہر سے آئے ہوئے مال پر محصول لگانے کے لئے ایک بڑی قانونی مجلس قائم ہوگی۔ اس مجلس کے ممبر زیادہ تر انتخاب کئے ہوئے

ہونگے۔ اس مجلس کے قوانین مجاریہ پر نظر ثانی کرنے کے واسطے ایک اور مجلس مقرر ہوگئی۔ اس مجلس کا نام ریاستی مجلس رکھا جائے گا۔ ضرورت ہوگی تو وائسرائے یا صوبے کے گورنر کو مجلس کے مسترد کردہ بلوں کو جاری کرانیکا اختیار ہوگا۔ اس میں بھی چند ممبر غیر سرکاری ہونگے۔ وائسرائے سے ان جلسوں سے کوئی تعلق نہ رکھا جائے گا۔ ہندوستانی ریاستوں کے غیر اندیشی کی نظر سے ایک مجلس وایان ملک منعقد ہوگی۔ اس مجلس کا نام ”مجلس وایان ملک“ ہوگا۔ اس کے ممبر سب دیسی رجواڑے ہونگے، ولایت کی انڈیا کونسل میں ہندوستانی ممبروں کی تعداد بڑھا دی جائے گی۔ اسی وقت سکریٹری آف اسٹیف اور انڈیا آفس کا کچھ ذرا اخراجات سرکار ولایت سے ملے گا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پارلیمنٹ کی نظر انڈیا آفس کے کاروبار پر زیادہ رہنے لگی۔ پارلیمنٹ کی طرف سے تمام سرکار ہند کے کاروبار کی نگرانی کیلئے جاسٹنٹ کمیٹی قائم ہوگی۔ اور سکریٹری آف اسٹیف اور سرکار ہند کی مدد کے لئے ایک ہائی کمشنر مقرر کئے جائینگے۔

شاہنشاہی اشتہار ۲۲ دسمبر ۱۹۱۹ء۔ اس نئے قانون پر عمل درآمد یکم جنوری ۱۹۲۱ء سے شروع ہوا۔ جس دن بادشاہ نے اس قانون کے اجرائی اجازت دی اسی دن ایک اشتہار بھی شایع فرمایا اس اشتہار میں بادشاہ نے اون تدبیروں کا ذکر کیا جو سرکار انگلستان ہندوستانی لوگوں کی بہبودی کے لئے کام میں لائے۔ اور اہل ہند سے اپنی خواہش

یہہ ظاہر کی کہ آپ لوگ اپنے مُلک کے انتظامی معاملوں میں مدد کیا کیجئے پھر سرکار اور غیر سرکاری لوگوں سے کہا کہ آپ لوگ باہم اتفاق کے ساتھ سب ایسے کام انجام دیا کیجئے جس سے مُلک واپے پُرانی سختیوں کو بھول جائیں۔ اسی لئے بادشاہ نے سب بغاوت پسندوں کو معاف کر دیا۔

ملکی حالت۔ اس طرح سرکار کے کہنے پر بھی ملکی حالت میں کچھ تبدیلی نہیں ہوئی۔ گرم طبقے والوں نے رفرام ایکٹ کے مطابق کام کرنے سے انکار کیا۔ مارشل لا اور خلافت کے متعلق جو برتاؤ کیا گیا تھا اوس کے خلاف مہاتما گاندھی نے ترک معاملات کی بڑی وسیع تحریک شروع کر دی۔ اس تحریک کے کرنے میں عام لوگوں کو ان چند باتوں کی ہدایت کی۔ دلاینی لباس کا استعمال ترک کر کے کھدر کے کپڑے پہننا جن ذات والوں کو چھوٹے سے عموماً پرہیز کرتے ہیں انکی اصلاح کی فکر۔ سرکار کے قائم کئے ہوئے اسکول۔ کالج۔ عدالت۔ خطابوں کے اور ملازمت وغیرہ سب تعلقات سے علیحدہ ہو جانا۔ اگر بیچ پوچھنے تو ایسی عجیب مخالفت دنیا کی تواریخ میں اور کبھی نہیں ہوئی۔ اس تحریک سے اصل میں اس قاعدے کی پابندی تھی کہ افعال۔ خیالات اور اقوال سے مخالفت فریقوں سے نفرت۔ عداوت و بد سلوکی کچھ نہ کریں۔ پھر بھی نرم طبقے والے اور مرہٹے اس دستور العمل کے برخلاف تھے۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں پنڈت بال گنگادھر تلک کے مرنے کے بعد گرم طبقے کے خاص پیشوا گاندھی جی بن گئے۔ اسی سال ناگپور کانگریس نے بھی اونکے قواعد کو مان لیا۔

ادھر اصلاح شدہ کونسل کا انتخاب ختم بھی ہو گیا مگر تارکان موالات ابیں شریک نہ ہوئے۔ نرم طبقے کے سب بڑے بڑے پیشوا جب ہنٹر وغیرہ جنگے تب اس طبقے کا رسوخ بالکل جاتا رہا۔ اسی وقت لارڈ ستیندر پرسن سہما بہارا وڈیسیہ صوبہ کے گورنر مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۱ء کی فروری میں ڈیوگ آف کناٹ نے اصلاح شدہ کونسل اسمبلی کا آغاز کیا۔ اسکے بعد ہی لارڈ چمفسور ڈ وطن چلے گئے۔ انھوں نے ہندوستان کی طرف سے سپاہی۔ زر نقد اور سامان جنگ وغیرہ پہنچا کر جنگ جرمین کی فتح ہونے میں بہت امداد کی۔ سپردنی قوموں کو شریک کر کے جو چند کانفرنس ہوئے ان میں انھیں کی کوشش سے ہندوستان کے باشندوں کو جگہ ملی۔ سلطنت برطانیہ کے دوسرے دوسرے حصوں میں (بحجز افریقہ) برابر حقوق ملے اور فوجی محکمے میں بھی ہندوستانیوں نے اعلیٰ عہدے پائے۔

## (۱۵) لارڈ ریڈنگ ۱۹۲۱ء سے ۱۹۲۶ء

ملک کی حالت۔ جو وقت لارڈ ریڈنگ اس ملک میں آئے اس وقت یہاں کارننگ کچھ اور ہی تھا۔ ترک موالات کی تحریک بڑے زور شور میں ہو رہی تھی۔ خلافت کو مستقل بنانے کے لئے مسلمانوں نے ہندو تارکان موالات کا ساتھ دیا تھا۔ تمام ملک میں سخت تلاطم تھا۔ مگر بغیر جبر کے ترک موالات کا جاری کرنا اتنا ہی مشکل ہے جتنا سپاہی پر ثابت قدم رہنا دشوار ہے۔

پھر غیر تعلیم یافتہ اور غیر مہذب عوام کے دل میں انتقام کا خیال آجانا فطرت کا تقاضا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ گردوار کی اصلاح کرتے وقت اسکے اکالیوں نے ترن تارن اور دوسرے مقاموں میں بہت خونریزیاں کیں اور ہندو مہنتوں کو خوب لٹوٹا۔ ملا بار کے باشندے عرب کے موبلا مسلمانوں نے سوراخ قائم کر کے ہندوؤں پر بہت تشدد کیا۔ "علی بھائی" سیدھے سادے نادان مسلمانوں میں نصب مذہبی پھیلائے لگے اور اونکو سرکار سے انحراف پر ترغیب دینے لگے کچھ لوگ امیر کابل کی مدد سے اسلامی ریاست قائم کرنے کا خواب دیکھنے لگے۔ اتحاد قائم رکھنے کے لئے گاندھی جی نے جو اکثر حقوق مسلمانوں کو دیئے تھے اس سے ہندو شکایت کرنے لگے۔

ایسی حالت میں ہمارے موجودہ پرنس آف ویلز کا روڈ ہوا (۱۹۲۱ء)۔ تارکان موالات نے ان کا استقبال بھی نہ کیا۔ اور اوسی دن بمبئی میں ایک سخت ہتھکامہ ہو گیا۔ تمام ملک میں بد امنی کی آگ نہایت شعلہ در دیکھ کر لارڈ صاحب گاندھی جی سے صلاح آمیز مشورت کرنے پر مستعد ہوئے۔ اس کے پہلے ہی "علی بھائی" سپاہیوں کو ترغیب دینے کے جرم میں دو برس کے لئے قید کئے گئے تھے انھیں دنوں گجرات کے بردولی تحصیل میں قانون کی نافرومانی کی تیاری ہو رہی تھی۔ ادھر گورکھپور کے پاس چوری چور میں عوام نے سرکشی کا زور باندھا ۱۹۲۲ء۔ اس سبب سے گاندھی جی اپنے جدا اختیار پر خیال کر کے ترک موالات کے سرکار کے متعلق جیسے کو مسدود کر دیا۔ اس باعث سے وہ مثل پہلے کے

ہر دل عزیز نہیں ہے۔ موقع پا کر سرکار نے نافرمانی حکم کے جرم میں انکو چھ سال کے لئے قید کر دیا۔ اس طرح روحانی طاقت کے وسیلے سے سوراج پانے کی اُمید برٹ گئی۔

اوسی وقت سے ترک موالات کے حوصلے میں کمزوری دیکھ کر بنگال کے جت رجنن داس نے سوراج دل قائم کیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ کونسل میں جا کر متواتر خلاف سرکار رائے دیکر دو اہرے انتظام (ڈائری) کو مٹا دیں۔ سوراج دل داسے بنگال اور مالک متوسط میں بڑی کامیابی کے ساتھ کام کرنے رہے۔ یہاں تک کہ کچھ دنوں کے لئے اون صوبوں کی سرکاروں کو بیکار کر دیا۔ مگر ۱۹۲۵ء میں جب داس صاحب نے انتقال کیا تو سوراج دل والوں کے کاروبار میں کمزوری آگئی۔ ادھر ترک موالات میں کمزوری آئی اودھر بغاوت پسندوں نے زور باندھا۔ بنگال میں کئی جگہ ڈاکہ مارا پوشیدہ خون کئے۔ ڈاکخانے ٹوٹے اور بم پھینکے۔ ان کو دبانے کے لئے سرکار نے بہتوں کو بنگال سے شہر بدر کر دیا۔

مذہبی تنازع۔ ترک موالات کے وقت میں گاندھی نے بڑی تاکید کی تھی کہ سب لوگ اپنے مذہبی خیالات کی کامل حفاظت کریں۔ اسلئے ہندو مسلمانوں دونوں دین والوں میں کچھ تعصب پیدا ہو گیا۔ پس ترک موالات میں نقص پیدا ہونے ہی ہندو مسلمانوں میں جو نقص ظاہر داری کا اتحاد ہوا تھا اسکا بھی خاتمہ ہو گیا۔ ہر طرف ہندو مسلمان مذہب کے معاملوں میں باہم رٹنے

مرنے لگے۔ کوہاٹ کے ہنگامے (۱۹۲۲ء) کے بعد گاندھی جی نے اکیس دن تک فاقہ کیا۔ اسپر ملک کے بڑے بڑے لوگوں نے اتحاد انجمن کی پر کچھ عمدہ نتیجہ نکلا ہندو شدھی سنگٹھن کرنے لگے اور مسلمانوں نے تنظیم اور تبلیغ کرنے میں اپنی طاقت صرف کی ابھی بنگال میں سخت ہنگامہ برپا ہو گیا ہے (۱۹۲۶ء)۔ حالت دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ جب تک جماعتی اغراض کے چھوٹے چھوٹے جھوٹے کام نہ کرے اور مسلمان ملک اور خلائق کی رفاہ پر نظر نہ کریں گے اور بالاتفاق کام نہ کریں گے تب تک امن قائم ہونے کی کوئی امید نہیں۔ ہندو مسلمانوں کے دین میں نہیں مگر تہذیب و خیالات ملکی میں اتحاد ہونا ممکن ہے۔

دوسرے واقعات۔ لڑائی کے بعد جب سرکار کے اخراجات بڑھ گئے تو نئے نئے محصول لگائے گئے اور مالی حالت کی تحقیق کرنے کے لئے پرنس کیمپ کیٹی قائم کی گئی۔ اس نے خرچ کی کمی کی تدبیریں بتائیں۔ لی کمیشن کی ہدایت کے مطابق سول سروس والوں کی تنخواہ بڑھا دی گئی۔ فوجی محکمے میں ہندو تیار ہونے اور عہدے دینے کے لئے سرکار نے دیرہ دون میں ایک فوجی کالج قائم کیا اور سائڈ ہر شرف کے فوجی مدرسے میں دس ہندوستانی شاگردوں کے لینے کا انتظام ہوا۔ ۱۹۲۳ء میں ناٹھ اور پٹیلہ ریاستوں میں باہم نزاع ہوا اس سبب سے راجہ ناٹھ نے راج سے استعفا دیدیا۔ ۱۹۲۵ء میں ہلکنے بھی راج سے کنارہ کیا۔ ۱۹۲۶ء میں لارڈ ریڈنگ وطن کو پھر گئے اور ان کے عہدے پر لارڈ آرون مقرر ہوئے۔ اب سلطنت کے آسمان پر

پر جو سیاہ ابر گھرا آئے تھے وہ سب ہٹ گئے۔ ملک کے چاروں طرف امن کی نسیم دلکش چلتی ہے۔ اب دیکھنا ہے کہ سنہ ۱۹۲۹ء میں ہم کو کون سے نئے حقوق ملتے ہیں اور نئی اصلاحیں ہوتی ہیں۔ اس امید سے ہر دل بھرا ہوا ہے۔

### خلاصہ

- ۱۹۰۳ء ..... شہنشاہ اڈورڈ ہفتم تخت نشین ہوئے و تبت پر چڑھائی
- ۱۹۰۵ء ..... بنگال کی تقسیم۔
- ۱۹۰۹ء ..... قانون اصلاح جاری ہوا۔
- ۱۹۱۰ء ..... شہنشاہ جارج پنجم تخت نشین ہوئے۔
- ۱۹۱۱ء ..... شہنشاہ ہندوستان میں تشریف لائے۔ دلی دربار منعقد ہوا۔
- ۱۹۱۲ء ..... یورپ کی جنگ عظیم شروع ہوئی۔
- ۱۹۱۸ء ..... یورپ کی لڑائی تمام ہوئی۔
- ۱۹۱۹ء ..... افغانستان کی تیسری لڑائی۔ قانون اصلاح جاری ہوا۔
- ۱۹۲۱ء ..... ترک موالات کی ابتدا۔
- ۱۹۲۱ء ..... پرنس آف ویلز اس ملک میں تشریف لائے۔
- ۱۹۲۲ء ..... ترک موالات کا خاتمہ۔



## (۴) سرکار انگریزی کے تسلط میں ملک کی حالت

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ہمارے باپ داداؤں نے سلطنتِ مغلیہ کی بنیاد پرٹے نہیں اس لیے سبب سے مدد دی کہ اچھی حکومت کے سائے میں امن و اماں سے رہیں۔ غرضیکہ سلطنتِ مغلیہ اس لیے قائم ہوئی تھی کہ عمدہ سلطنت کے انتظام کو پورا کرے۔ مغلوں نے ایک ہی طرح کا علم و زبان اور بہت سے ہنر و فن ایک ہی طرح کے جاری کر کے۔ شمالی و جنوبی ہند کو ایک کر دیا۔ اور ہمارے ملک والے جو سب ملک والوں سے علیحدہ رہتے تھے اب اس بگڑے ہوئے خونی کا خاتمہ ہو گیا۔ بیرونی دنیا کے ساتھ اون سے ربط ضبط ہو گیا۔ یہ بھی ہم کہہ آئے ہیں کہ انگریزوں نے مغلوں کے ادھورے کام کو پورا کر دیا۔ اس میں شک نہیں کہ خدائے انگریزوں کو یہاں اس لیے بھیجا کہ فتنہ و فساد کو نیست و نابود کر کے آرام و سکون کی صورت دکھائیں۔ جو سخت ایذا میں ہم پڑنے وقتوں میں بیرونی حملہ آوروں کے ہاتھوں سے اڑھاتے تھے اب سرکار انگریزی کی بدولت ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں آتیں۔ تیمور کی شورشیں نادر شاہ کی غارتگری اور خونریزی آجکل خواب و خیال ہو گئیں ہیں۔ چھوٹی چھوٹی ریاستیں باقی نہ رہیں اور اس سے ملک کی بچینی جاتی رہی۔ غریب رعیت کو نہ پنڈاریوں کے غول ستائیس نہ مرہٹوں کے رسائے کسی کمزور مفلس کی جان و مال کو۔

کوئی رستم ساز بردست اور قاروں سادو لقمند بھی بُری آنکھ سے دیکھ نہیں سکتا۔ سرکار رعیت کے ایمان رسم و رواج میں دخل انداز ہونا کیسا خود اداون کی حفاظت کرتی ہے۔ اسی سرکار کی طفیل سے جنگلی گنوار شائستگی اور تہذیب میں ترقی کرتے جاتے ہیں۔

انگریزی حکومت کی خصوصیت - حکومت انگریزی میں مغلوں کی سلطنت کی طرح اسی بات کا آرام نہیں کہ منصف حکومت کی لازمی شرطیں پوری کی جائیں۔ بلکہ ہزاروں ایسے ایسے فائدے ہلوگوں کو پہنچتے ہیں کہ حکومت مغلیہ میں اداون کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ چند منفعوتوں پر خیال کر دو۔ ریل کی سواری - تار برقی کا پیغام رسانی - ڈاک کی قاصدی - اخبار کے واقعات نگاری - اور سب سے بڑھکر انگریزوں کی تعلیم بخشی و سب سے کیسا عالمگیر اتحاد قائم ہو گیا ہے۔ تنہا زندگی بسر کرنے کی کلفت ہندوستان سے بالکل اداٹھ گئی اور سب سے ملکر رہنے کا خیال پیدا ہو گیا ہے۔ دنیا کی اور قوموں کے ساتھ برابری کرنے کو یہاں کے لوگ تیار ہیں۔ انگریزی زبان کی تعلیم سے ہم لوگوں میں حب الوطنی کا جوش بھی پیدا ہو گیا ہے۔ ذاتی اور فرقی کی محبت کے عوض ملکی (ہندوستانی) محبت ہم میں اثر کر گئی ہے۔ یہ وصف ہم لوگوں میں بالکل نیا نمودار ہوا ہے۔ انگریزی حکومت میں رعایا کے حق پر لحاظ ہوئے ہیں۔ اس سے ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی کے دل میں آزادانہ خیال نمودار ہوئے ہیں۔

جماعت۔ شروع میں بودھ مذہب کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے اور پھر اسلام کے رد ورواپنی دینی بڑائی دکھانے کے لئے ہندوؤں نے بہت سخت رسم و رواج جاری کر دیئے تھے۔ ایک زمانہ وہ بھی تھا کہ گھر سے باہر جانے کی تلافی میں پراشمت کرنا پڑتا تھا۔ ہندو اگر سمندر کا سفر کریں یا سر پر چوٹی نہ رکھیں یا ڈاکٹری دو اپنی لیں تو ذات سے باہر کر دیئے جائیں۔

لیکن ۱۸۳۵ء کی ساتویں مارچ تواریخ ہند کے ورق پر طلالی حروف میں لکھ رکھنے کے لائق ہے۔ اسی دن لارڈ بینٹن گائے اسٹاک میں انگریزی زبان کی تعلیم دینے کا انتظام کیا۔ البتہ یہ تو ماننا پڑے گا کہ انگریزی تعلیم کا اثر ہمارے ملک کے نوعمر لوگوں پر شروع شروع میں اچھا نہ ہوا۔ انگریزی خواں خیال کی آزادی پر زیادہ زور دینے لگے ہندو مذہب و رسم و رواج کی طرف سے کنارہ کشی کرنے لگے۔ بے سمجھے بوجھے ان باتوں پر تہنہ لگے جو شاستریس لکھی ہیں۔ ہندو رسم و رواج کو فصول سمجھنے لگے۔ بلکہ یہ خیال ہوا کہ ہم پر فرض ہے کہ اونکو اٹھا دیں رفتہ رفتہ اونکی یہ رائے ہو گئی کہ آزادئے خیال کا مقتضا یہی ہے کہ وہی بات کریں جسکو دل چاہے اور اصلاح یوں ہی ہو گا کہ دینی رسوم کو بالکل مٹا دیں ہندو دیوتا اور دیسیوں کو ماننا کیسا ایک خدا کی ہستی سے بھی انکار کرنے لگے۔ کم سے کم بنگال اور بمبئی کے نئے انگریزی دانوں کی یہی حالت تھی

بہتروں نے شراب خواری - ممنوع غذا کھانی - عیسائی اور مسلمانوں کے ساتھ کھانا پینا اسی کو اصلاح اور تہذیب سمجھ لیا - چند نوجوانوں نے اپنی جمعیت قائم کر کے یہ بھی کیا کہ ممنوع غذا کھا کر جو ٹھاہمسا یوں کے گھروں میں پھینکنے لگے اور اسکو بڑی دلیری جانسنے لگے کہ بر ملا ہندو مذہب کے رسوم و قواعد کی مخالفت کرنی شروع کی -

ان دنوں میں اس ملک کے غور و فکر کرنے والوں کی رائے و خواص باتوں میں مختلف ہو گئی تھی - پہلی بات یہ تھی کہ تعلیم انگریزی زبان میں سنسکرت یا فارسی اور عربی میں دیجائے - دوسری بات یہ تھی کہ سستی ہونے کا رواج مسدود کیا جائے یا بدستور سابق رکھا جائے - جب ان دو مخالفت حزینوں میں مباحثے اور مجادے پڑ گئے تو ہندو مذہب کی فوجی کھلنے لگی - لوگ انگریزی زبان کے شوق میں اپنی مادری زبان سے پیچھے ہو گئے - وہ اکیلیز اور ایمینن ایسے ایسے انگریزی شخصوں کے دادا اور لکڑ دادا کے نام بھی بنا سکتے تھے - لیکن اگر یہ پوچھیں کہ بدہشٹر کون تھے تو حیران ہو کر منہ دیکھنے لگتے تھے - موقع پا کر عیسائی پادری اچھے اچھے لوگوں کو اپنے دین میں لے آئے -

دینی تحریک - اون دنوں جن بزرگوں نے ہندو دین کی اصلاح کر کے باقی ماندہ لوگوں کو عیسائی ہونے سے بچایا ان میں سے آریہ سماج کے سوامی و بانند (۱۸۲۷ء سے ۱۸۸۳ء) براہمہ سماج کے راجہ رام موہن رائے

(۱۷۷۷ء سے ۱۸۳۳ء) کیشو چندر سین (۱۸۳۸ء سے ۱۸۸۴ء) اور  
 بزار تھنا سماج کے مہادیو گو بندراناڈے (۱۸۷۲ء - ۱۸۹۰ء) تھے۔  
 عام طور سے یہ سب لوگ موقد ہیں اور بُت پرستی کو بیکار جانتے ہیں۔ وہ  
 بیواؤں کی شادی۔ عورتوں کی آزادی۔ جماعتی طور پر خدا کی بندگی کا اعتقاد  
 رکھتے ہیں۔ آریہ سماجی وید کی دینی رسموں میں ہون کو فرض جانتے ہیں۔  
 اس سماج کے لوگوں نے تعلیم کے پھیلائے اور چھوٹ کار و اج بند کرنے  
 اور شادی وغیرہ جاری کرنے میں بہت فائدہ پہنچایا ہے۔ ہندو دین کے  
 رام کرشن پر مہنس (۱۸۳۳ء - ۱۸۸۶ء) اون کے چیلے سوامی دیویکانند  
 (۱۸۶۳ء سے ۱۹۰۲ء) تھو سائیکل سوسائٹی کی میڈم بلیوسکی (۱۸۳۱ء  
 ۱۸۹۱ء) اور کرنل اسکاٹ (۱۸۷۰ء میں انتقال کیا) کے نام مشہور ہیں  
 ان سب بزرگوں نے بہت کوشش سے قسم قسم کی اصلاحیں کر کے  
 لوگوں کی دینی زندگی میں ایک نیا جوش پیدا کر دیا۔ سرکار نے بھی قانون  
 جاری کر کے بڑے رواجوں کو جیسے سستی ہونا۔ جگر نا تھجی کے پہنے کے نیچے  
 دب مرنا۔ گنگا ساگر کے سنگم میں ڈوب مرنا اور غلامی وغیرہ بند کر دیا۔  
 اسلام میں بھی اس زمانے میں دہالی اور احمدیہ یہ دو نئے فرقوں کا  
 ظہور ہوا۔ بالعموم وہ پیغمبر صاحب کی بزرگی نہیں مانتے۔ دہالی بہت  
 بڑے متعصب ہیں۔ بغاوت کے جرم میں کئی بار انکی سخت سزائیں ہوئیں۔  
 احمدیہ فرقے کا خیال کیسے قدر آزادانہ ہے۔

حال کی جماعت - لیکن بڑے ہندو جماعت کی رسم و رواج کے خلاف جو یہ باتیں ہوئیں وہ بالکل بیکار نہ ٹھہریں آج جو ہندو دھرم والوں میں آزادی سمائی ہے وہ اسی مخالفت کا نتیجہ ہے۔ آجکل پر دے کی پابندی پہلے کی طرح نہیں رہی۔ آجکل اچھے اچھے گھرانے کی عورتیں چہرے کا خوب پردہ کر کے عام مجلسوں میں شریک ہوتی ہیں۔ اور بعض عورتیں مجلسوں کے بعض کاموں میں بھی حصہ لیتی ہیں۔ ریل کے ہونے سے اور انگریزی تعلیم کے بڑھنے سے ذاتوں کا لحاظ بھی کم ہو رہا ہے یہاں تک کہ فی الحال مہاراجہ گانگوڑے اپنی ریاست میں ذاتوں کا لحاظ مسدود کر دیا ہے۔ قوم کو اچھا بنانے کے لئے اچھی مان کی ضرورت ہے۔ اس لئے تعلیم نسواں کے شایع ہونے کے واسطے سرکار بڑی بڑی تدبیریں کر رہی ہے۔ پنڈت الیشور چندرودیا ساگر (۱۸۲۲ء - ۱۸۶۱ء) کی تحریک سے سرکار نے بیواؤں کی شادی کو جائز کر دیا ہے (۱۸۵۶ء)۔ مختلف ذاتوں کے باہم ازدواج کا قانون جاری کرنے پر غور ہو رہا ہے۔ لیکن سرکار کے غیر ملکی ہونے کے سبب جب تک عام لوگوں کی رائے نہ ہو سرکار دست انداز نہیں ہو سکتی۔

تعلیم کی ترقی کے ہمراہ لوگوں کو یہ خیال بھی دلنشین ہوا ہے کہ آدمی سب برابر درجہ رکھتے ہیں۔ اور آپس میں بڑائی کے دعوے فرد ہوتے جاتے ہیں۔ پہلے جو چھوٹی ذات کے سبھے جاتے تھے آجکل وہ بہت ترقی.

کر رہے ہیں اور نئے حقوق حاصل کرتے ہیں۔ اسلامی جماعت میں بھی پردے کے خلاف تحریک ہو رہی ہے اور تعلیم نسواں جاری ہوتی جاتی ہے۔

انگریزی سلطنت میں سب باتوں میں جتنی ترقی ہوئی اتنی ہی ہملو گوئی ضرورتیں بھی زیادہ ہو گئیں۔ ہم لوگوں کی آمدنی بڑھی تو خرچ بھی بڑھ گیا۔ آجکل ہم لوگوں کے معاشرت کے طریقے بہت بدل گئے ہیں۔ فیشن کے پابند ہونے سے فضول خرچی زیادہ ہو گئی ہے۔ لڑائی کے بعد سے ہملو گوئی کا خرچ بگھنا ہو گیا ہے۔ ہم لوگوں کے باپ دادا جتنا سال بھر میں خرچ کرتے تھے ہم ایک مہینے میں اوٹھا ڈالتے ہیں۔

تعلیم - مسلمانوں کے عہد میں سلطنت کی طرف سے تعلیم کا کوئی مفول بندوبست نہ تھا۔ صرف برہمن اور عالی خاندان مسلمان تعلیم یافتہ ہوتے تھے آجکل بادشاہ وقت کی تعلیم کی طرف بہت توجہ ہے۔ مختلف قسموں کی تعلیم کے لئے مختلف مدرسوں کی بنیاد پڑتی ہے۔ ابتدائی تعلیم دینے کے واسطے ابتدائی مکتب ہیں۔ ہر تحصیل میں ہندی یا اردو مڈل اسکول ہیں۔ ہر ضلعوں میں انگریزی زبان کی تعلیم اور اعلیٰ علوم میں قابل بنانے کے لئے ہائی اسکول اور کالج ہیں۔ انکے علاوہ کلکتے، ڈھاکے، رنگون، پٹنہ، بنارس، الہ آباد، علیگڑھ، لکھنؤ، آگرہ، لاہور، حیدرآباد، بیسوا، ناگپور، بمبئی و مدراس میں یونیورسٹیاں ہیں۔ اس کے ساتھ ہی قدیم طور پر تعلیم دینے کے لئے بوبپور کی بشو بھارتی، کانگری کا گوردکل اور

رشی کل بھی ہیں۔

دینا کو ہندوستانی علمی لیاقت سے واقف کرنے کے لئے ڈاکٹر رندرناتھ ٹیگور اور ڈاکٹر گلکیش چندر بوس کا سفر عالم قابل ذکر ہے بشو بھارتی کے قائم ہونے کے بعد مغربی ملکوں کے بڑے بڑے عالم اس ملک میں متعین طور پر آئے جانے لگے۔ اس طرح سے مشرقی اور مغربی ملکوں میں درمیان رائے اور خیال کے باہم مبادعے ہوتے ہیں اس سے آپس میں گفت و شنید رکھنے کا اچھا موقع نکلا ہے۔ کاریگری کے فن۔ قانون ملکی۔ تجارت۔ انجینیری۔ ڈاکٹری اور اکثر علوم و فنون کے لئے جدا جدا اسکول اور کالج ہیں۔ تعلیم یافتہ لوگوں کی تحریکیں و ترغیب کے واسطے کتب خانے عجائب خانے اور کتب خانے جہاں سب لوگ آزادی سے بیٹھ کر کتابیں اور اخبار پڑھیں اور ہر علم و فن کی مجلس بھی موجود ہیں۔ ادبیات۔ انگریزی زبان کی تعلیم کے علاوہ دیسی زبانوں کے سکھانے کی بھی بہت ترقی ہو رہی ہے۔ ۱۹۰۲ء میں جدن کیری صاحب اور چند پادریوں نے شیورام پور میں پہلے پہل چھاپے خانے قائم کیا وہ دن بیشک یادگار زمانہ ہے۔ اس دن سے آج تک دیسی زبانوں میں ہر روز بے محدود بیٹار کتابیں چھپ کر شایع ہوا کرتی ہیں۔ بنگلہ زبان میں بندے ماترم کے مخلص نلکم چندر چٹرجی (۱۸۳۸ء۔ ۱۹۰۴ء) اور لوئبل برائٹز کے پالنے والے (۱۹۱۳ء) شعاع ہینٹل رندرناتھ ٹیگور نے

(۱۸۶۲ء میں پیدا ہوئے) اپنی نظم کا ڈنکے بجا دیا ہے۔ ہندی میں پریم ساگر کے مصنف لٹوالال جی ستھلہ میں گزرے ہیں۔ بھارت اندو

بابو ہریش چندر (۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے اور قریب سینتیس برس کی عمر میں انتقال ہوا) بہت اچھے شاعر تھے۔ مرہٹی میں لاڈنی کے کہنے والے رام جوشی (۱۸۱۲ء میں انتقال کیا) اور انتانت بھماندے (۱۸۱۹ء میں رحلت کی) شہرہ آفاق ہیں اور دو میں زبردست شاعر

سودا (۱۷۸۵ء میں انتقال کیا) میر تقی (۱۸۱۶ء میں انتقال کیا) اور دلی محمد (۱۸۲۸ء میں فوت ہوئے) بڑے نامی گرامی سخنور گزرے ہیں۔ آجکل سر محمد اقبال اردو کے بہت بڑے شاعر ہیں۔

کار یگری۔ اس زمانے میں کلیں اور مشینیں بہت نکلیں اس سے باریک دستکار یاں قریب قریب مفقود ہو گئی ہیں۔ عہد قدیم کے ہندو اور مسلمان امیر نواب راجہ بادشاہ دستکاروں کی قدر بہت کرتے تھے۔ سرکار انگریزی ان کا خیال زیادہ نہیں کرتی۔ اگرچہ نرنی کا کوئی وسیلہ نہ رہا تاہم خوشی کی بات ہے کہ تھوڑے دن ہوئے کہ پڑائے ہندو مصور کی طرز پر کلکتہ میں ایک نئے طرز کی مصوری جاری ہوئی ہے اس کا نام کلکتہ کی طرز مصوری ہے۔ اس طرز کے خاص افسر و حامی ڈاکٹر اوپندر ٹھاکر اور بابو نند لال ہیں۔ لاہور جے پور اور دوسری ریاستوں میں انڈیا سار تک اور راجپوت طرز مصوری ابھی تک

کچھ باقی ہے۔

تجارت۔ سلطنت برطانیہ قائم ہونے کے پہلے ہی اس ملک کی تجارت غیر ملک والوں کے ہاتھوں میں چلی گئی ہے۔ اس وقت سے یہاں کے لوگ محض معمولی تجارت کرتے ہیں۔ لیکن بڑے بڑے سوداگر سب غیر ملک کے باشندے ہیں۔ تاہم بمبئی میں اسی شہر کے باشندے جمشید جی ٹاٹا جی کی اولاد اور کریم بھائی بڑے جلیل القدر تاجر ہیں۔ جب سے یہاں سلطنت برطانیہ قائم ہوئی۔ ریل۔ دھوئیں کش۔ تار برقی۔ ڈاک کارڈ اچ اور بہت سے کارخانوں کا ظہور ہوا۔ اور لاکھوں آدمی کی روزی کا وسیلہ بھی ہو گیا۔ اس کے علاوہ کونلے۔ میٹھا کے تیل۔ نمک اور چند اجناس کی کھانوں میں ہلوگ کام کر کے زندگی بسر کرتے ہیں۔

ختم کتاب۔ ۱۹۱۹ء ہمارے ملک کی تواریخ میں سنہرے حرفوں میں لکھے جانے کے لایق ہے۔ کیونکہ اسی برس ہندوستانوں کو سوراخ دیے کا کامل انتظام کیا گیا۔ ایسی تبدیلی کے وقت کے شروع میں جبکہ دل پُر اُمید ہو رہا ہے ہم اپنی تواریخ تالیف ختم کرتے ہیں۔ پڑھنے والوں نے اس کتاب میں پانچ ہزار برس کی سرگزشت پڑھی۔ اے میرے عزیز پڑھنے والو ذرا یہ تو بتاؤ کہ اتنا حال پڑھنے سے تم نے کیا سیکھا۔ اگر یہ سوال مجھے پوچھا جائے تو میں یہی کہوں گا

کہ ہندوستان کی تواریخ پڑھنے سے بہت کچھ سیکھا جا سکتا ہے۔ قدیم زمانے کے شروع میں ہمارے پیدائش کی سرزمین میں برہمن لوگ آئے دنیا کے اس حصے میں انھوں نے عجیب رونق اور بہار دیکھی۔ لہراتی ہوئی ندیاں دلوں کو ٹھنڈک پہنچاتی تھیں۔ ہوا کے جھوکوں کی دلفریب آوازیں روح کو فرحت دیتی تھیں۔ گرہ گڑا تے ہوئے بادلوں کے نقارے خدا کے جلال کو ظاہر کرتے تھے۔ اور ہر منظر میں اوسی پرورگار کی شان دکھائی دیتی تھی۔ نق و دق جنگلوں کے ستارے میں اوسی کی قدرت آشکارا تھی۔ بلند پہاڑ آسمان سے باتیں کرتے تھے اور گویا اوسی خلاق عالم کی تعریفیں کرتے تھے۔ ویران ریگستان کے دوردور از میدان اسی کی عظمت دکھاتے تھے۔ پس ان نوار و برہمنوں نے اوسی کردگار بزرگ کی حمد و ثنائیں دید اور اوپنشدوں کے گیت گائے اور اپنے اس وطن کی خوبیوں کی قدر و توقیر کرنے لگے۔ لیکن ایک بات انھوں نے نامناسب کی۔ فرقوں کے آدمیوں کا حق اپنے ہی قبضہ میں لے لیا اور دوسری قوموں کو اپنا غلام اور اس پر اپنی حکومت کا تخت بچھایا۔ جسم کو فاقہ کشی میں مبتلا کر کے ذہن کو ترقی دی۔ یہ کہنا غلط نہیں کہ اوس وقت سے پہلے نو سو سال اسی میں گزرے کہ برہمن لوگوں کی اس غلطی کی اصلاح ہو۔ اور اس نو سو سال کی تواریخ اسی غلطی کی اصلاح کی تواریخ ہے۔

فختمند مسلمانوں کی سلطنت میں برہمن اور شودر سب یکساں ہو گئے  
 برہمن اور چندال تک میں بھی کوئی فرق باقی نہ رہا۔ سب پر سختیاں  
 ہونے لگیں۔ ذات کے رواج میں بھی سختی نہ رہی۔ فائدہ اس جبری سلطنت  
 سے یہ ہوا کہ برہمن انسانی فرض کو سمجھ گئے کہ سب انسان برابر سمجھے  
 جانے چاہئیں۔ خدا کے بندے سب ہیں۔ یہ سب برہمنوں کو زمینیں  
 ادا ٹھاکر حاصل ہوا۔ اب انگریز آئے۔ ان ہمتوروں نے یورپ سے  
 لائی ہوئی علم کی دولت دیکر ہندو۔ مسلمان۔ برہمن۔ سید۔ پارسی۔  
 سکھ سب میں مساوات کا خیال پیدا کر دیا اور رفتہ رفتہ سب کے  
 دل میں یہ خیال مستحکم کر دیا کہ کہیں کے آدمی ہوں درجے میں سب  
 برابر ہیں۔ ہماری تہذیب کے لئے ریل۔ تار۔ ڈاک۔ چھاپہ خانے  
 جاری کئے۔ اور سب قوموں کے ساتھ ارتباط رکھنے اور داد و ستد  
 کرنے کے قاعدے بنائے۔ ہندوستان کی مختلف قوموں کا دل  
 اتحاد کی زنجیر طلائی سے باندھ دیا۔ آج انھیں انگریزوں کی حکومت  
 سے ہماری ہندوستانی قوم بھی دنیا کی اور قوموں کی طرح ایک جلیل القدر  
 قوم ہو گئی ہے۔ ہندو اور مسلمان پہلو پہ پہلو بیٹھے ہیں۔ پارسی سکھوں  
 کے ساتھ برادرانہ گفت و گو کرتے ہیں۔ آج انھیں کی تعلیم تربیت کی  
 بدولت تمام ہندوستانی قومیں اس ملک کو اپنی مادری زمین کہہ کر  
 اوس کی تعظیم کرتی ہیں اور دنیا کی سب قوموں کو اپنا حقیقی بھائی جانتی

ہیں۔

یہ قومی اتحاد یورپ میں سترہ سو یا اٹھارہ سو برس میں قیام پذیر  
 ہوا۔ مگر اون غیر ملکی لوگوں نے ہمارے ہندوستان میں یہ اتحاد ڈیڑھ سو  
 برس میں مستحکم کر دیا۔ دنیا کی تواریخ میں اس قسم کی نظیر کہیں نہیں پائی جاتی۔  
 خدا سے ہمیشہ ہم یہی دعا کرتے ہیں کہ انگریزوں نے جو ہمارے ساتھ خیر  
 خواہانہ سلوک کیا ہے۔ اوسکو ان ترقی کے دنوں میں کبھی بھول نہ  
 جائیں۔

---

سیلمانی پریس۔ محلہ گائے گھاٹ شہر بنارس میں چھپی



## SELECT OPINIONS.

DR. D. B. SPOONER, B. A., PH. D., Sometime Director-General of Archaeology in India, Simla. *"I have been struck with the judicious character of your account"*

MR. K. P. JAISWAL, M. A., Bar-At-Law, Editor, Journal of the B. & O Research Society, Patna: *"It is very good; the treatment is quite upto the mark and the language is just what is desired."*

DR. RADHA KUMUD IERJI, M. A., P. R. S. PH D., University Professor of Indian History, Lucknow University: *"I have found it to be singularly up-to-date both in the matter presented and in the manner and of presentation. It should rank very high among the numerous Matriculation text-books of Indian History."*

DR. SHAFAT AHMAD KHAN, M. A., D. Litt., University Professor of Modern Indian History, Allahabad University: *"It is fairly well written and will be very useful to the students."*

DR. TARA CHAND, M. A., D. Phil., Principal, K. P. University College, Allahabad, *"I am impressed with its freshness of outlook and statement."*

DR. BENI PRASAD M. A., Ph. D. Reader in Politics Allahabad University: *"I am inclined to think very highly of your book."*

"THE LEADER," Allahabad: *"The book marks a clear advance in the aims and methods of teaching and studying history in our schools .....It is not devoid of touches of originality."*

"THE SEARCHLIGHT" Patna: *"This is an attempt to write a history of India in Hindi from a real historical point of view in the light of recent important historical discoveries. It is written in a very simple and easy style."*

Printed by Pt. Shyam Narayan Sharma at the  
**BHUMIHAR BRAHMAN PRESS, BENARES CITY.**

AND

Published by P. N. Roy M. Sc.,  
Raja Harischaundra Road, Benares City.





